رفیقِ حج
ادارہ اشاعتِ دینیات
حضرت نظام الدین - نئی دہلی ۱۳

۷۸۶

قال اللہ تعالیٰ

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا

رفیقِ حج

جس میں حج ادا کرنے کا طریقہ اور حج کے متعلق ضروری مسائل اور حرمین شریفین کی زیارت کے آداب اور متبرک مقامات کا بیان مذکور ہے

مؤلفہ

جناب مولانا محمد احتشام الحسن صاحب کاندھلوی

ناشر

ادارہ اشاعتِ دینیات حضرت نظام الدین دہلی

مجلد عہ

حامداً و مصلیاً

عرضِ حال

سیدی و مولائی حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی ہمرکابی میں تین بار زیارتِ حرمین شریفین کا شرف حاصل ہوا تو اپنی آنکھوں سے ناواقف حجاج کو سخت ترین کوتاہیوں میں مبتلا پایا جو اپنی جہالت اور ناواقفیت کی وجہ سے ایسے کام کر گذرتے ہیں جس سے فریضۂ حج میں نقصان واقع ہوتا ہے اسلئے حضرت موصوف کی تعمیلِ ارشاد میں یہ مختصر اور مفید رسالہ تالیف کیا گیا جس میں حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کی کتاب "زبدۃ المناسک" اور دیگر معتبر کتابوں سے حج کا طریقہ اور دیگر ضروری مسائل کو عام فہم عبارت میں جمع کر دیا گیا۔ تاکہ حجاج کو اپنے فرض ادا کرنے میں سہولت اور آسانی ہو۔ نیز حرمین محترمین کے مقدس مقامات اور انکے فضائل و برکات کا بھی تذکرہ کر دیا ہے تاکہ اپنی ناواقفیت کی وجہ سے ان نعمتوں سے محروم نہ رہیں، اور ان آداب کا بھی ذکر کر دیا ہے جنکی پابندی سے اس مبارک سفر کے بہترین ثمرات سے بہرہ ور ہوں۔

اگر اس رسالہ میں کوئی خوبی اور مفید بات ہو تو وہ حضرت موصوفؒ کی برکت اور توجہ کا نتیجہ ہے اور جو کچھ غلطیاں اور خرابیاں ہیں وہ مجھ سراپا عیوب کی لغزشِ قلم اور کم فہمی کا نتیجہ ہیں۔ ع قلمِ عفو بر خطائم کش۔

محمد احتشام الحسن غفر لہٗ

۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۹ھ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج کا مقصد

بارگاہِ ربّ العالمین کی حاضری اور حضوری

انسان اگر دلِ ناداں پر سے غفلت و مدہوشی کے پردے چاک کردے اور بصیرت کی نگاہوں کو بینا بنائے۔ تو ہر وقت اور ہر آن وہ بارگاہِ ربّ العالمین اور دربارِ احکم الحاکمین میں حاضر باش ہے۔ جو کوتاہیاں اور نادانیاں ہیں وہ ظلوم و جہول انسان کی جانب ہیں ورنہ ذات عالی جلت قدرتہٗ ہر وقت ہر جگہ موجود ہے۔ اور حاضر و ناظر علیم و خبیر ہے رحمتِ خداوندی نے ان غفلت و مدہوشی کے تنگ و تاریک پردوں کو ہٹانے کیلئے انسان کو محض اپنے لطف و کرم سے ایسے خصوصی مواقع بھی عطا فرمائے جہاں خصوصی انوار و الطاف کی موسلادھار بارش ہو اور یہ بدنما سیاہ پردے انوارات اور تجلیات سے منوّر اور روشن ہو جائیں تاکہ کوئی پردہ نہ رہے اور قلبِ انسانی کا تعلق و رابطہ براہ راست ملاءِ اعلیٰ

سے وابستہ ہو جائے۔ نادان تر ہے وہ شخص جوان موقع کی ناقدری کرکے اپنے کو مزید تاویلوں میں مبتلا کرے۔

انھیں مواقع میں سے نادر ترین موقع بیت اللہ کی حاضری اور شعائر اسلامی کی ادائیگی ہے۔ جو عمر بھر میں ایکبار نصیب ہوتی ہے۔ اور پوری زندگی کو سنوارتی ہے۔ اور زندگی کو بندگی کے اس ڈھانچے میں ڈھالتی ہے جو کمالِ انسانی کی امتیازی نشانی اور عروج انسانی کی انتہائی معراج ہے۔

حج کیا ہے؟

اگرچہ شریعتِ محمدیہ کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام کے ظہور سے ہوتی ہے۔ اور دینِ متین کی بنیاد کی پہلی اینٹ بنی نوعِ انسان کے پہلے باپ کے ہاتھوں رکھدی گئی تھی۔ لیکن اس مکمل ترین دین کا ابتدائی خاکہ اور اصلی نقشہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ دنیا میں بھیجا گیا۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ ان بنیادی اصول اور ابتدائی نقوش کے مطابق پوری تعمیر مکمل کریں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (اور اتباع کر خالص ملّتِ ابراہیم کا) اسی لئے ملّتِ ابراہیمی کو چمکانے کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعض مخصوص اداؤں کو جو فرطِ محبت میں سرزد ہوئی تھیں امتِ محمدیہ کیلئے عبادت قرار دیدیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ محبین اور محبوبین کی عادات بھی عبادات ہوتی ہیں اور انکے اطوار و اعمال کی نقل بھی مرغوب اور مطلوب ہے۔ اسلئے کہ انکا ہر کام انکی ہر ادا اشارۂ غیبی اور حکمِ ربانی کے تحت سرزد ہوتی ہے جس سے مقصود محض رضائے الٰہی ہوتا ہے اور بس۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بے آب وگیاہ لق ودق ویرانے میں حکم ربانی سے اپنے بیوی اور بچہ کو ڈال دیا پھر اسی ہونہار بچے کو قربان گاہ پر چڑھا دیا۔ اور دونوں آزمائشوں میں جب کامیاب ہو گئے تو ایک مکان کی بنیاد رکھی جس کو دونوں باپ بیٹوں نے خود بھی پایہ تکمیل کو پہنچایا۔ مگر اس سے مقصود خاندان کی آسائش اور رہائش نہ تھی۔ بلکہ جنہیں بندگی پر مجبور کیا۔ کہ بندگی کا مرکز قائم کریں جس میں خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ کی پرستش ہو جو کچھ کیا تھا خدا کیلئے کیا تھا۔ اُسی کی رضا اور حکم کے تحت سرانجام ہوا تھا اسلئے اس گارے اور پتھر کی تعمیر کو بجائے بیت ابراہیمی کے "بیت اللہ" کا معزز لقب عطا ہوا۔ اور رہتی دنیا تک عبادتِ خداوندی کا مرکز اور بندگی کا گہوارہ بنادیا گیا

یہ محض ایک عبادت گاہ ہی نہیں بلکہ انسان کی اجتماعی اور انفرادی زندگی کے لئے مرکزی درس گاہ ہے۔ جہاں انسانوں کی زندگی بنتی اور سنورتی ہے۔ اسلئے کہ زندگی بندگی کیلئے ہے۔ بے بندگی زندگی سراسر گندگی اور آوارگی ہے۔ اسی لئے حدودِ حرم میں خلافِ انسانیت بات اور ہر اُس کام کو جس میں ذرا بھی حیوانیت کا شبہ ہو ممنوع اور جرم قرار دیا گیا۔

فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط — حج میں فحش بات، فسق و فجور اور جھگڑا نہیں ہے۔

تاکہ انسان اس حد تک انسانیت کا خوگر ہو جائے۔ کہ انسان ہی نہیں حیوانات تک اس کی شر سے محفوظ و مامون ہو جائیں اور امن و سلامتی کا مکمل نمونہ سامنے آجائے۔ جو انسانیت کی اصلی رُوح ہے۔

مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ط جو اس میں داخل ہوگیا۔ مامون ہوگیا۔

یہ اس بارگاہِ عالی کا سبق ہے جس کے دورانِ قیام میں اسقدر مشق کرائی جاتی ہے کہ جزوِ زندگی بن جائے۔ اسلئے کہ یہی وصفِ انسان کو حیوانیت سے ممتاز کرتا ہے۔ حیوانیت فساد و بربادی کی طرف لے جاتی ہے۔ اور انسانیت امن وسلامتی کی راہ دکھلاتی ہے۔

چنانچہ حجۃ الوداع کے تاریخی اجتماع میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مخلوق کو آخری پیغام یہی تھا۔

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ اِلٰی اَنْ تَلْقَوْا رَبَّکُمْ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ فَمَنْ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَانَتُہٗ فَلْیُؤَدِّھَا اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَہٗ عَلَیْھَا وَاِنَّ رِبَا الْجَاھِلِیَّۃِ مَوْضُوْعٌ۔

(خطبہ حجۃ الوداع)

لوگو! بیشک تمہاری جان اور مال حرام ہے تم پر قیامت تک جیسا کہ آج کا یہ دن تمہارے اس مہینے میں اور تمہارے اس شہر میں۔ دیکھو میں پہنچا چکا اور حق تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں۔ پس جسکے پاس کوئی امانت ہو اُسے چاہیئے کہ وہ اُسے اسکے مالک تک پہنچا دے اور یہ کہ زمانہ جاہلیت کا سودی لین دین آج سے ختم ہے۔

سودی لین دین اگرچہ باہمی رضامندی سے ہوتا ہے لیکن چونکہ شرافتِ انسانی کے خلاف ہے اسلئے اس کو بھی ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا گیا۔

شر و فساد کی اصلی جڑ باہمی تفوق اور اپنی بڑائی کا زعم ہوتا ہے اسلئے

اِس درسگاہ میں تمام امتیازات کو ختم کرکے ہر امیر و غریب اور چھوٹے بڑے کو مساوی حیثیت میں رکھا جاتا ہے۔ تاکہ مساویانہ طور پر زندگی گذارنے کے خوگر ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے پر تفوّق نہ جتائے، اجتماعی زندگی کا لطف مساوات سے ہے، اور مساوات کا تقاضا یہ ہے کہ طرزِ معاشرت اور بود و باش میں یکسانیت ہو اور امیر و غریب میں کوئی ظاہری امتیاز نہ ہو اور یہ قوم کی اقتصادی مشکلات کا بہترین حل ہے جس سے غفلت برتی جا رہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں بڑی اہمیت کے ساتھ اس اصولی امر کی تاکید فرمائی اور ارشاد فرمایا:

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ وَلَا یَحِلُّ لِاِمْرِئٍ مَالُ اَخِیْہِ اِلَّا عَنْ طِیْبِ نَفْسٍ مِّنْہُ اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِیْ کُفَّارًا اَنْ یَّضْرِبَ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَاِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ کِتَابُ اللّٰہِ اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَّ اِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ کُلُّکُمْ لِاٰدَمَ وَ اٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ وَ	لوگو! بیشک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں کسی کے لئے اپنے بھائی کا مال اُسکی رضامندی کے بغیر حلال نہیں میں پہنچا چکا۔ اور حق تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں۔ تم میرے بعد کفر اختیار نہ کرلینا کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔ میں تمہارے اندر ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں۔ کہ اگر تم اُسے لے لو تو گمراہ نہ ہوگے اور وہ قرآن کریم ہے۔ اے لوگو تمہارا خدا ایک ہے۔ تم سارے آدم سے ہو اور آدم مٹی سے جو زیادہ پرہیزگار

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ وَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ فَضْلٌ إِلَّا بِالتَّقْوٰى أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔

ہے وہ اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر ما سوائے تقویٰ کے کوئی بڑائی نہیں۔ میں پہنچا چکا اور حق تعالےٰ گواہ ہیں۔

سب انسان ایک پروردگار کے بندے اور ایک باپ کی اولاد ہیں یہ سب کی سب مادرِ گیتی کی پیداوار ہے۔ پھر ایک کو دوسرے پر بڑائی اور برتری کا کیا حق؟ اگر حقدار ہو سکتا ہے تو صرف وہ بندہ جس کو اپنے مولا سے تقرب ہو۔ اور بارگاہِ خداوندی میں اس کی رسائی اور پہنچ ہو۔ اور اس بارگاہ کی رسائی خداوندِ عالم کے تقرب حاصل کرنے کیلئے صرف پرہیزگاری اور پاکبازی کی زندگی درکار ہے۔ کسی اور پونجی کی وہاں پوچھ نہیں۔ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ۔

دوسرا سبق جو اس درسگاہ میں دیا جاتا ہے وہ انبیائے کرام کے اتباع اور پیروی کی مشق ہے۔ حج کے جتنے بھی ارکان اور افعال ہیں وہ انبیاء سابقین کی مخصوص اداؤں کی نقل ہے جنکو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اُمت کیلئے ایک گہرا سبق اور اصولِ تعلیم اس امر کی ہے کہ جب دیگر انبیاء کرام کا معمولی باتوں میں اتباع محبوب اور مطلوب ہے۔ اور بارگاہِ ربُّ العالمین میں تقرّب کا ذریعہ ہے۔ تو سید الانبیاء والمرسلین محبوب ربُّ العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ہر بات اور ہر ادا کا اتباع اس سے کہیں زیادہ محبوب اور مطلوب ہے، اور سب سے بڑھکر تقرب خداوندی کا

ذریعہ ہے۔ اسلئے کہ حضور اقدس ؐ کی ہر بات وحی خداوندی ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ط

اور نہیں بولتا خواہش اپنی سے نہیں ہے وہ مگر وحی جو بھیجی جاتی ہے۔

آپ تمام مخلوق کیلئے سراپا رحمت اور مرکز رشد و ہدایت ہیں۔ اسی لئے آپکا کامل اتباع کمالِ انسانیت کا اصلی معیار ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

بیشک تمھارے لئے رسول اللہ میں اچھی پیروی ہے

اور آخرت کی تو نجات صرف آپ کے اتباع پر موقوف ہے۔ بلا اسکے نہ نجات ہو سکتی ہے اور نہ محبتِ خداوندی سے سرشار ہو سکتا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

کہہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم کو محبوب رکھے گا۔

اور یہی وہ اصلی شئے ہے جس کی دورانِ حج میں پورے طور پر مشق کرائی جاتی ہے۔

تیسرا سبق جو انسانی زندگی کیلئے اصلی اور معیاری سبق ہے، وہ پوری زندگی کو بندگی کے ڈھانچے میں ڈھالنا اور اپنی عادات تک کو عبادات کا رنگ دینا۔ حتیٰ کہ کھانا پینا سونا جاگنا چلنا پھرنا غرض ہر چیز عبادت ہی عبادت ہو۔ عادت کے تحت میں کوئی کام سرانجام نہ ہو۔ جو بندگی کا اصلی مقتضیٰ ہے۔ چنانچہ حج کے ارادے سے جب انسان گھر سے نکلتا ہے تو اس کا کوئی کام عادت شمار نہیں ہوتا۔ بلکہ عبادت کی فہرست میں لکھا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا اصلی محرک خواہشِ نفسانی نہیں۔ بلکہ جذبۂ بندگی ہے باشوق اُس کو بارگاہِ خداوندی میں لیجا رہا ہے۔ وہی شوق اُس کے

ہر کام میں کارفرما ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

اَلْحَاجُّ الرَّاكِبُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوهَا رَاحِلَتُهُ سَبْعُونَ حَسَنَةً وَاِنَّ الْحَاجَّ الْمَاشِيَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا سَبْعُمِائَةِ حَسَنَةٍ مِّنْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ قَالَ اَلْحَسَنَةُ بِمِائَةِ اَلْفِ حَسَنَةٍ۔ (جمع الفوائد)

سواری پر چلنے والے حاجی کیلئے اسکی سواری کے ہر قدم کے بدلے ستر نیکیاں اور پیدل چلنے والے کیلئے ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں حسناتِ حرم کی ملتی ہیں۔ دریافت کیا گیا کہ حسناتِ حرم کیا ہیں۔ فرمایا ایک حسنہ ایک لاکھ نیکیوں کی ہوتی ہے۔

پیادہ پا جانے والا مسافر اگرچہ بظاہر حقیر و نادار دکھائی دیتا ہے لیکن وہ سوار سے ایک لاکھ درجہ بلند و بالا ہے۔ زمین پر گھسٹنے والا انسان کس قدر بلندی پر پرواز کر رہا ہے؟ اور اسی رتبہ کے موافق اس کے لئے اجر و ثواب مقرر کیا گیا ہے بارگاہِ خداوندی سے جو جس قدر مقرب ہوتا ہے اُسی قدر نعمتوں سے سرفراز ہوتا ہے لیکن محروم سوار بھی نہیں۔ اس کی مشقت اور خرچ کے موافق اس کا رتبہ بھی بلند کیا جاتا ہے۔ اس کو محنت کا اجر دیا جاتا ہے۔ تو اس کو خرچ کا اجر دیا جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

اَلنَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِسَبْعِمِائَةٍ (جمع الفوائد)

حج میں خرچ کرنا۔ اللہ کے راستے میں خرچ کی طرح سات سو درجہ تک ہے۔

یہ کوئی حج کی خصوصیت نہیں بلکہ انسان جب بھی جہاں کہیں بھی بے غرض ہو کر اللہ رب العزت کی خوشنودی کی خاطر اس کے دین متین کی سر سبزی اور

شادابی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سفر اختیار کریگا اسی اجر و ثواب کا مستحق ہوگا اور اس رتبہ پر فائز ہوگا جو اس کام کے شایانِ شان ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ (جمع الفوائد) — اللہ کی راہ میں ایک رات اسکے ماسوا کی ہزار راتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

دنیا اور اس کی تمام نعمتوں کو انسان کیلئے بنایا گیا ہے اور انسان کو آخرت کے لئے۔ ارشاد نبوی ہے۔

اَلدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ وَأَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلْآخِرَةِ — دنیا تمھارے لئے پیدا کی گئی اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے۔

آخرت کے لئے تخلیق کا مطلب یہی ہے کہ اپنا مطمح نظر اور منتہائے مقصود آخرت کو بنالے اور مقصدِ زندگی اس کام کو ٹھہرائے جو بحیثیت اسلام کے اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ پھر اس کا نعماء دنیوی سے انتفاع سراسر دین اور موجب اجر و ثواب اور عین بندگی ہوگا۔ سفر حج میں اسی کا نمونہ دکھایا جاتا ہے۔ اور پوری زندگی کے لئے اس کی مشق کرائی جاتی ہے۔

حج کے منافع بیشمار ہیں۔ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب ہو جائے لیکن یہ تین وہ اصولی سبق ہیں کہ اگر انسان ان کو حاصل کرے اور اپنی ساری زندگی کو ان اصول کے مطابق بنائے تو پھر وہ اس صراطِ مستقیم پر آجائیگا جو انبیاء و صدیقین کی شاہراہ ہے۔ جو براہ راست ملاءِ اعلیٰ کے ساتھ رابطہ و تعلق قائم کرتی ہے۔ اور انسان کو اس مقام تک پہنچا دیتی ہے جو کمالِ انسانی کی منتہائے معراج ہے۔ یہ انفرادی اسباق ہیں جن کو

ہر شخص حاصل کر سکتا ہے، اور اپنا سکتا ہے۔ اور اجتماعی زندگی کی درستگی بھی افراد کی درستگی پر موقوف ہے۔ جماعت افراد سے بنتی ہے۔ جیسی انفرادی زندگی ہوگی وہی اثرات اجتماعی زندگی میں نمودار ہونگے۔ مگر حج بیت اللہ محض انفرادی عبادت نہیں۔ بلکہ تمام عالمِ اسلامی کی ایک مشترکہ سالانہ کانفرنس ہے جس میں اطرافِ عالم سے ہر ممالک کے نمائندے شریک ہوتے ہیں۔ سب کا مقصد ایک ہوتا ہے اور جذباتِ متحدہ ہوتے ہیں۔ اس میں ایک ہی جذبہ وشوق موجزن ہوتا ہے۔ باہم ملاقات تعارف اور تبادلۂ خیالات کے اچھے مواقع میسّر ہوتے ہیں۔ تمام عالمِ اسلامی کے نمائندے مسلمانوں کو یکجا جمع کیا جاتا ہے۔ تاکہ باہم ربط قائم ہوں۔ اتفاق و اتحاد ہو، اور شعائرِ اسلامی کے احیاء۔ اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے مشترکہ مساعی اور متحدہ محاذ قائم ہو جائے۔ اور مسلمانوں کی اجتماعی قوت ہمیشہ مستحکم اور مضبوط رہے۔

اگر کسی خوش قسمت کو خداوند کریم اپنے فضل ولطف وکرم سے اس مبارک سفر کی سعادت نصیب فرمائیں تو دورانِ سفر میں خصوصیت کے ساتھ ان امور کا اہتمام کرے:۔

(۱) دل و دماغ ہر وقت، ہر آن، ہر حالت اور ہر مشاغل میں خدا اور رسول کی عظمت ومحبت کے جذبات سے معمور ہو۔ نہ دماغ میں کسی خیال کو آنے دیں اور نہ دل میں کسی چیز کا گذر ہو۔ ایک ہی خیال اور ایک ہی دھن سوار ہو۔ اور اسی میں مجنونانہ وار مست ہو۔

(۲) احکامِ خداوندی کی پوری پوری بجا آوری ہو۔ ہر کام میں عزیمت

پر عمل ہو۔ ہر حکم کی بجا آوری میں پوری مستعدی اور چستی ہو۔ فرائضِ خداوندی کی ادائیگی میں پورا اہتمام ہو اور سنن و مستحبات تک کی پابندی ہو۔ اور ایک مستعد غلام کی طرح ہر وقت ہوشیار اور حاضر باش رہے۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور طریق کا پورا پورا اتباع ہو۔ ہر ہر بات اور کام میں آپ کی پوری پیروی ہو۔ عبادات ہی نہیں عادات میں بھی آپ کا کامل اتباع ہو اور کوئی سنت قصداً بلا مجبوری ترک نہ ہو۔

(۴) تمام تر مساعی دین کے فروغ اور عروج احکام خداوندی کے اجراء، شعائرِ اسلامی کے احیاء اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کیلئے ہوں۔ یہی کام مقصودِ زندگی ہو اور اسی کی توفیق مطلوب ہو۔

(۵) جو کام بھی ہو۔ جو بات بھی ہو۔ خدا کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہو۔ کوئی دوسرا داعیہ نہ ہو۔ اور جو کام بھی کسی دوسری غرض سے سرزد ہو۔ اُس کو لغو اور فضول سمجھ کر اُس سے پرہیز کرے۔ دورانِ قیام میں ان امور کی اتنی مشق کرے کہ واپسی کے بعد اپنے مشاغل کی مشغولی ان میں خلل انداز نہ ہو۔ یہی حقیقی بندگی ہے اور اسی سے لطفِ زندگی ہے اور یہی تخلیقِ کائنات کا مقصود ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

محمد احتشام الحسن غفرلہٗ

۱۵ / شوال المکرم ۱۳۶۶ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط وَ الصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَیِّدِ الْخَلَائِقِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ہ

حج اسلام کا ایک بڑا رُکن ہے جس کی فرضیت قرآن شریف سے ثابت ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس زادِ راہ اور سواری موجود ہو جو اُس کو بیت اللہ تک پہنچا سکے اور پھر بھی حج نہ کرے تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔

دارِ قطنی میں حضرت ابو اسامہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو حج سے روکنے والی کوئی ضرورت یا مجبوری یا بیماری نہ ہو پھر وہ حج نہ کرے تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔

یعنی ایک مسلمان کے لئے اسلام کے بعد اگر اس میں استطاعت ہو تو سب سے پہلے فرضِ حج کا ادا کرنا ضروری ہے بے وجہ دیر کرنے والے مسلمان میں یہود و نصاریٰ والی صفت موجود ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ چند نوجوانوں کو بھیجوں تاکہ وہ ایسے لوگوں کو تحقیق کریں جن پر حج فرض ہے اور پھر بھی حج نہیں کرتے ان کے گھروں کو آگ لگا دیں اور انکو قتل کر دیں سو اللہ میں ایسے لوگوں کو مسلمان نہیں سمجھتا یہ جملہ حضرت عمر رضی نے مکرر سہ کرر فرمایا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی نے فرمایا ایسے لوگوں پر کفار کی طرح جزیہ مقرر کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ وہ مسلمان نہیں۔ پس جن مسلمانوں پر حج فرض ہے ان کو چاہیئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو حج ادا کرنے کی کوشش کریں۔

حج کن لوگوں پر فرض ہے؟

حج فرض ہونے کی چند شرطیں ہیں:۔

(۱) مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد ہونا۔

(۲) تندرست صحیح سالم ہونا، بیمار، لنگڑے، لولے، لنجے اور اندھے پر حج فرض نہیں۔ البتہ اگر کسی کے پاس اسقدر روپیہ ہو جو باوجود معذور ہونے کے باسانی سفر کر سکتا ہو تو اس کو حج ادا کرنا چاہیئے۔

(۳) سفر خرچ اور زاد راہ کا موجود ہونا جو حوائج ضروریہ اور اہل و عیال اور دیگر متعلقین کے ضروری خرچ سے زائد ہو۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ پس ماندہ لوگوں کے لئے کم از کم اس قدر چھوڑ جائے کہ اس کے واپس ہونے کے دن ان کے پاس ایک روز کا کھانے کو موجود ہو۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں جس شخص کے پاس اس قدر روپیہ ہو جو اُس کو مکہ مکرمہ پہنچا سکے تو یہ روپیہ حج میں خرچ کرنا چاہیئے اگر ایسا نہ کیا تو گنہگار ہوگا۔ حج کے لئے کسی سے روپیہ مانگنا مناسب نہیں اس لئے کہ سوال کرنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

(۴) عورت کے لئے بوڑھی ہو یا جوان محرم یا خاوند کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ محرم سے مُراد ہر وہ عاقل بالغ مرد ہے جس سے قرابت یا رضاعت یا صہریت (سُسرال) کی وجہ سے شرعًا اس عورت کا نکاح حرام ہو۔ البتہ اگر محرم فاسق فاجر ہو جس پر بدچلنی کی وجہ سے اعتماد اور بھروسہ نہ ہو تو ایسا محرم بھی کافی نہیں۔

جب عورت کو محرم مل جائے تو خاوند سے اجازت لے کر فرض حج کے لئے سفر کر سکتی ہے۔ خاوند کو روکنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

اگر عورت مالدار ہو اور محرم کا خرچ برداشت کر سکتی ہو تو اُس کو چاہیئے کہ محرم کا خرچ دے اور فرض حج ادا کرے۔

(۵) حج کے صحیح ہونیکے لئے ایامِ حج اور احرام اور نیت کا ہونا ضروری ہے اگر بغیر احرام باندھے یا بغیر نیت کئے افعال حج ادا کئے تو حج ادا نہ ہوگا۔ ایسے ہی ایامِ حج سے پہلے یا بعد اگر حج کے کسی رُکن کو ادا کیا تو حج ادا نہ ہوگا یکم شوال سے ۱۰ ذی الحجہ تک ایامِ حج ہیں ان سے پہلے حج کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے

آدابِ سفر

(۱) جب اس مُبارک سرزمین کی زیارت کا شوق اور قصد ہو تو پہلے کسی دیندار مخلص خیر خواہ سے اپنی تمام ضروریات

اور مجبوریوں کو ذکر کر کے مشورہ لے اگر اس وقت سفر کرنا احباب اور مخلصین کی رائے میں بھی مناسب ہو تو استخارہ مسنونہ شروع کرے اور جب تک دل میں کوئی بات پختہ طور پر نہ جم جائے برابر استخارہ کرتا رہے۔ استخارہ نفس حج کا نہ کرے اسلئے کہ حج سراسر خیر ہے بلکہ تعیین وقت اور موجودہ حالات میں سفر کرنے کے لئے استخارہ کرے۔

استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھے۔ اس کے بعد اپنے مقصد کے لئے دعا کرے اور تین دفعہ درود شریف پڑھ کر چند بار اس دعا کو پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ذَھَابِیْ اِلَی الْحَجِّ فِیْ ھٰذَا الْوَقْتِ مَعَ ھٰذِہِ الْاَحْوَالِ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔

دعا پڑھنے کے بعد پھر تین دفعہ درود شریف پڑھے۔ اگر کسی وجہ سے

نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بغیر نماز کے اس دعا کو بار بار پڑھے اور انتظام کو شروع کر دے پھر جو کچھ بھی پیش آئے گا انشاء اللہ سراسر خیر ہو گا۔

(۲) جب حج کا ارادہ پختہ ہو جائے تو گناہوں سے سچی توبہ کرے لوگوں کے حقوق اور قرض خواہوں کا قرض ادا کرے۔ کسی پر ظلم کیا ہو یا بے وجہ تکلیف پہنچائی ہو یا غیبت یا برائی کی ہو تو اس سے معافی مانگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "ذرا سے حرام مال کا واپس کرنا بارگاہِ خداوندی میں ستر حج کے برابر ہے"۔ غرض گناہوں کی کدورتوں سے پاک و صاف ہو کر خدا کے گھر کی زیارت کیلئے جائے ورنہ رب البیت کے عتاب کا اندیشہ ہے اور اس مقدس جگہ کے فیوض سے محرومی یقینی ہے۔

جانے سے قبل والدین سے اجازت لے اگر وہ ناخوش ہوں تو ان کو رضامند کرے اور جن لوگوں کا خرچہ اور نفقہ اس کے ذمہ ہے ان کے لئے کوئی ایسا بندوبست کر جائے کہ وہ واپسی تک پریشان نہ ہوں۔

(۳) اپنے ارادہ اور نیت کو درست کرے اور دل میں گناہوں کی مغفرت، باطن کی صفائی خداوند عالم کی رضا جوئی حکم ربانی کی بجا آوری کی خواہش اور آرزو کو مستحکم اور مضبوط کرے۔ اس سفر میں اکثر ریا اور نمود کو دخل ہوتا ہے۔ آرزو یہ ہوتی ہے کہ حاجی کہلاؤں اور سمجھتا یہ ہے کہ دل میں حج اور زیارت بیت اللہ کا شوق ہے۔

جہاں تک ممکن ہو سکے دنیوی مفاد اور نفع کے خیال سے دل کو پاک رکھے۔ تجارت وغیرہ کا بھی ارادہ نہ کرے تاکہ پریشان خاطر نہ ہو اور

قلب اور جوارح اطمینان اور سکون کے ساتھ شعائرِ اسلامی اور ارکانِ حج کی بجاآوری اور تعظیم و تکریم میں مشغول رہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

"قریب ہی لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا کہ میری امت کے بادشاہ شہرت کیلئے حج کریں گے، اور اُمرا برائی اور رفعت کے لئے حج کرینگے اور متوسط طبقہ کے لوگ تجارت کی غرض سے حج کرینگے اور غربا سوال اور مانگنے کے ارادہ سے حج کریں گے اور علماء ریا اور دکھلاوے کے لئے حج کریں گے۔"

اِس ارشاد نبویؐ میں ان تمام اغراض و مقاصد کو بیان فرمایا گیا ہے جو خلوصِ نیت کو برباد کر کے حج کی فضیلت اور برکات سے محروم کردیتے ہیں۔ اگر خرچ کم ہو اور بغیر تجارت یا مزدوری کے چارہ نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن ضمناً اور تبعاً کرے مقصود اصلی نہ بنائے۔

(۴) حج کی کیفیت ارکان اور شرائطِ حج اور مناسک کی ادائیگی کا طریقہ اور اس کے آداب اور مستحبات کو معلوم کر کے خوب ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ اس لئے کہ عمل بغیر علم کے نہیں ہو سکتا ناواقف کا کرنا اکثر نہ کرنے سے بدتر ہو جاتا ہے۔ بہت لوگ سفر کی صعوبتیں اور کثیر اخراجات برداشت کرتے ہیں لیکن اپنی ناواقفیت کی وجہ سے حج ادھورا اور ناتمام کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی لغزشوں کے باعث بڑی بڑی نعمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات اُلٹی لعنتوں اور اللہ کے غضب کو لے کر لوٹتے ہیں۔

حج جیسے قابلِ اہتمام ذی شان کام کو مطوفوں[1] کے بھروسہ پر چھوڑ دینا عقل اور سمجھ کے بالکل خلاف ہے۔

(۵) اپنی طبیعت کے موافق کسی نیک سیرت دین دار واقف رفیقِ سفر کو تلاش کرنا چاہیئے اگر کوئی عالمِ دین مل جائے تو اور بھی بہتر ہے کہ مسائل معلوم کرنے میں سہولت رہے۔ رفیق کی صلاحیت کی برکت سے بہت دفعہ حج کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے۔

(۶) سفر خرچ اور زادِ راہ حلال غیر مشتبہ مال سے لینا چاہیئے حرام مال سے ہرگز سفرِ حج نہ کرنا چاہیئے۔ مال کے حلال ہونے کو حج کی قبولیت میں بڑا دخل ہے ارشاد نبوی ہے "جب انسان حرام مال سے حج کرتا ہے اور لبیک کہتا ہے تو حق تعالےٰ کی جانب سے جواب ملتا ہے۔ تیری لبیک قبول نہیں اس لئے کہ تیرا توشہ حرام کا، تیری سواری حرام کی تیرے کپڑے حرام کے ہیں پس اپنے گناہوں سمیت لوٹ جا۔ تیرے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں" حرام سوال کے ذریعہ جو روپیہ ملا ہو وہ بھی بمنزلہ حرام مال کے ہے۔

(۷) روپیہ پیسہ اپنی وسعت اور ہمت کے موافق خوب ساتھ لینا چاہیئے تاکہ مسکینوں اور ساتھیوں پر دل کھول کر خرچ کر سکے۔ اور دوسروں کو خوب کھلا سکے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ "حج کی

---

[1] مطوف یعنی معلم۔ وہ لوگ جو حکومت عربیہ کی طرف سے حاجیوں کو اپنے یہاں ٹھہراتے ہیں اور حج کے مناسک ادا کرانے کے ذمہ دار ہیں۔

راہ میں خرچ کرنا ویسے خرچ کرنے سے ستر گنا زائد ثواب رکھتا ہے" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو حج کے لئے رخصت کرتے وقت ارشاد فرمایا "تمہیں بقدر خرچ کے ملے گا۔"

(۸) جہاں تک ممکن ہو کھانے پکانے میں کسی کی شرکت نہ کرے۔ اس میں ہر وقت تنگی اور جھگڑے رہتے ہیں۔ اگر شرکت پر مجبور ہو تو سب سے زیادہ خرچ کرے اور سب سے زائد کام کرے۔ اور سب سے کم کھائے اسلئے کہ اس مبارک سفر میں جس قدر زائد خرچ اور خدمت کریگا اسی قدر نفع اور کامیاب ہوگا۔ خرچ اور خدمت دونوں مستقل ثواب کی چیزیں ہیں۔

(۹) سفر کی ابتداء جمعرات ورنہ پیر کو کرنا مستحب ہے۔

(۱۰) جب گھر سے روانہ ہو تو دو رکعت نفل پڑھے اور متعلقین کے لئے دعائے خیر کرے۔ پھر دوستوں پڑوسیوں رشتہ داروں بال بچوں کو خدا کے حوالہ کرکے رخصت ہو اور یہ دعا پڑھے:-

أَسْتَوْدِعُكُمُ اللهَ الَّذِي لَا يَضِيعُ وَدَائِعُهُ۔

اور جب گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ۔ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الضَّيْعَةِ فِي السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ اَللّٰهُمَّ قَبِّضْ لَنَا الْأَرْضَ

وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ۔

جب سوار ہو تو اوّل داہنا پیر رکھے اور بِسْمِ اللهِ کہے جب سوار ہو چکے تو یہ دعا پڑھے:۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ جب جہاز یا کشتی پر سوار ہو تو یہ پڑھے:۔ بِسْمِ اللهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ط

اگر یہ دعا پڑھ کر جہاز میں سوار ہوگا تو انشاء اللہ جہاز آفات اور ڈوبنے سے محفوظ رہے گا۔

جب بمبئی یا کراچی یا جدہ پہنچے اور شہر کی آبادی دکھلائی دے تو یہ دعا پڑھے:۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔ جب شہر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا (تین دفعہ) اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا۔ انشاء اللہ اس شہر کی مصیبتوں اور مکروہات سے محفوظ رہیگا۔ ہر روز صبح کو یہ دعا پڑھے:۔ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَ

اَفْضَلُ عَلَیْنَا عَائِذٌ اَبِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ شام کے وقت یہ دعا پڑھے:۔
یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰہُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّکِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ
فِیْکِ وَشَرِّ مَا یَدُبُّ عَلَیْکِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اَسَدٍ وَاَسْوَدٍ
وَمِنَ الْحَیَّۃِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاکِنِ الْبَلَدِ وَاَهْلِهَا۔
انشاء اللہ ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔ اور مصیبت اور خوف اور وحشت
کے وقت سورہ لِاِیْلٰفِ کثرت سے پڑھے۔

(۱۱) اس مقدس سفر میں تواضع اور انکساری عاجزی اور فروتنی
کو اختیار کرے اور اُن آداب کو ملحوظ خاطر رکھے جو بارگاہِ صمدیت کے
شایانِ شان ہوں۔ کھانا پینا قیام اور لباس سواری اور مکان غرض کوئی
چیز ایسی نہ ہو جس سے ترفع اور بڑائی کی بُو آتی ہو۔ ایک ذلیل وخوار بندہ
بن کر غلاموں کی طرح اپنے مولیٰ کے در پر حاضر ہو اور مسکینوں کی طرح اُس
عالی دربار میں رہنے کو اپنی سعادت سمجھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے
حق تعالیٰ اس حاجی کو پسند فرماتے ہیں جس کے بال بکھرے ہوئے
ہوں اور کپڑے غبار آلود ہوں۔

(۱۲) اپنے ساتھی اور ملازم کے ساتھ نرمی اور خوش خُلقی کا برتاؤ
کرے اور ہر کام میں اُنکی اعانت ومدد کرے۔ بد خُلقی اور جھگڑوں سے
بچے۔ زبان کو جھوٹ غیبت لعنت اور فحش باتوں سے محفوظ رکھے۔

(۱۳) جو کچھ نقصانات اور تکالیف اس مبارک سفر میں پیش آئیں
اُن سے پریشان اور بددل نہ ہو بلکہ ہر بات پر ثواب کی اُمید رکھے۔ اور

اس کو حج کے مقبول ہونے کی علامت سمجھے۔

(۱۴) فرض نمازوں کو مستحب اوقات میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام رکھے۔ نماز کے معاملہ میں ہرگز تساہل نہ کرے۔ نماز حج سے بدرجہا افضل اور مؤکد ہے۔ جس قدر آسانیاں حق تعالےٰ نے مسافر کے لئے مرحمت فرمائی ہیں۔ ان سے زیادتی نہ کرے۔ نفل نماز سواری پر بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔ اس میں قبلہ کی طرف منہ کا ہونا بھی ضروری نہیں۔ جدھر سواری جارہی ہو اُس طرف رُخ کرکے بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن فرض نماز اور وتر سواری پر جائز نہیں اس کے لئے نیچے اُترنا قبلہ کی طرف منہ کرنا کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہے۔ البتہ اگر کوئی شرعی عذر بیماری وغیرہ ہو جس کی وجہ سے سواری سے نہ اُتر سکتا ہو تو کچھ حرج نہیں۔ اُس وقت سواری پر بیٹھ کر قبلہ رُخ ہو کر نماز ادا کرے۔

تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ اکثر لوگ ایک فرض حج کی وجہ سے فرض نمازوں کو ضائع اور خراب کر دیتے ہیں بلکہ بعض دفعہ نماز قضا تک کر دیتے ہیں جس مقدس سفر میں نوافل اور مستحبات کا التزام اور پابندی کرنی چاہیئے تھی اس میں فرض نمازوں میں سستی اور بے پرواہی برتنا سراسر خسران اور محرومی کی دلیل ہے۔

(۱۵) بار بار یہ مبارک سفر نصیب نہیں ہوتا اس لئے وقت کو غنیمت سمجھے اور یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ ہر وقت دل اور زبان پر ذکر اور درود اور استغفار جاری رکھے۔ ان مبارک وقتوں میں فضول باتوں اور فضول

موں میں پھنسے رہنا بڑی بے نصیبی ہے[1]۔

حج کی قسمیں

حج تین طرح کیا جاتا ہے۔ اول صرف حج کا احرام باندھنا اس کو افراد کہتے ہیں۔ دوسرے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ندھنا اس کو قران کہتے ہیں۔ تیسرے حج کے مہینوں میں اول عمرہ کا احرام ندھنا اور پھر عمرہ کے افعال پورے کر کے حلال ہو جانا اور اسی سال پھر حج کا احرام باندھنا اس کو تمتع کہتے ہیں۔ ان تینوں صورتوں میں فرض حج ادا ہو جاتا ہے۔ مگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قران افضل ور اولیٰ ہے۔ (اور حج بدل کرنے والے کے لئے تفصیل ہے۔

احرام باندھنے کا طریقہ

مکہ کے چاروں طرف مکہ میں داخل ہونے والوں کے لئے جگہ مقرر ہے جس کو میقات کہتے ہیں۔ اس جگہ سے بغیر احرام باندھے گذرنا سخت گناہ اور حرام ہے مدینہ سے آنے والوں کے لئے ذوالحلیفہ میقات ہے اور ہندوستان سے جانے والوں کے لئے یلملم میقات ہے۔ جب جہاز یلملم کے مقابل سے گذرتا ہے تو کپتان سیٹی دیتا ہے۔ اس وقت فوراً احرام باندھ لینا چاہیئے اور بہتر یہ ہے کہ تحقیق کر کے اس وقت سے کچھ پہلے احرام باندھ لے۔ احرام جس قدر بھی پہلے باندھے افضل ہے۔

احرام باندھنے کا طریقہ یہ ہے اوّل حجامت بنوائے ناف کے نیچے کے بال لے۔ اگر سر منڈانے کی عادت ہو تو سر بھی منڈوائے ورنہ بالوں کو کنگھے کر

---

[1] اپنے فارغ وقت کو تعلیم اور تبلیغ کے کاموں میں لگانا۔ تبلیغی جماعتیں بمبئی۔ جدہ اور حرمین شریفین میں ہر جگہ ملیں گی۔ انشاء اللہ۔

درست کرے۔ اگر بی بی ساتھ ہو اور کوئی عذر اور تنگی مانع نہ ہو تو مجامعت کرنا بھی مستحب ہے۔ پھر احرام کی نیت سے غسل کرلے۔ اگر غسل دشوار ہو تو صرف وضو کرلے اور سلے ہوئے کپڑے اتار دے اور دو سفید چادریں نئی یا دُھلی ہوئی لے کر ایک تہبند کی طرح باندھ لے اور دوسری اوڑھ لے۔ اگر رنگین چادر ہو یا ایک ہو تب بھی کچھ حرج نہیں۔ اور بدن اور کپڑوں کو خوشبو لگائے مگر ایسی خوشبو نہ ہو جس کا جرم[ع] بعد میں باقی رہے۔ پھر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو سر ڈھک کر دو رکعت نفل احرام کی نیت سے پڑھے۔ پہلی رکعت میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا افضل ہے۔ فرض نماز کے بعد بھی اگر احرام باندھ لیا جائے تب بھی مستحب ادا ہو جائے گا۔ نماز پڑھ کر سر کھول لے اور دل میں نیت کرلے کہ میں حج کا احرام باندھتا ہوں یا عمرہ کا احرام باندھتا ہوں۔ یا حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھتا ہوں۔

اگر صرف حج کی نیت کی ہے تو یہ الفاظ زبان سے کہے:۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔

اور اگر صرف عمرہ کی نیت کی ہے تو یہ الفاظ زبان سے کہے:۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ۔

اور اگر حج اور عمرہ دونوں کی نیت کی ہے تو یہ الفاظ زبان سے کہے:۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ۔ اسکے

ع یعنی ظاہری اثر ۱۲۔

حد حج کی نیت سے باآواز بلند تلبیہ پڑھے۔ تلبیہ یہ ہے:۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔ تلبیہ میں ان الفاظ سے کمی کرنا مکروہ ہے البتہ اول اور آخر میں اُن الفاظ کو بڑھا سکتا ہے جو حدیث شریف سے ثابت ہوں مگر بیچ میں کسی لفظ کو نہ بڑھانا چاہیئے۔ تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے، مگر چیخنا اور چلانا نہ چاہیئے۔ جب تلبیہ پڑھے پے در پے تین بار پڑھے نہ بیچ میں بات نہ کرے حتیٰ کہ سلام کا جواب بھی نہ دے) اور درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے:۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ اور جو چاہے دُعا مانگے اور ہر وقت تلبیہ کا یہی حکم ہے۔

پھر اُترتے چڑھتے چلتے پھرتے وقت تلبیہ پڑھتے رہنا مستحب ہے۔ اور جس قدر بھی ہو سکے کثرت سے تلبیہ پڑھتا رہے کہ یہ اس زمانے کی سب سے افضل عبادت ہے۔

پس احرام بندھ گیا جو حج کا پہلا فرض ہے اب ممنوعات احرام سے بچنا چاہیئے۔

وہ چیزیں جو حالت احرام میں منع ہیں

جب احرام باندھ لیا گیا تو منہیات سے بچے جماع اور جماع کے لوازمات مثل بوسہ بازی، عورت سے بغل گیر ہونا وغیرہ امور اور فحش اور گندی باتوں، فسق و فجور لڑائی جھگڑے

قتل وقتال اور شکار سے بچے۔ نہ خود شکار کرے نہ شکار کرنے والے کو بتلائے اور نہ شکار کی طرف اشارہ کرے اور نہ شکاری کی مدد کرے۔ نہ حرم کا درخت کاٹے۔ اور خوشبو لگانی اور ناخن اور بال کٹوانے اور سر یا مُنہ کو ڈھکنا (سارا ہو یا تھوڑا) یہ سب باتیں منع ہیں۔ تکیہ پر سر اور رخسار رکھنے میں کچھ حرج نہیں۔ اوندھا ہو کر تکیہ پر پیشانی کا رکھنا مکروہ ہے سر پر کپڑا رکھنا منع ہے اور کپڑوں کی گٹھڑی یا خوان یا دیگر سامان سر پر رکھنا جائز ہے۔ اگر بیت اللہ کے پردوں کے نیچے آیا اور سر یا چہرہ کو پردہ لگ گیا تو مکروہ ہے ورنہ کچھ حرج نہیں۔ سر اور داڑھی کو خطمی سے نہ دھوئے صابن اور اشنان¹ سے دھو سکتا ہے۔ سلے ہوئے کپڑے، کرتہ پائجامہ ٹوپی موزہ اور فل بوٹ نہ پہنے۔ سلے ہوئے کپڑے کو اوڑھنے میں کچھ حرج نہیں۔ اگر جوتا نہ ہو تو موزہ یا فل بوٹ کو وسطِ قدم سے کاٹ کر پہن سکتا ہے۔ خوشبودار چیزیں اور خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے کا استعمال جائز نہیں۔ اگر دھو کر خوشبو کو زائل کر دیا ہو تو کچھ حرج نہیں۔ غسل کرنا جائز ہے مگر مستحب یہ ہے کہ میل کچیل دُور کرنے کی نیت نہ کرے۔ اگر نہائے تو طہارت اور خنکی کی نیت سے نہائے۔ خیمہ اور کجاوہ اور موٹر کے سایہ میں بیٹھنا جائز ہے۔ مگر سر اور چہرہ کو نہ لگے۔ اگر لگ گیا تو مکروہ ہوگا۔ ہمیانی باندھ سکتا ہے۔ ہتھیار لگا سکتا ہے۔ تہبند میں جیب بھی لگا سکتا ہے۔ بغیر خوشبو کا سرمہ بھی لگا سکتا ہے۔ ختنہ کرانا فصد کرانا ٹوٹے ہوئے عضو کا باندھنا جائز ہے۔ سر اور داڑھی اس طرح کھجا سکتا ہے کہ

---

¹ ایک قسم کی خوشبودار گھاس ہوتی ہے۔

بال نہ ٹوٹے اور نہ جوں مرے۔ جرابیں اور بنیان کلا پہننا بھی جائز نہیں۔

عورت کا احرام

عورت کا احرام بھی مردوں کی طرح ہے۔ بجز اس کے کہ عورت سلے ہوئے کپڑے پہنے۔ عورت جرابیں بھی پہن سکتی ہے۔ اگرچہ ٹخنے چھپ جائیں۔ اور تلبیہ اتنی زور سے نہ پڑھے کہ غیر مرد آواز سنیں۔ البتہ مردوں کی طرح عورت کو بھی چہرہ پر کپڑا ڈالنا یا پنکھا وغیرہ رکھنا جو رخساروں کو لگتا ہو جائز نہیں۔ بلکہ عورت کو ایسی طرح پردہ کرنا چاہیئے کہ کپڑا یا نقاب چہرے سے نہ چھوئے۔ عورت اگر حیض یا نفاس کی حالت میں ہو تو احرام کے وقت نماز نہ پڑھے بلکہ صرف غسل کر کے احرام باندھ لے۔ یہ غسل طہارت کا نہیں بلکہ نظافت اور صفائی کے لئے ہے جو احرام کے وقت مستحب ہے۔ باقی احکام میں عورت و مرد برابر ہیں۔

نابالغ بچوں کا احرام

نابالغ اور ناسمجھ بچے اور مجنون کی طرف سے ولی احرام کی نیت کر سکتا ہے پھر اُن کو تمام محظورات سے بچانا چاہیئے۔ اور تمام ارکان اُن سے ادا کرانے چاہئیں۔ اگر ناسمجھ بچے سے کوئی بات چھوٹ جائے یا کوئی محظور پیش آئے تو اُس کی کوئی جزا نہیں۔

جدّہ

جب جہاز جدّہ پہنچے تو پہلے سے کسی دیندار صالح مطوف[1] کو جو ارکان اچھی طرح سنت کے موافق ادا کرائے متعین کر لو۔ اور جہاز

---

[1] معلم۔

سے اترتے ہی مطوف کا نام بتلا دو۔ جس مطوف کا تم نام بتلاؤ گے اس کا آدمی تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گا۔ اور تمہاری سواری وغیرہ کا انتظام کر دیگا۔ بغیر مطوف[عہ] کے واسطے کے یہاں کوئی کام نہیں ہو سکتا۔

حدودِ حرم سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے حدودِ حرم قائم کی۔ طوفانِ نوح کی وجہ سے یہ حدود قائم نہ رہیں اسلیے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خبر کے موافق ان نشانات کو قائم کیا۔ پھر نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فتح مکہ کے بعد حد بندی کرائی۔ حدِ حرم مدینہ منورہ کے راستہ میں تنعیم ہے جو مکہ مکرمہ سے تین میل ہے اور یمن کے راستہ سے اضاۃ لبن ہے جو مکہ مکرمہ سے سات میل ہے اور عراق کے راستہ سے ثنیہ خل ہے جو مکہ مکرمہ سے سات میل ہے اور جعرانہ کے راستہ سے آل عبداللہ ہے جو مکہ مکرمہ سے نو میل ہے اور طائف کے راستہ سے عرنہ ہے جو مکہ مکرمہ سے سات میل ہے اور جدہ کے راستہ سے حدیبیہ ہے جو مکہ مکرمہ سے دس میل ہے۔ موضع حدیبیہ میں نشان کے طور پر دو کھمبے چونے سے بنا دیے ہیں۔ ان کے بائیں جانب کنواں ہے اور پانی کی سبیل اور مسجد کا چبوترہ ہے۔

اگر اب تک کا وقت تم نے غفلت اور لاپرواہی سے گذارا ہے تو اب

عہ ہمارا معلوف شیخ عبدالسلام ہاشم تھا جو نہایت دیندار اور صالح مطوف تھا۔

لہ آج کل اس مقام کو شمیسیہ کہتے ہیں۔

ہوشیار ہو جاؤ۔ توبہ اور استغفار کرو۔ بار بار تلبیہ پڑھو۔ یہ وہ مقام ہے جس کو خدا اور اُس کے رسول ؐ نے بڑائی اور عظمت دی ہے۔ بڑی بڑی قوتیں یہاں آکر سرنگوں ہوئیں۔ جلیل القدر انبیا علیہم السلام نے اس متبرک مقام کا ادب کیا۔ تم بھی ذلت و خواری عاجزی و انکساری خشوع و خضوع اور حضورِ قلب کے ساتھ توبہ و استغفار کرتے ہوئے برہنہ پا اس وادیِ مقدس میں داخل ہو اور داخل ہونے کے وقت دو رکعت پڑھکر یہ دعا مانگو اَللّٰهُمَّ هٰذَا اَمْنُكَ وَحَرَمُكَ الَّذِیْ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا فَحَرِّمْ دَمِیْ وَلَحْمِیْ وَعَظْمِیْ وَبَشَرِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ فَاِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وَاَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

اگر مجبور ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ورنہ حدِ حرم میں پیادہ پا اور برہنہ ہو کر داخل ہونا افضل اور مستحب ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام حدودِ حرم میں پیادہ پا برہنہ پا ہو کر داخل ہوتے تھے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پندرہ حج کئے۔ آپ پیدل چلتے تھے اور اونٹنیاں ہمراہ خالی چلتی تھیں۔ مگر کبھی ادب کی وجہ سے سوار نہیں ہوئے اور بہت سے بزرگانِ دین و علمائے اُمت کا بھی یہی طریقہ رہا اور جگہ کی عظمت و بزرگی بھی اسی کی مقتضی جس راہ کا آنکھوں کے بل طے کرنا بھی گستاخی سے خالی نہیں اُس کو

غفلت اور لاپرواہی سے گذار دینا یقیناً خسران اور کم نصیبی ہے۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ

جب ذی طویٰ[ق] پر پہنچے تو اگر اب تک سواری پر ہے تو اب سواری سے اتر جائے اور دخول مکہ مکرمہ کے لئے غسل کرے۔ یہ غسل نظافت کے واسطے ہے حتیٰ کہ حائضہ اور نفاس والی عورت بھی غسل کرے۔ اگر غسل دشوار ہو تو صرف وضو کرلے۔ مکہ مکرمہ میں شب و روز میں جس وقت جی چاہے داخل ہو سکتا ہے لیکن اچھا یہ ہے کہ رات کو داخل نہ ہو۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ مکرمہ آتے تو رات ذی طویٰ میں بسر فرماتے اور دن میں غسل کرکے شہر مکہ میں داخل ہوتے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ (رواہ البخاری ومسلم)

اس کے بعد عاجزانہ صورت بنائے ہوئے شوق و ذوق کو لئے ہوئے خشوع اور خضوع کے ساتھ ثنیہ کداء[لہ] کی طرف سے شہر کی جانب روانہ ہو۔ اگر اپنے راستہ میں یہ جگہ نہ پڑتی ہو تب بھی پھر کر اسی راہ سے داخل ہونا مستحب ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ سے داخل ہوئے تھے۔ باوجودیکہ یہ جگہ آپ کے راستہ میں نہ تھی۔ نیز بیت اللہ

ق مکہ مکرمہ کے قریب تنعیم کے راستہ میں ایک جگہ کا نام ہے جو وادی زاہر اور ثنیہ کداء کے درمیان ہے۔ اور اب یہ مقام شہر میں داخل ہوگیا ہے۔ ۱۲

لہ یہ جنت المعلیٰ کی جانب ایک اونچی گھاٹی ہے۔ جنت المعلیٰ کے وسط سے یہ راستہ گذرتا ہے اور پھر سوق المعلات سے گذر کر باب السلام پر پہنچ جاتا ہے

کا دروازہ بھی اسی جانب ہے اور بیت اللہ کا دروازہ بمنزلہ چہرہ کے ہے اور کسی بزرگ اور مقتدر کی زیارت چہرہ کی جانب سے کی جاتی ہے نہ کہ پشت کی جانب سے۔

جب مکہ مکرمہ کے مکانات اور آبادی نظر آئے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ فِیْھَا رِزْقًا حَلَالًا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِمَّا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب قبرستان پر پہنچے تو فاتحہ پڑھے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

جب مدعا[۵] پر پہنچے تب بھی یہی دعا مانگے اور تمام راستہ تلبیہ کہتا ہوا اور حمد و ثنا پڑھتا ہوا اور توبہ و استغفار کرتا ہوا عاجزی و انکساری کے ساتھ جگہ کی عظمت و تبرکی کو ملحوظ رکھتے ہوئے حرم کی جانب روانہ ہو۔

افضل یہی ہے کہ شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں آئے اور طواف وغیرہ سے فارغ ہو لیکن اگر سامان وغیرہ کی وجہ سے

---

۵ یہ سوق المعلات میں ایک بلند جگہ ہے جس کی شناخت کیلئے نشان بنا دیا گیا ہے پہلے اس جگہ سے بیت اللہ نظر آتا تھا اور سلف صالحین اس جگہ پر دعا مانگتے تھے۔ اب مکانات کی وجہ سے بیت اللہ نظر نہیں آتا لیکن سلف کے اتباع میں یہاں دعا مانگنا مستحسن ہے۔ ۱۲

تشویش ہو تو پہلے سامان وغیرہ کا بندوبست کرے تاکہ طمانیت قلب کے ساتھ حرم محترم کی حاضری نصیب ہو۔

عورت کے لئے بہرحال یہی مناسب ہے کہ وہ رات کا انتظار کرے۔ اور رات میں طواف وسعی سے فارغ ہو۔

جب حرم محترم پر پہنچے تو باب بنی شیبہ سے داخل ہو جس کو اب باب السلام کہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی دروازہ سے داخل ہوئے تھے سنت کے موافق اول دایاں پیر مسجد میں رکھے اور یہ دعا پڑھے

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جَمِيْعَ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ۔ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَعَظَّمَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ أَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا۔ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا

بِالسَّلَامِ ط

اس کے علاوہ اپنے لئے دعاء مغفرت مانگے اور جس قدر چاہے اور جو چاہے دعا کرے۔ کہ یہ اجابت دعا کا وقت ہے۔

مسجد میں داخل ہو کر نماز وغیرہ کچھ نہ پڑھے بلکہ پہلے طواف کرےع۔ لیکن اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا جماعت کھڑی ہو گئی ہو تو پہلے نماز پڑھے اور پھر طواف کرے۔ طواف کا طریقہ یہ ہے کہ حجر اسود کے سامنے اس طرح

ع یہ طواف طواف قدوم کہلاتا ہے اگر اس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو تو طواف شروع کرنے سے پہلے اضطباع کرے اضطباع اسکو کہتے ہیں کہ چادر کو داہنے مونڈھے کے نیچے سے نکالکر دونوں کونوں کو بائیں مونڈھے پر ڈال لے اور پہلے تین شوط میں رمل بھی کرے رمل کا طریقہ یہ ہے کہ چلنے میں جھپٹ کر جلدی اور زور سے قدم اٹھائے اور قدم نزدیک نزدیک رکھے اور مونڈھوں کو خوب ہلاتا جائے . . . .

. . . . اگر بسبب ہجوم کے رمل نہ کر سکے تو ذرا ٹھہر جائے جب جگہ ملے اسوقت طواف کرے اور اگر طواف شروع کرنیکے بعد مجمع بڑھ جائے اور رمل نہ کر سکے تو بغیر رمل کے طواف پورا کرلے۔ اگر پہلی شوط میں رمل کرنا بھول گیا تو صرف دوسری اور تیسری شوط میں رمل کرلے اور اگر پہلی اور دوسری شوط میں رمل کرنا بھول گیا تو صرف تیسری شوط میں رمل کرے اور اگر تینوں شوط میں بھی رمل کرنا بھول گیا تو اب نہ کرے اسلئے کہ آخر کی چار شوط میں رمل کا نہ کرنا مستحب ہے رمل اور اضطباع صرف اُس طواف میں ہے جس کے بعد سعی کی جائے اگر محض طواف کرنا ہو تو رمل اور اضطباع نہ کرے۔ نیز طواف ختم ہونے کے بعد اضطباع کو موقوف کر دے اور طواف کی دو رکعت کو مونڈھے ڈھک کر پڑھے کھلے ہوئے مونڈھوں سے نماز پڑھنا مکروہ ہے ۱۲ منہ

کھڑا ہو کہ داہنا مونڈھا حجر اسود کے بائیں کنارے کے سامنے ہو اور سارا حجر اسود داہنی طرف رہے۔ طواف کے لئے کھڑے ہونے میں پوری احتیاط کرے کہ بعض دفعہ لا پرواہی سے طواف نہیں ہوتا اور پھر طواف کی نیت کرے اور یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔

طواف کی نیت دل میں کرنا فرض ہے بغیر نیت کے طواف ادا نہ ہوگا اور اپنی زبان میں نیت کرنا اور ان الفاظ کو کہنا اولٰے اور مستحب ہے۔

پھر ذرا سا چلے کہ حجر اسود سامنے آجائے اور نماز کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر یہ کہے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَ اِتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

تکبیر اور استقبال حجر اسود سے پہلے ہاتھ اٹھانا بدعت ہے بلکہ حجر اسود کے استقبال کے بعد تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے اور پھر ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود کو بوسہ دے۔ بوسہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیاں[ع] حجر اسود پر رکھکر انکے درمیان نرمی سے بوسہ دے۔ چٹاخے نہ بھرے اور بعض کے نزدیک بوسہ کے بعد ماتھا ٹیکنا اور پھر بوسہ دینا اسی طرح

ع ہاتھ ایسی طرح رکھے کہ چاندی کے حلقہ پر ہاتھ نہ رکھے جائیں۔ ۱۲

تین دفعہ کرنا مستحب ہے۔ اس بوسہ دینے کو استلام کہتے ہیں اور استلام سنت ہے لیکن ازدحام کے وقت جب دوسروں کو ایذا پہنچتی ہو یا انتظار کرنا پڑے تو استلام نہ کرے اور فقط دونوں ہاتھوں کو حجرِ اسود پر رکھ دے یا صرف داہنا ہاتھ حجرِ اسود پر رکھکر اُس کو چُوم لے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو لکڑی یا اور کسی چیز سے حجرِ اسود کو چھوکر اسکو چُوم لے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دُور سے دونوں ہتھیلیوں کو حجرِ اسود کی طرف کرے کہ گویا ہاتھ حجرِ اسود پر رکھے ہیں اور پھر ہاتھوں کو بوسہ دے۔ استلام کے بعد داہنی طرف کو دروازہ کی طرف چلے کہ بیت اللہ بائیں طرف رہے اور طواف میں حطیم کو ضرور شامل کرے ورنہ طواف ادا نہ ہوگا۔ جب طواف کرتے ہوئے ملتزم[ع] پر پہنچے تو یہ دعا پڑھے:۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اور جب دروازہ کے مقابل پہنچے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الْبَیْتُ بَیْتُکَ وَھٰذَا الْحَرَمُ حَرَمُکَ وَھٰذَا الْاَمْنُ اَمْنُکَ وَھٰذَا الْمَقَامُ مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ لِّیْ بِخَیْرٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

ع حجرِ اسود اور دروازہ بیت اللہ کی درمیانی جگہ کو ملتزم کہتے ہیں ۱۲۰ م

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

اور جب رُکن عراقی کے سامنے پہنچے تو یہ دعا پڑھے ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ ۔

جب میزاب[1] کے مقابل پہنچے تو یہ دعا پڑھے :۔

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ وَلَا بَاقِيَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِيْ بِكَاْسِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَا اَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا ۔

اور جب رُکن شامی کے پاس پہنچے تو یہ دعا پڑھے :۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا وَسَعْيًا مَشْكُوْرًا وَذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَتِجَارَةً لَنْ تَبُوْرَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ ۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ۔

اور جب رُکنِ یمانی پر پہنچے جو جنوب کی طرف کا کونا ہے تو اس کا بھی استلام کرے ۔ رکنِ یمانی کا استلام یہ ہے کہ دونوں ہاتھ اس کو لگادو اور بوسہ دینا ماتھا لگانا یا اشارہ کرنا یہاں نہیں چاہیئے ۔ اور نہ سینہ رکن یمانی کی طرف پھرنا چاہیئے ۔ سوائے حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے کسی دوسرے کونے یا دیوار کا استلام مکروہ ہے اور جب رکنِ یمانی اور حجر اسود کے درمیان پہنچے تو یہ دعا پڑھے :۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا

---

[1] پرنالہ بیت اللہ

عذاب النار ہ

جب تمام بیت اللہ کا چکر لگا کر حجرِ اسود پر پہنچے تو پہلے کی طرح بوسہ دے مگر ہاتھ نہ اٹھائے۔ ہاتھ صرف پہلی دفعہ اٹھائے جاتے ہیں اب ایک شوطؑ طواف کا پورا ہو گیا۔ اسی طرح سات شوط پورے کرے اگر بائیں طرف کو طواف کیا اور یا طواف کرتے ہوئے چہرہ یا پیٹھ بیت اللہ کی طرف کر لے اور یا حجرِ اسود کے سوا کسی دوسری جگہ سے طواف شروع کرے تو یہ طواف ادا نہ ہو گا۔ دوبارہ طواف کرنا لازم ہے۔ اگر بغیر دوبارہ طواف کئے مکہ مکرمہ سے چلا گیا تو دمؑ دینا واجب ہے۔

حجرِ اسود سے طواف کا شروع کرنا واجب اور ضروری ہے۔

طواف کے سات شوط پورے کرنے کے بعد پھر آٹھویں دفعہ حجرِ اسود کو بوسہ دے اور آیۃ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى پڑھتا ہوا مقامِ ابراہیم کی طرف چلے اور مقامِ ابراہیم پر دو رکعت پڑھے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قُلْ يَآاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے اور بعد نماز یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا

ع حجرِ اسود سے چلنا شروع کر کے پھر حجرِ اسود تک پہنچنے کو ایک شوط کہتے ہیں ۱۲

لہ یعنی ایک بکرا ذبح کیا جائے ۱۲۔

حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَنْ یُّصِیْبَنِیْ اِلَّا مَاکَتَبْتَہٗ عَلَیَّ فَارْضِنِیْ بِمَا قَسَمْتَہٗ لِیْ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط۔

دو رکعت نماز ہر طواف کے بعد (خواہ طواف فرض ہو یا نفل) واجب ہے بہتر جگہ اس کے لئے یہ ہے کہ مقام ابراہیم تمہارے اور بیت اللہ کے درمیان رہے اس کے بعد بیت اللہ کے اندر اور پھر حطیم میں میزابِ رحمت[1] کے نیچے اور پھر میزاب کے قریب پھر باقی حطیم میں پھر بیت اللہ کے قریب دیگر اطراف میں اور پھر ساری مسجد اور پھر سارا حرم برابر ہے۔ البتہ حرم سے باہر اس کا پڑھنا مکروہ ہے مگر ادا ہو جائیگی۔ طواف کی دو رکعت طواف کے فوراً بعد پڑھنا چاہیئے تاخیر نہ کرنی چاہیئے لیکن طواف اگر عصر اور فجر کے بعد کیا ہے یا طلوع اور غروب آفتاب کے وقت طواف کیا ہے تو ابھی دو رکعت نہ پڑھے جب وقت مکروہ نکل جائے تو طواف کی دو رکعت ادا کرے طواف ہر وقت جائز ہے۔ البتہ مکروہ وقت میں دو رکعت نہ پڑھے اگر پڑھ لی تو پھر دوبارہ دو رکعت پڑھنی چاہیئے۔ اگر عین طلوع یا غروب یا زوال کے وقت طواف کی دو رکعت پڑھی تو انکا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

مقامِ ابراہیم پر دو رکعت پڑھ کر ملتزم پر آئے اور دیوارِ کعبہ سے لپٹ کر دونوں ہاتھ پھیلا کر عاجزی اور انکساری اور گریہ و زاری کے ساتھ دعا مانگے۔ اگر رونا نہ آئے تو بہ تکلف روئے کبھی پیشانی کو دیوار

[1] بیت اللہ شریف کی چھت کے پرنالہ کا پانی گرنے کی جگہ کو میزابِ رحمت کہتے ہیں۔

در پردہ سے لگائے اور کبھی رخساروں کو اور عاشقانہ مجنونانہ طریقہ سے خوب دیوار اور پردہ کو چمٹے اور جو چاہے دعا مانگے کہ یہ دعا کے قبول ہونے کا وقت ہے اور یہ دعا افضل ہے :-

اَللّٰهُمَّ یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تَنْزِعْ مِنِّیْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَیَّ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ وَقَفْتُ عَلٰی بَابِكَ الْعَالِیْ وَالْتَزَمْتُ اَعْتَابَكَ وَاَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَاَخْشٰی عَذَابَكَ - اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ شَعْرِیْ وَجَسَدِیْ عَلَی النَّارِ - اَللّٰهُمَّ کَمَا صُنْتَ وَجْهِیْ عَنْ سُجُوْدِ غَیْرِكَ فَصُنْ وَجْهِیْ عَنْ مَسْئَلَةِ غَیْرِكَ - اَللّٰهُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَصْحَابِنَا وَاَحِبَّائِنَا مِنَ النَّارِ - یَا کَرِیْمُ یَا غَفَّارُ - یَا عَزِیْزُ یَا جَبَّارُ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ - وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ط

پھر درود شریف پڑھے اور چاہِ زمزم پر آئے اور قبلہ رُخ کھڑے ہو کر خوب سیر ہو کر تین دفعہ سانس لے لے کر آب زمزم پیئے اور ہر مرتبہ سانس لینے کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھے اور بچے ہوئے پانی کو اپنے اوپر ڈالے اور خوب دعا مانگے کہ یہ دعا قبول ہونے کا وقت ہے اور یہ دعا پڑھے[1]

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّعَمَلًا صَالِحًا وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ -

---

[1] اس کے علاوہ اپنی زبان میں جو چاہے اور جس کے لئے چاہے خوب دعائیں مانگے -

یہ طواف جو ذکر کیا گیا طوافِ قدوم کہلاتا ہے جو باہر والوں کے لئے سنت ہے اور جو مکہ اور میقات کے اندر رہتے ہیں ان کے لئے سنت نہیں ہے۔ ایسا ہی جو عمرہ کی نیت سے مکہ میں آئے۔ اس کے لئے بھی سنت نہیں۔ اگر باہر سے آنے والے نے طواف کیا اور طوافِ قدوم کی نیت نہیں کی۔ تب بھی طوافِ قدوم ادا ہو جائے گا۔

اگر[ع] صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا ارادہ ہو تو آبِ زمزم پی کر پھر حجرِ اسود پر آئے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر حجرِ اسود کو بوسہ دے اور اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللّٰہُ بِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ط فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِاعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا ط وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ ط پڑھتا ہوا بابُ الصفا سے باہر نکلے اور صفا پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ نظر آسکے، اور بیت اللہ کی طرف رُخ کئے ہوئے دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھائے جیسا دعا مانگنے میں اُٹھاتے ہیں اور خوب دعا مانگے کہ یہ بھی دعا قبول

ع۔ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے، افضل یہ ہے کہ یہ سعی طوافِ زیارت کے بعد کی جائے لیکن اگر طوافِ قدوم کے بعد سعی کرے تو یہ بھی جائز ہے اور سعی کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ طواف کے بعد کیجائے۔ اگر کوئی بغیر طواف کے سعی کریگا تو وہ معتبر نہ ہوگی۔ البتہ یہ ضروری نہیں کہ طواف کے بعد فوراً سعی شروع کر دی جائے بلکہ سنت ہے اگر تکان ہو یا کوئی اور عذر ہو تو طواف کے بعد کچھ دیر ٹھہر جائے اور پھر سعی کرے۔

ہونے کا وقت ہے۔ اور یہ دعا پڑھے:۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ
لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ أَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَ
هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
دعا پڑھ کر دعا مانگی اور پھر دوبارہ پڑھ کر دعا مانگی اور پھر تیسری بار
پڑھ کر دعا مانگی۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ
اللّٰهُ أَكْبَرُ فرما کر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ ایک دفعہ
فرمایا اور اسی طرح سات بار تکرار فرمایا۔ اور یہ دعا بھی پڑھی:۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ وَإِنَّكَ لَا
تُخْلِفُ الْمِيعَادَ وَإِنِّي أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ
أَنْ لَا تَنْزِعَهٗ وَإِنِّي تَتَوَفَّانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ۔

اور دیر تک صفا پر ٹھہرے اور ذکر اور دعا کرتا رہے۔ پھر صفا
سے اتر کر مروہ کی طرف میانہ روی سے چلتا رہے اور ذکر اللہ کرتا
رہے۔ اور جو دعائیں یاد ہوں پڑھتا رہے اگر اور کوئی دعا یاد نہ ہو
تو صرف اس دعا کو بار بار پڑھتا رہے۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ
أَنْتَ الْأَعَزُّ وَالْأَكْرَمُ یہ بھی دعا قبول ہونے کا وقت ہے اسلئے

وقت کو غفلت اور لاپرواہی سے نہ گذارے اور بازار کی دیکھ بھال میں نہ لگے بلکہ نیچی نگاہ کئے ہوئے ذکرِ الٰہی تسبیح تقدیس اور دعاؤں میں مصروف رہے جب سبز مینار پر پہنچے (جو بائیں طرف مسجد کی دیوار سے ملی ہوئی ہے) تو وہاں سے دوسرے مینار تک (جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے مقابل ہے) دوڑ کر چلے[ع] مگر بہت تیز نہ دوڑے پھر اسی میانہ روی کے ساتھ چلے۔ پھر مروہ پر چڑھے اور تھوڑا سا داہنی جانب مائل ہو کر کھڑا ہو تاکہ بیت اللہ کا اچھی طرح استقبال ہو جائے (اس لئے کہ مکانات کی وجہ سے بیت اللہ یہاں سے نظر نہیں آتا[1]) اور صفا کی طرح یہاں بھی ہاتھ اٹھا کر خوب دعا مانگے اور دیر تک ٹھہرے کہ یہ بھی دعا قبول ہونے کی جگہ ہے۔ یہ صفا سے مروہ تک آنا ایک شوط ہو گیا۔ پھر مروہ سے اتر کر اسی طرح ذکر کرتا ہوا صفا کی طرف چلے اور دونوں میلوں کے درمیان دوڑے۔ باقی مسافت میانہ روی سے طے کرے اور صفا پر دعا اور ذکر کرے۔ یہ دوسرا شوط ہوا اسی طرح سات شوط کرے کہ سعی کوہِ صفا سے شروع ہو اور کوہ مروہ پر ختم ہو جائے۔

سعی کے بعد دو رکعت نفل مسجدِ حرام میں آ کر پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو رکعت کو مطاف میں پڑھا ہے۔

اگر افراد کی نیت کی ہو یعنی صرف حج کا احرام باندھا ہو تو طواف

ع دوڑ کر چلنا صرف دونوں میلوں کے درمیان ہے باقی سعی میانہ روی سے کرنا سنت ہے۔

[1] اب یہ جگہ مسجد الحرام کے اندر داخل کر دی گئی ہے اور اسکے آس پاس کے مکانات اور بازار کو توڑ دیا گیا ہے۔

قدوم اور سعی کے بعد احرام باندھے ہوئے مکہ میں قیام کرے۔ اور اگر قِران کی نیت کی ہے یعنی حج اور عمرہ دونوں کا ساتھ احرام باندھا ہے تو اوّل عمرہ کا طواف اور سعی کرے اور پھر طوافِ قدوم رمل اور اضطباع کے ساتھ کر کے دوبارہ سعی کرے۔ اور پھر احرام باندھے ہوئے مکہ میں قیام کرے۔ قارن کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ سعی طوافِ قدوم کے بعد کرے بخلاف مفرد کے کہ اس کو طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنا افضل ہے اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرنے کا ارادہ نہ ہو بلکہ سعی طوافِ زیارت کے بعد کرنا چاہتا ہو تو طواف قدوم کو بغیر اضطباع اور رمل کے ادا کرے اور اگر تمتع کا ارادہ ہے یعنی حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کا احرام باندھا پھر اسی سال حج کا ارادہ ہے تو عمرہ کا طواف اور سعی کر کے سر کے بال منڈوا کر حلال ہو جائے اور پھر حج کے موقعہ پر حج کا احرام باندھے۔

مکہ مکرمہ کے اس قیام میں جس قدر جلد ہو سکے نفل طواف کرے اس لئے کہ باہر سے آنے والوں کے لئے نفل طواف نفل نماز سے بہتر ہے نفل طواف میں رمل اور اضطباع نہ کرے۔

حج ادا کرنے کا طریقہ

۷ ذی الحجہ کو ظہر کے بعد امام مسجد حرام میں خطبہ پڑھتا ہے جس میں حج کے مسائل بیان کرتا ہے۔ یہ خطبہ مسنون ہے گو عربی زبان ہونے کی وجہ سے سمجھ میں نہ آئے پھر بھی خطبہ کا سننا مستحب ہے۔

اگر مفرد یا قارن ہے اور حج کا احرام باندھے ہوئے ہے تو فبہا

ورنہ ۷ تاریخ کو دن میں یا ۸ تاریخ کو شب میں حج کا احرام باندھ لے۔

منیٰ کی روانگی

۸ تاریخ (یوم ترویہ) کو طلوع آفتاب کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ[عہ] کی جانب روانہ ہو۔ منیٰ پہنچ کر مسجد[عہ] کے قریب قیام کرنا افضل ہے اور پانچ نمازیں ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء۔ فجر وہاں پڑھے۔ منیٰ میں ان پانچوں نمازوں کا پڑھنا اور وہاں رات گذارنا سنت ہے۔ منیٰ کے قیام میں تلبیہ پڑھتا رہے اور دعا و استغفار میں مشغول رہے اور اس قیمتی وقت کو فضول باتوں اور فضول کاموں اور سیر تماشے میں ضائع نہ کرے۔[عسہ]

عرفات کی روانگی

۹ تاریخ کی صبح کو فجر کی نماز سویرے پڑھے پھر سورج کے نکلنے کا انتظار کرے۔ جب سامنے کی پہاڑی پر جس کو جبل ثبیر کہتے ہیں دھوپ ظاہر ہو جائے تو نہایت سکون اور وقار کے ساتھ تلبیہ اور ذکر کرتا ہوا ضب (مسجد خیف کے متصل پہاڑ ہے) کے راستہ سے عرفات کو روانہ ہو اور یہ دعا پڑھے:۔ اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَلِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّحَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّارْحَمْنِیْ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

جب جبل رحمت پر نظر پڑے تو دعا مانگے اور درود و استغفار پڑھے

عہ اگر آفتاب نکلنے سے پہلے منیٰ سے روانہ ہو گیا تو جائز ہے لیکن خلافِ سنت ہے۔ ۱۲۰

عسہ یہ مسجد خیف کہلاتی ہے۔ سہ مسجد خیف کے صحن کے بیچ میں عصر کے وقت تبلیغی جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے اس میں شرکت کرے تو بہت اجر حاصل ہو۔

عرفات میں وادی عرنہ کے علاوہ جس جگہ چاہے قیام کرے۔
جبلِ رحمت کے قریب (جہاں بڑے بڑے سیاہ پتھر پڑے ہیں)
قیام کرنا افضل ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھہرنے کی
جگہ ہے اور جبلِ رحمت پر چڑھنا جیسا کہ عوام کرتے ہیں فضول ہے۔
پھر زوال سے پہلے غسل کر کے مسجد نمرہ میں جائے اور خطبہ
سُنے پھر امام کے ساتھ ظہر اور عصر ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ
ظہر کے وقت میں اکٹھا پڑھے۔ ظہر و عصر کے درمیان اور بعد سنت اور
نفل نماز نہ پڑھے۔ ظہر اور عصر کے جمع کرنے کی چند شرطیں ہیں۔ (۱)
عرفات (۲) نویں ذی الحجہ (۳) امام یا نائب امام (۴) دونوں نمازوں
میں احرام کا ہونا (۵) ظہر کا عصر پر مقدم ہونا۔ اگر ان میں سے کوئی
شرط نہ پائی گئی تو دونوں نمازوں کا جمع کرنا جائز نہ ہوگا۔ اگر کسی وجہ سے
مسجد میں نہ جا سکے تو اپنی قیام گاہ پر ظہر اور عصر اپنے اپنے وقت پر
جماعت کے ساتھ ادا کرے اور جمع نہ کرے ایسی صورت میں عصر کی نماز کو
وقت سے پہلے پڑھنا جائز نہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر اپنی قیامگاہ پر
آجائے وہاں جبلِ رحمت کے قریب امام خطبہ پڑھے گا اُسکو خشوع و
خضوع عاجزی اور انکساری کے ساتھ قبلہ رُخ کھڑے ہو کر سُنے اور
محتاج کی طرح ہاتھ پھیلا کر خوب دعا مانگے اور سُبحان اللہ
والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ بار بار پڑھتا رہے اور جو دعا یا

وقوفِ عرفات کیلئے غسل کرنا سُنت مؤکدہ ہے اگر غسل نہ کرے تو صرف وضو کرے
آج کل مقیم امام نماز پڑھاتا ہے اور قصر کرتا ہے کیونکہ حنبلی ہے ایسی صورت میں
حنفیوں کو اسکی اقتدا کرنی جائز نہیں اپنے اپنے وقت میں ظہر و عصر کی نماز پڑھنی چاہئیے۔

بھی یاد ہوں حفظ یا کتاب میں دیکھ کر شام تک پڑھتا رہے کہ ایسا
مبارک وقت اور ایسا مبارک دن بار بار نصیب نہیں ہوتا۔ اس دن
کو بھی اگر غفلت اور لاپرواہی سے فضول کاموں اور فضول باتوں میں
گذار دیا تو بڑے خسارہ میں رہا۔ بلکہ دل و دماغ اور تمام اعضاء کو
حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھے۔ اس کی عظمت، شان اور کبریائی اور
جلال کو سوچے اور اپنے گناہوں اور سیاہ کاریوں کو یاد کر کے خوب
پھوٹ پھوٹ کر روئے اور توبہ اور استغفار کثرت سے کرے۔ اگر
رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنالے اور اپنی سنگدلی اور غفلت پر
افسوس اور ندامت کرتا رہے۔ غرض اس مبارک وقت کو درود استغفار
اور کلمۂ سوم پڑھتے ہوئے گذارے اپنے اور اپنے اعزہ اور احباب کے
دعائے مغفرت مانگے اور درمیان میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد
تلبیہ بھی پڑھتا رہے۔ اگر حزب الاعظم* پاس ہو تو اس کو پڑھے۔

عرفات کی دعائیں

اور یہ دعائیں بھی احادیث میں منقول ہیں:

(۱) اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ تَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ
اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَاِلَيْكَ مَاٰبِيْ
لَكَ رَبِّ تُرَاثِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ
مِنْ خَيْرِ مَا تَجِيْئُ بِهِ الرِّيْحُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيْئُ

---

* حزب الاعظم ملنے کا پتہ ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین دہلی قیمت ۳/-

بِهٖ الرِّیْحُ۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَرٰی مَکَانِیْ وَتَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ ج اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَةَ الْمِسْکِیْنِ وَ اَبْتَهِلُ اِلَیْکَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَیْنَاهُ وَنَحَلَ لَکَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ اَنْفُهٗ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ رَبِّیْ شَقِیًّا وَّکُنْ لِّیْ رَؤُفًا رَّحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَیَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ ؏

(۳) بیہقی کی شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان عرفہ کے دن بعد زوال عرفات پر قبلہ رُخ کھڑا ہو کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ سو مرتبہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ سو مرتبہ پڑھیگا اللہ تعالٰی فرمائیگا کہ اے فرشتو! اس بندہ کی کیا جزا ہے جس نے میری تسبیح و تہلیل و

؎ اس عاجز کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیئے۔ ۱۲۔ احقر انیس احمد کو بھی دعاؤں میں نہ بھولیں۔

تکبیر و تعظیم و تعریف و ثنا کی اور میرے رسول پر درود بھیجا۔ اے فرشتو
گواہ رہو کہ میں نے اسکو بخش دیا۔ اور اس کی شفاعت قبول کی اور
اگر وہ تمام عرفات کے لئے شفاعت کرتا تو وہ بھی میں قبول کرتا۔

(۴) ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن دونوں ہاتھ اٹھا کر
تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھتے پھر تین مرتبہ لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ
اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِالْھُدٰی وَنَقِّنِیْ بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْلِیْ فِی
الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی دونوں ہاتھ چھوڑ کر بقدر سورۂ فاتحہ چپ رہتے
اور پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر سابق کے مثل پڑھتے اور شام تک ایسا ہی کرتے

(۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور پہلے نبیوں کی دعا عرفہ کے روز یہ رہی
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ
وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ۝ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ
فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا ۝ اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ
وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ
الْاَمْرِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا
یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَشَرِّ مَا تَھُبُّ
بِہِ الرِّیَاحُ ۝

۹ تاریخ کو عرفات کا وقوف فرض ہے۔ ۹ تاریخ کو زوال کے بعد سے ۱۰ تاریخ کی طلوع فجر تک وقوف عرفات کا وقت ہے اسوقت میں تھوڑی دیر کے لئے بھی اگر کوئی میدانِ عرفات میں پہنچ گیا تو وقوف صحیح ہو جائے گا ورنہ حج نہ ہوگا۔ ایسے ہی اگر میدانِ عرفات کے علاوہ کسی دوسری جگہ ٹھہر گیا تو حج ادا نہ ہوگا۔ زوال کے بعد جب عرفات میں داخل ہو گیا تو اب واجب ہے کہ غروب آفتاب تک وہاں ٹھہرے اگر غروب آفتاب سے پہلے میدانِ عرفات سے باہر نکل گیا تو ضروری ہے کہ آفتاب ڈوبنے سے پہلے واپس پہنچ جائے ورنہ دم لازم ہوگا۔[ع]

مزدلفہ کو روانگی غروب آفتاب کے بعد عرفات سے تلبیہ کہتا ہوا ذکر اور استغفار اور کلمہ سوم پڑھتا ہوا نہایت سکون و وقار کے ساتھ مزدلفہ کی جانب روانہ ہو۔ امام سے پہلے عرفات سے نہ چلنا چاہیئے لیکن اگر امام دیر کرے یا ہجوم میں امام کا حال معلوم نہ ہو سکے تو امام کا انتظار نہ کرے یا اگر ازدحام کی وجہ سے تھوڑا اسا وقفہ کر لے تو کچھ حرج نہیں البتہ اگر بغیر عذر کے زیادہ دیر لگائے گا تو گنہگار ہوگا۔ مزدلفہ کے قریب پیادہ پا ہو کر مزدلفہ میں داخل ہونا مستحب ہے۔

مزدلفہ پہنچ کر اسباب اتارنے سے پہلے عشاء کے وقت میں مغرب عشاء دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ جماعت سے پڑھے اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت اور نفل نہ پڑھے بلکہ مغرب اور عشاء کی سنت اور وتر نماز کے بعد پڑھے اس جمع کے امام

ع بعض معلم اپنی ناواقفیت کی بنا پر اپنے حاجیوں کو غروب آفتاب سے پہلے ہی عرفات سے نکال لیجاتے ہیں۔ حاجیوں کو ہرگز سورج ڈوبنے سے پہلے نہ نکلنا چاہیئے۔

کا ہونا اور جماعت شرط نہیں بلکہ تنہا نماز پڑھنی ہو تب بھی اسی طرح پڑھے۔

اگر مزدلفہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نماز مغرب یا عشار یا دونوں پڑھ لی ہوں تو مزدلفہ میں پہنچ کر دوبارہ پڑھے۔ اگر طلوع فجر تک اعادہ نہ کیا تو وہی نماز اب ہو گئی قضا پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

اگر راستہ میں اتنی دیر ہو گئی کہ مزدلفہ پہنچنے تک طلوع فجر کا اندیشہ ہو تو مغرب اور عشار راستہ میں پڑھے۔

اگر مغرب کے وقت میں مزدلفہ پہنچ گیا تب بھی مغرب کی نماز نہ پڑھے بلکہ جب عشار کا وقت ہو جائے تب مغرب و عشا دونوں پڑھے کہ آج کے دن مغرب کا وقت یہی ہے اسی لئے مغرب کو ادا کی نیت سے پڑھنا چاہیئے۔

مزدلفہ کی رات بڑی عجیب و غریب انوار کی رات ہے جس قدر ہو سکے اس کو غنیمت سمجھ کر ذکر دعا۔ درود اور استغفار اور کلمۂ سوم پڑھتے ہوئے گذارے اس رات کو جاگنا اور عبادت میں گذارنا مستحب ہے۔ بعض علمار کے نزدیک یہ رات شب جمعہ اور شب قدر سے افضل ہے اور اس رات کا مزدلفہ میں گذارنا سنت مؤکدہ ہے۔

طلوع فجر کے وقت سے مزدلفہ کے وقوف کا وقت ہے۔ اس کیلئے غسل کرنا مستحب ہے سویرے سے نماز فجر پڑھ کر مشعر حرام[ع] پر چلیئے پھر طلوع آفتاب تک یہاں کا قیام اور دعا اور ذکر میں مشغول رہنا مسنون ہے اور یہاں کے مناسک میں داخل ہے وقوف مزدلفہ واجب

ع یہ مقام بھی مشعر الحرام کے اندر ہے جس کا مینارہ دور سے نظر آتا ہے۔

ہے، چاہے تھوڑی دیر کے لئے ہو۔ اگر طلوعِ فجر سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہوگیا یا طلوعِ آفتاب کے بعد مزدلفہ پہنچا تو دم دینا واجب ہے۔ البتہ اگر بیماری وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے یا عورتوں کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اندھیرے ہی میں منیٰ کو روانہ ہوگیا تو کچھ حرج نہیں۔ مزدلفہ میں وادیٔ محسّر[1] کے علاوہ ہر جگہ ٹھہر سکتا ہے لیکن مشعر حرام کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔

مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی

طلوعِ آفتاب سے کچھ پہلے سکون اور وقار کے ساتھ منیٰ کو روانہ ہو۔ اگر وادیٔ محسّر کا پتہ چل جائے تو اس کو تیز رفتاری سے قطع کرے۔ پہلے دن کی سات کنکریاں مزدلفہ سے لے لینا مستحب ہے[2]۔ کنکری کی مقدار چنے کی برابر ہو۔ اگر کسی اور جگہ سے کنکریاں اٹھا لیں تو جائز ہے لیکن جمرات[3] کے پاس سے کنکریاں نہ اٹھائے اس لئے کہ یہ مردود ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کا حج قبول ہوتا ہے اُس کی کنکریاں اُٹھا لی جاتی ہیں اور جو کنکریاں جمرہ کے پاس پڑی رہ جاتی ہیں وہ غیر مقبول حج کی ہوتی ہیں۔ اگر کوئی انکو اُٹھا کر رمی کرے تو بکراہت جائز ہے۔

---

[1] وادی محسّر مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان ایک میدان ہے جس کا طول پانچ سو پینتالیس گز ہے اس جگہ اصحابِ فیل نے قیام کیا تھا اسلئے یہاں ٹھہرنا منع ہے۔ ۱۲

[2] باقی دنوں کی رمی کی ترسیٹھ کنکریاں مزدلفہ سے لینا مستحب نہیں بلکہ جہاں سے جب چاہے اُٹھالے اور بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں بنانا مکروہ ہے۔ ۱۲

[3] جمرات کنکریاں مارنے کی جگہ کو کہتے ہیں جنہیں عرف میں شیطان کہا جاتا ہے۔

منیٰ کا قیام اور رمی جمرات

۱۰ تاریخ کو منیٰ میں پہنچ کر صرف جمرۂ عقبہ[ع] کی رمی کرے۔

رمی کا طریقہ یہ ہے کہ جمرہ کے سامنے نشیب میں کم از کم پانچ گز کے فاصلہ پر اس طرح کھڑا ہو کہ منیٰ داہنی جانب ہو اور کعبہ بائیں جانب پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر رکھ کر شہادت کی انگلی سے سات کنکریاں یکے بعد دیگرے پے در پے اللہ اکبر کہہ کر جمرہ پر مارے اگر یہ دشوار ہو تو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے پکڑ کر مارے اور ہر کنکری پھینکتے وقت یہ دعا پڑھنی افضل ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَاجِمًا لِّلشَّیْطَانِ وَرِضًا لِّلرَّحْمٰنِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔ اور کنکریاں پھینکتے وقت ہاتھ اتنا بلند ہو کہ بغل نظر آئے۔ اور ضروری ہے کہ کنکری جمرہ پر لگ جائے یا اُسکے آس پاس تین گز تک گرے۔ ورنہ اس کے بدلے دوسری کنکری پھینکنا پڑیگی۔ اس رمی کے بعد تلبیہ پڑھنا موقوف کر دے۔ اس رمی کا وقت دسویں کی صبح صادق سے گیارھویں کی صبح صادق تک ہے۔ مگر طلوع آفتاب سے زوال تک مسنون وقت ہے اور زوال سے غروب آفتاب تک مباح وقت ہے اور غروب آفتاب سے صبح صادق تک مکروہ اور معذوروں عورتوں کے لئے بلا کراہت جائز ہے۔ اگر کسی نے گیارھویں کی طلوع

ع یہ جمرہ منیٰ کے ختم پر مکہ مکرمہ کی طرف واقع ہے۔ ۱۲

تک رمی نہ کی تو دم دینا واجب ہے۔

احرام سے حلال ہونا جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر اول ذبح کرے بعد میں حلق یا قصر قربانی کرنا قارن اور متمتع پر واجب ہے اور مفرد کے لئے مستحب ہے ایسا ہی ذبح کا حلق سے پہلے کرنا قارن اور متمتع پر واجب ہے اور مفرد کے لئے مستحب ہے۔

قربانی کرنے کے بعد سر منڈوائے یا بال کتروائے چوتھائی سر کے بال منڈوائے یا کتروانے سے گو حلال ہو جائیگا مگر تمام سر کے بال منڈوانے مستحب ہیں اور انگریزی بالوں کی طرح صرف چوتھائی سر کے بال کٹوانا سخت گناہ ہے۔ مردوں کے لئے سر کا منڈوانا افضل ہے اور بالوں کا کترواتا بھی جائز ہے لیکن اگر بال اتنے چھوٹے ہوں کہ کتر سے نہ جا سکیں تو پھر منڈوانا ضروری ہے۔ اگر سر پر بال ہی نہ ہوں تو ویسے ہی استرا پھروائے۔ سر منڈانے وقت پہلے داہنی جانب سے شروع کرے اور عورت بال نہ منڈوائے بلکہ ایک پورا انگشت سے کچھ زائد بال کتروا دے۔ سر منڈوانے کے بعد مونچھیں اور ناخن کتروائے اور بغل کے بال دور کرے اس لئے کہ حلق یا قصر سے پہلے مونچھیں یا ناخن کتروانا یا بغل کے بال دور کرنا درست نہیں۔ پھر ناخن اور بالوں کو دفن کر دو کہ انکو پھینکنا گناہ ہے۔ حلق یا قصر کے بعد جو احرام کی وجہ سے منع تھا سب حلال ہو گیا بجز عورت کے کہ جماع طواف زیارت سے

ف منیٰ میں دس تاریخ کو چار کام کرنے ہیں قربانی۔ بال کٹوانا۔ احرام سے حلال ہونا۔ طواف زیارت ان کاموں کو سوچ سمجھ کر ترتیب وار کرے۔ اکثر حاجی اس میں غلطیاں کرتے ہیں۔

فارغ ہونے کے بعد حلال ہوگا۔

طوافِ زیارت

ذبح اور حلق کے بعد ظہر سے پہلے منیٰ سے مکہ میں آئے اور طواف زیارت کرے۔ یہ حج کا آخری رُکن ہے جو کسی حالت میں ساقط نہیں ہوتا۔ طوافِ زیارت میں نیت کرنا فرض ہے اور چار شوط فرض ہیں اور باقی تین شوط پورے کرنا واجب ہے۔ اگر پہلے طواف قدوم کے ساتھ سعی کر چکا ہو تو اب بغیر رمل اور اضطباع کے طوافِ زیارت کرے۔ اور اگر سعی نہیں کی تھی تو اب اس طواف میں پہلی تین شوط میں رمل کرے، اور پھر سعی کرے اس طواف میں اضطباع نہیں اس لئے کہ اب احرام اُتار کر سِلے ہوئے کپڑے پہن چکا۔

طوافِ زیارت کا وقت دسویں تاریخ کی صبح صادق سے شروع ہوکر بارھویں تاریخ تک ہے[ع] لیکن افضل اور اولیٰ یہ ہے کہ دسویں کو مکہ مکرمہ آکر طوافِ زیارت کرے اور ظہر کی نماز حرم میں ادا کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔

پھر طوافِ زیارت سے فارغ ہونے کے بعد طواف کی دو رکعت پڑھ کر منیٰ میں واپس آجائے اس لئے کہ ان راتوں کا منیٰ میں گذارنا سنت ہے۔ منیٰ کے علاوہ رات گذارنا مکروہ ہے۔

ع اگر ایام نحر کے بعد طوافِ زیارت کیا تو بکراہت تحریمہ درست ہوگیا اور دم دینا واجب ہے۔ ۱۲۔

پھر گیارھویں تاریخ کو تینوں جمرات کی رمی کرے پہلے جمرہ اولےؑ
رمی کرے پھر جمرہ وسطی کی پھر جمرہ عقبہ کی رمی میں کنکریاں پے در پے
...ی چاہئیں اور ہر کنکری کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہے اور
...ی کرنے کے بعد ذرا فاصلہ پر قبلہ رُخ کھڑا ہو اور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے
دیر تک دعا ذکر درود استغفار میں مشغول رہے کہ یہ دعا قبول ہونے
...قت ہے پھر جمرہ وسطی کی اسی طرح رمی کرے اور اسی طرح دعا و ذکر
...ں مشغول ہو پھر اسی طرح جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور اس کے بعد
...ٹھہرے۔ جمرات کی رمی پیادہ کرنا افضل ہے۔ پہلے دن کے علاوہ
...ں دنوں کی رمی کا وقت زوال کے بعد ہے، زوال سے پہلے ان
...وں کی رمی جائز نہیں۔ البتہ ۱۳ر تاریخ کی رمی زوال سے پہلے
...ہت کے ساتھ جائز ہے۔

پھر ۱۲ر اور ۱۳ر تاریخ کو اسی طرح زوال کے بعد تینوں جمرات
...رمی کرے۔ ۱۲ر تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے بلا کراہت منیٰ سے
...سکتا ہے اور غروب آفتاب کے بعد آنا مکروہ ہے اور اگر ۱۳ر تاریخ کی
...ح ہوگئی تو اب بغیر رمی کئے آنا جائز نہیں۔

...نیٰ سے مکہ مکرمہ کو روانگی رمی جمرات سے فارغ ہو کر عاجزی اور انکساری خشوع اور خضوع کے
...اتھ حق تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوا مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہو۔ اور راستہ میں

...ع جمرہ اولیٰ وہ کہلاتا ہے جو مسجد خیف کے قریب ہے۔ ۱۲۔

تھوڑی دیر کے لئے وادی محصّب عہ میں ٹھہرنا سنت ہے اور افضل یہ ہے
کہ وہاں مسجد میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء چاروں نمازیں پڑھے اور کچھ
آرام کرے۔ پھر مکہ مکرمہ میں آئے۔ اگر طوافِ زیارت نہیں کیا تھا تو
بارھویں کو غروب آفتاب سے پہلے طوافِ زیارت کرے۔

الحمد للہ حج پورا ہو گیا۔ اب جب تک دل چاہے مکہ مکرمہ میں
قیام کرے اور وہاں کے اوقات کو غنیمت جانے اور ہر وقت عبادت
میں مشغول رہے اور جس قدر ہو سکے نفلی طواف اپنی اور اپنے اعزہ اور
اقارب کی طرف سے کرتا رہے کہ یہاں کی افضل ترین عبادت ہے اور
وہ دولت ہے جو گھر جا کر کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتی۔

مکہ مکرمہ سے روانگی اور بیت اللہ کا وداع

جب مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کا ارادہ
ہو اور روانگی کا وقت قریب آ جائے تو رخصتی اور آخری طواف کرے۔ اس
طواف کا نام طوافِ صدر اور طوافِ وداع ہے۔ یہ طواف باہر والوں پر واجب
اگر بغیر طواف کئے چلا گیا اور میقات سے باہر نہیں نکلا تو پھر واپس آ کر
طواف کرنا واجب ہے۔ اور اگر میقات سے باہر نکل گیا تو یا قربانی کرے یا
عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو پھر عمرہ کے افعال پورے کرے
طوافِ صدر کرے۔

عہ یہ جگہ جنت المعلیٰ سے آگے چل کر جہاں سلطانی فوج رہتی ہے۔ اس کے قریب
سامنے پہاڑی کے اندر ہے۔ یہاں ایک مسجد بھی بنی ہوئی ہے ۱۲۔

طوافِ صدر کے بعد طواف کی دو رکعت مقامِ ابراہیم کے پاس پڑھے اور پھر چاہِ زمزم پر آئے اور خوب سیر ہو کر زمزم پیے اور کچھ آبِ زمزم اپنے سر اور چہرہ اور کپڑوں پر ڈالے۔ پھر ملتزم پر آ کر سینہ اور رخسار دیوار پر رکھے اور داہنا ہاتھ اوپر کو اٹھا کر بیت اللہ کا پردہ پکڑے جس طرح غلام اپنے آقا کا دامن پکڑ کر اپنا قصور اور خطائیں معاف کراتا ہے اور دیر تک اسی طرح روتا رہے اور توبہ استغفار کرتا رہے۔ پھر بیت اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے پھر حجرِ اسود کو بوسہ دے اور حسرت و یاس کی نگاہوں سے بیت اللہ کو دیکھتا ہوا الٹے پاؤں باب الوداع سے مسجد سے باہر آئے۔

حیض و نفاس والی عورت طوافِ وداع نہ کرے بلکہ مسجد کے دروازہ ہی سے رخصت ہو جائے۔

عمرہ کا بیان

تمام عمر میں ایک بار عمرہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ اور رمضان کے عمرہ کا ثواب حج کے ثواب کے برابر ہے بلکہ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کا عمرہ اس حج کے برابر ہے جو میرے ساتھ کیا ہو۔

عمرہ ہر وقت ہو سکتا ہے مگر ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲؍ ذی الحجہ کو عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اہلِ مکہ اور میقات میں رہنے والوں کو اور اس شخص کو جو شوال سے پہلے مکہ میں مقیم ہو چکا ہو۔ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ اسی سال حج کا ارادہ ہو۔ ورنہ مکروہ نہیں۔ اور اگر اشہرِ حج سے

پہلے یا بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ ہو تو عمرہ کا احرام باندھنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ بغیر احرام کے مکہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔

عمرہ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آئے اور رمل اور اضطباع کے ساتھ طواف کرے اور جب شروع طواف میں حجرِ اسود کو بوسہ دے اس وقت تلبیہ پڑھنا موقوف کر دے پھر طواف کے بعد طواف کی دو رکعت پڑھ کر حجرِ اسود کو بوسہ دے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرے۔ پھر سر منڈوا کر یا بال کتروا کر حلال ہو جائے۔ عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد وہ تمام باتیں حرام ہو جاتی ہیں جو حج کا احرام باندھنے کی وجہ سے حرام ہوتی ہیں۔

فرائضِ عمرہ (۱) میقات سے احرام باندھنا (۲) نیت کرنا (۳) طواف کے چار شوط۔

واجباتِ عمرہ (۱) طواف کے سات شوط پورے کرنا۔ (۲) صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ (۳) حلق یا قصر کرنا۔

قِران کا بیان

حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھنا اس کو قِران کہتے ہیں۔

حنفیہ کے نزدیک قِران تمتع اور افراد دونوں سے افضل ہے اہلِ مکہ اور میقات کے اندر رہنے والے کو اور اس شخص کو جو اشہرِ حج سے پہلے مکہ میں مقیم ہو گیا ہو قِران کرنا جائز نہیں۔

قِران کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے اشہرِ حج[۱] میں احرام[ع] باندھے

ع احرام باندھنے کا طریقہ پہلے بیان ہو چکا۔ ۱ے حج کے مہینے۔

(اشہرِ حج سے پہلے احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے) اور حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے تلبیہ پڑھے۔ پھر مکہ مکرمہ پہنچ کر اول رمل اور اضطباع کے ساتھ عمرہ کا طواف کرے پھر عمرہ کی سعی کرے اور سعی کے بعد بغیر حلق کرائے پھر رمل اور اضطباع کے ساتھ طواف قدوم کرے۔ طواف قدوم کے بعد صفامروہ کے درمیان سعی ؏ کرے اب بھی حلق نہ کرائے بلکہ احرام باندھے ہوئے مکہ میں قیام کرے۔ جب حج کے دن آئیں تو حج کے ارکان ادا کرکے حلال ہوجائے جس کا بیان مفصل گذرچکا۔

۱۰ تاریخ کو جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کے بعد قربانی کرنا قارن پر واجب ہے اور اس کو دمِ قران اور دمِ شکر کہتے ہیں۔ اس قربانی کے لئے دمِ قران کی نیت کرنا ضروری ہے۔

تمتّع کا بیان

تمتّع یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کے افعال پورے کرکے حلال ہوجائے پھر اسی سال بغیر وطن جائے حج کا احرام باندھ کر حج ادا کرے۔

حنفیہ کے نزدیک تمتّع افراد سے افضل ہے اور اہلِ مکہ اور میقات کے اندر رہنے والوں کو اور اس شخص کو جو اشہرِ حج سے پہلے مکہ میں آکر حلال ہوچکا ہو تمتّع کرنا جائز نہیں۔ اگر اشہرِ حج سے پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں آیا اور عمرہ کے افعال اشہرِ حج میں ادا کئے تو اب تمتّع جائز ہے۔

؏ قارن کو طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کرنا افضل ہے۔ اگر طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنی منظور ہو تو طوافِ قدوم بغیر رمل اور اضطباع کرے۔ ۱۲

تمتع کے صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں:- (۱) طوافِ عمرہ اشہر حج میں کیا ہو۔ (۲) عمرہ کا احرام حج کے احرام سے پہلے ہو۔ (۳) حج کے احرام سے پہلے اکثر طوافِ عمرہ کر لیا ہو۔ (۴) حج یا عمرہ کو فاسد نہ کیا ہو۔ (۵) حج اور عمرہ دونوں کو ایک ہی سال میں ادا کرنا۔ (۶) دونوں کو ایک سفر میں ادا کرنا۔

تمتع ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اشہر حج میں اول عمرہ کا احرام میقات سے باندھ کر مکہ میں داخل ہو اور عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہو جائے اور اپنے وطن کے سوا جہاں چاہے رہے۔ پھر حج کا احرام اپنی میقات سے باندھ کر حج ادا کرے۔ اور اگر مکہ میں مقیم ہو تو ۸ تاریخ کو حرم سے احرام باندھ کر منیٰ کو جائے اور مثل بیان سابق حج کے ارکان ادا کرے۔ اگر سعی طواف زیارت سے پہلے کرنی ہو تو احرام باندھنے کے بعد رمل اور اضطباع کے ساتھ نفلی طواف کرے اور اس کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کرے۔ تمتع کرنیوالے پر طوافِ قدوم واجب نہیں قارن کی طرح متمتع پر بھی قربانی واجب ہے۔

فرائض حج (۱) احرام یعنی دل میں حج کی نیت کر کے لبیک پکارنا (۲) ۹ ذی الحجہ کو آفتاب ڈھلنے کے وقت سے صبح تک اگرچہ ایک لحظہ ہو عرفات میں ٹھہرنا (۳) اکثر طوافِ زیارت۔ (۴) ان تینوں فرائض کو بالترتیب ادا کرنا ہر فرض کو اس کے مقام میں ادا کرنا۔ (۶) قبل وقوفِ عرفہ کے جماع ترک کرنا۔

(ف) واضح ہو کہ وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت تو حج کے رُکن ہیں اور وقوف طواف سے اقوی ہے اور ترکِ جملۂ فرائض حج کے ملحقات سے ہے۔

حکم:۔ ان میں سے کوئی چیز ترک ہو گئی تو حج باطل ہو جائے گا اور اس کی تلافی قربانی سے نہیں ہو سکتی۔

واجبات حج بلا واسطہ (۱) صفا مروہ کے درمیان دوڑنا۔ (۲) مزدلفہ میں ٹھہرنا (۳) کنکریاں مارنا (۴) حلق یا قصر کرنا۔ (۵) صرف آفاقی کے لئے طواف الوداع کرنا۔

واجباتِ حج بالواسطہ (۱) میقات سے احرام باندھنا۔ (۲) محظوراتِ احرام سے بچنا۔ (۳) صفا سے سعی شروع کرنا (۴) سعی کے سات پھیرے پورے کرنا (۵) کوئی عذر نہ ہو تو پیادہ سعی کرنا۔ (۶) صفا مروہ کے بیچ میں پوری مسافت طے کرنا۔ (۷) عرفات میں غروب آفتاب تک ٹھہرنا (۸) عرفات سے واپسی میں امام کی متابعت کرنا (۹) مزدلفہ میں (اگرچہ ایک ساعت ہو) ٹھہرنا (۱۰) مزدلفہ پہنچنے تک عشا و مغرب کی نماز کو مؤخر کرنا۔ (۱۱) ۱۰ ذی الحجہ کی رمی حلق یا قصر سے پہلے کرنا (۱۲) ہر روز کی رمی اسی دن کرنا (۱۳) ساتوں کنکریاں پھینکنا (۱۴) سر کے بال منڈوانا یا کترواتا۔

عہ یعنی ایک ایک کر کے کیونکہ ساتوں کو ایک دفعہ پھینکو گے تو ایک پھینک شمار ہو گی اور اس میں بلا عذر شرعی کسی کو نائب بنانا بھی جیسا کہ رواج ہو رہا ہے صحیح نہیں۔ ۱۲

(۱۵) کم سے کم چوتھائی سر کا حلق یا قصر ایام نحر میں کرنا ع۵ - (۱۶) اکثر طواف کے بعد سعی کرنا (۱۷) حلق یا قصر زمینِ حرم میں کرنا (۱۸) طوافِ زیارت ایام نحر میں کرنا (۱۹) حطیم کو ملا کر طواف کرنا (۲۰) طواف کے وقت حدث اور جنابت سے پاک ہونا۔ (۲۱) طواف میں کپڑے کا پاک ہونا (۲۲) ستر چھپا کر طواف کرنا (۲۳) کوئی عذر نہ ہو تو پاپیادہ طواف کرنا (بعض کے نزدیک) (۲۶) طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا (۲۷) قارن اور متمتع کو قبل ذبح کے رمی کرنا (۲۸) قارن اور متمتع کو قربانی کرنا (۲۹) قارن اور متمتع کو قبل حلق کے ذبح کرنا (۳۰) قارن اور متمتع کو ایام نحر میں ذبح کرنا۔

حکم۔ ان میں سے کوئی بات ترک کرے گا تو جزا لازم ہوگی اور حج صحیح ہو جائے گا خواہ عمداً ترک کرے یا سہواً۔ لیکن قصداً ترک کرنے سے گنہگار بھی ہوگا۔ البتہ دو رکعت طواف کرنے سے یا امور مذکورہ میں کوئی فعل عذر معتبر کے سبب چھوٹنے سے جزا لازم نہ آئے گی۔

سُنَنِ حج

(۱) ۸ ذی الحجہ کو مکہ سے عرفات کی طرف چلنا (اگرچہ اس تاریخ کو منیٰ میں جا کر ٹھہرے گا۔ اور نویں کی صبح کو عرفات پر جائے گا۔ مگر یہ خروج بہ نیتِ عرفات ہے) (۲) ۹ ذی الحجہ کی شب کو منیٰ میں رہنا۔ (۳) ۹ ذی الحجہ کو طلوع آفتاب ہوتے ہی منیٰ سے عرفات

ع کوئی حلاق نہ ملے تو ایک محرم حاجی کو دوسرے محرم حاجی کا حلق و قصر کر دینا صحیح ہے کہ وقت حلق کے ہونے کی وجہ سے کسی پر کوئی جنایت نہیں۔ نیز خود بھی اپنا حلق یا قصر کر سکتا ہے ۱۲۔

کو جانا۔ (۴) عرفہ کے دن عرفات میں غسل کرنا (۵) ۱۰ ذی الحجہ کو مزدلفہ میں رات گذارنا (۶) ۱۰ ذی الحجہ کو قبل طلوع آفتاب مزدلفہ سے منیٰ کو جانا۔ (۷) ایامِ منیٰ میں منیٰ کے اندر رات گذارنا۔ (۸) مکہ لوٹتے وقت محصب میں اُترنا (۹) طوافِ قدوم اُس آفاقی کے لئے جو افراد یا قِران کرتا ہو۔ (۱۰) امام کا تین مقاموں میں خطبہ پڑھنا اول مکہ میں ساتویں ذی الحجہ کو دوم عرفات میں ۹ کو سوم منیٰ میں ۱۱ کو۔

حکم۔ ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ترک کرنا بُرا ہے مگر جزا لازم نہیں آتی۔

فرائض احرام (۱) نیت اُس عبادت کی دل میں کرنا جس کیلئے احرام باندھا ہے۔ (۲) کوئی لفظ ایسا کہنا جس سے تعظیم اللہ تعالیٰ کی معلوم ہو جیسے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ الخ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ وغیرہ۔

حکم:۔ ان فرائض کے ترک سے احرام صحیح نہ ہوگا۔

واجباتِ احرام (۱) میقات سے احرام باندھنا (۲) محظورات احرام سے بچنا۔

حکم۔ ان واجبات کے ترک سے دم یا جزا لازم ہوگی۔

جنایات اور انکی جزا و تلافی جس فعل کی ممانعت احرام کی وجہ سے ہو اُس کا مرتکب ہونا جنایت کہلاتا ہے اور جس سے اُس گناہ کی معافی و تلافی ہو وہ جزا کہلاتی ہے۔

(۱) سِلا ہوا کپڑا پہننا۔ ایک روز یا ایک شب کامل پہنا ہے تو اس پر دمؑ واجب ہے۔ سِلے ہوئے سے مراد بطریق معمول سِلا ہوا یا اسی وضع پر بنا ہوا ہے یعنی کرتہ یا بنیان یا پاجامہ وغیرہ اور اگر مثلاً چادر دو پاٹ کی ہو کہ بیچ میں سے سی لی گئی ہو تو اس کا باندھنا جائز ہے۔ اگرچہ اولیٰ ایک پاٹ ہے اسی طرح پاجامہ کرتہ وغیرہ اگر اس طرح نہ پہنے جیسا ان کا طریقہ ہے کہ آستین کے اندر ہاتھ اور پائچہ کے اندر ٹانگ ہو بلکہ معمولی چادر کی طرح کندھوں پر ڈال لے یا تہ بند کی طرح لپیٹ کر باندھ لے تو اس پر بھی جزا واجب نہیں اور اگر سلا ہوا کپڑا گھنٹہ بھر یا اس سے زائد مگر ایک دن سے کم پہنا تو اس پر صدقہ واجب ہے۔ اور اگر گھنٹہ بھر سے کم پہنا تو ایک مٹھی بھر گیہوں صدقہ دے اور اگر کئی روز تک پہنے رہا تب بھی ایک ہی دم ہے اور اگر رات کو اس نیت سے نکال دیا کہ صبح کو پھر پہنوں گا اور اس طرح ہر روز نکالا کرے اور پھر کو پہنا کرے۔ تو ایک ہی دم ہے اور اگر ترک کی نیت سے نکالا کہ اب نہ پہنوں گا اور پھر پہنا تو اب دوسرا کفارہ لازم آئے گا۔ اور اگر پورے دن پہن کر کفارہ دیدیا مگر کپڑا نہیں نکالا تو اب دوسرا کفارہ لازم آئے گا۔ اور اگر کئی کپڑے مثلاً کرتہ بھی پاجامہ بھی اور عبا دو عمامہ وغیرہ بھی پہنا مگر سب کو ایک ہی وجہ سے پہنا

ؑ جہاں صدقہ کا لفظ آئے گا تو پونے دو سیر گندم یا اس سے دو چند جو مراد ہوں گا درجو تعیین کر دی جائے وہاں اسی قدر مراد ہوگی اور دم سے مراد جنایت میں قربانی ہوتی ہے کہ بکرا یا بھیڑ یا دنبہ ہو تو پورا اور گائے یا اونٹ ہو تو ساتواں حصہ ۱۲۔

کہ سب کو بضرورت پہنا، اور ایک ہی ضرورت مثلاً سردی کی وجہ سے پہنایا سب کو بلا ضرورت پہنا کہ وہ بھی ایک ہی وجہ ہے۔ پھر ایک ہی مجلس میں پہنا یا کئی مجلس میں تو ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اور اگر کوئی کپڑا ضرورت سے پہنا اور کوئی بلا ضرورت تو مکرر کفارہ دینا ہوگا اور اگر بخار کی وجہ سے کپڑا پہنا پھر وہ بخار اتر گیا مگر کپڑا نہیں نکالا اور دوسری تپ عارض ہوگئی تو اب مکرر کفارہ دینا ہوگا۔

(۲) **سر یا منھ کا چھپانا۔** اگر سلے ہوئے یا بے سلے کپڑے سے محرم نے تمام سر یا منھ یا چوتھائی حصہ ایک رات یا ایک دن یا زیادہ ڈھانپا تو دم دینا ہوگا ورنہ صدقہ اور اگر سر پر ایسی چیز اٹھائی جس سے عادتاً سر چھپایا کرتے ہیں تو کفارہ واجب ہوگا اور اگر ایسی چیز نہیں جیسے ٹوکرا وغیرہ تو اس میں کفارہ نہیں۔ اگر مہندی یا صندل یا کسی خوشبودار چیز کو سر پر لگایا اور وہ شے پتلی ہے تو ایک کفارہ واجب ہوگا ورنہ دو کفارے کہ ایک کفارہ سر چھپانے کا دوسرا کفارہ خوشبو استعمال کرنے کا۔ اور اگر سر کے بال لعاب خطمی یا گوند ببول وغیرہ سے چپکائے (جس کو عربی میں تلبید کہتے ہیں) تو کفارہ واجب ہوگا۔ اگر عورت اپنے منھ کو نقاب و برقع یا کسی کپڑے وغیرہ سے چھپائے کہ کپڑا منھ سے لگ جائے تو کفارہ واجب ہوگا۔

(۳) **ایسا موزہ اور جوتہ پہننا جس سے قدم یعنی پاؤں کے اوپر** کا حصہ جو انگلیوں سے ملا ہوا ہے چھپ جائے اگر ایک دن کامل پہنا تو

دم واجب ہے ورنہ صدقہ۔

(۴) خوشبو کا استعمال کرنا۔ اگر ایک عضو کامل یا کئی اعضاء کو ایک مجلس میں کوئی خوشبو لگائے یا ایک عضو سے کم پر مقدار کثیر خوشبو لگائے۔ یا ایک بالشت طول وعرض سے زیادہ چادر رومال بند وغیرہ پر لگائے یا اتنی مقدار خوشبو کھائے کہ اکثر منھ میں لگ جائے یا دو مرتبہ سے زائد خوشبودار سرمہ آنکھ میں لگائے یا اپنے کپڑے میں مقدار کثیر خوشبو باندھے تو ہر صورت میں ایک دم لازم ہوگا۔ ورنہ صدقہ اور اگر کئی اعضا کو کئی مجلسوں میں خوشبو لگائے تو ہر ایک کا کفارہ جدا ہوگا اور اگر خوشبو کے ساتھ پکا ہوا کھانا کھایا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگرچہ غالب خوشبو ہو اور اگر پکا ہوا کھانا نہ ہو تو غلبہ کا اعتبار ہوگا اگر خوشبو کی چیز غالب ہے تو دم واجب ہے اگرچہ مہکے نہیں اور اگر خوشبو مغلوب ہے۔ اور جس میں اس کو ملایا ہے وہ غالب ہے تو کچھ واجب نہیں ہے اگرچہ بو کتنی ہو کہ مہک کا اعتبار نہیں مقدار کا اعتبار ہے تاہم ایسی مہکنے والی مغلوب خوشبو کا استعمال مکروہ ضرور ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ پان میں الائچی یا خوشبودار تمباکو ڈال کر کھایا کہ پکی ہوئی چیز نہیں ہے تو دم یا صدقہ واجب نہ ہوگا مگر مکروہ ہے۔

(۵) بال مونڈنا یا تراشنا یا اکھاڑنا یا کسی صورت سے زائل کرنا۔ اگر چوتھائی سر یا داڑھی یا زیر ناف مونڈائی یا نورہ و بال چٹ سفوف یا صابون سے اتنی مقدار کے بال دور کئے تو دم واجب ہے ورنہ صدقہ اور مونڈنے والا اگر محرم ہے تو اس پر ہر حال میں صدقہ واجب ہے خواہ محرم کو مونڈے یا غیر محرم کو

اور تمام گردن یا زیرِ ناف یا ایک بغل کو مُنڈوایا تو دم واجب ہے ورنہ صدقہ
اور اگر چوتھائی سر مُنڈوایا اور دم دے دیا پھر چوتھائی سر مُنڈوایا تو اب دوسرا
دم واجب ہوگا اور اگر تمام سینہ یا تمام ران یا تمام پنڈلی کے بال مُنڈوائے
یا ڈاڑھی یا سر چوتھائی سے کم مُنڈوائے یا لبیں کتروائے تو صدقہ واجب ہے
اور اگر گنجہ کے سر میں بقدر چوتھائی سر کے بال ہوں اور وہ اُس کو مُنڈوائے
تو دم واجب ہے اور اگر کم ہوں تو صدقہ واجب ہے اور قصر کا حکم بھی مثل حلق
کے ہے۔ بالوں کو اُسترہ سے منڈوائے یا نورہ سے دُور کرے یا موچنے سے
اُکھاڑے یا آگ سے جلائے اور اپنے اختیار سے ہو یا بلا اختیار سب کا
حکم یکساں ہے۔

(۶) ناخون کترنا۔ اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے ناخون یا دونوں
ہاتھ یا دونوں پاؤں یا چاروں کے ناخون ایک مجلس میں کترواے یا خود
کترے تو دم لازم ہوگا ورنہ ہر ہر ناخن کے بدلہ صدقہ دینا ہوگا اور چاروں
ہاتھ پاؤں کے ناخن اگر چار مجلس میں کتروائے تو چار دم لازم ہوں گے
اور اگر پانچ ناخن سے کم یا پانچ ناخن متفرق مثلاً دو ایک ہاتھ کے اور
تین دوسرے ہاتھ کے یا سولہ ناخن متفرق چار چار چاروں ہاتھ
پاؤں کے کتروائے تو تینوں صورتوں میں ہر ناخن کے بدلہ صدقہ
واجب ہوگا اور اگر کسی نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا جس میں اُنگلیاں اور
ناخن بھی ہیں تو اس صورت میں نہ دم واجب ہے نہ صدقہ۔

فَائِدَہ۔ اگر امور مذکورہ کسی عذر سے صادر ہوں تو یا دم دے یا تین

صاع[عہ] گیہوں چھ مساکین کو دے یا تین روزے رکھے اور خطا اور نسیان اور بیہوشی اور مفلسی اور خواب عذر نہیں ہیں کہ جنایات میں قصد وعمد اور رضا و جبر وغیرہ سب کا حکم ایک ہے۔

(۷) بشہوت بوسہ لینا یا مس کرنا } انزال ہو یا نہ ہو اور
یا جانور سے وطی کرنا یا ہاتھ سے جلق لگانا } وقوفِ عرفات کے قبل

ہو یا بعد بہرحال دم لازم آئیگا اور حج فاسد نہ ہوگا اور جو کسی عورت کی شرمگاہ دیکھ کر یا دل میں تصور کرکے یا احتلام سے منزل ہوا ہو تو کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور جانور سے وطی کرتے ہیں اگر انزال ہوا تو دم واجب ہوگا اور جلق لگانے سے اگر انزال ہوا تو بھی دم واجب ہوگا مگر حج فاسد نہ ہوگا۔

(۸) جماع کرنا۔ اگر وقوفِ عرفات کے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو گیا مگر ارکان ادا کرتا رہے اور ایک دم بھی دے اور سال آئندہ حج کی قضا کرے اور اگر بعد وقوفِ عرفات کے جماع کیا تو بدنہ دے اور حج فاسد نہ ہوگا (بدنہ سے مراد ایک سالم اونٹ کی قربانی ہے کہ ساتواں حصہ کافی نہ ہوگا اور عمرہ میں اگر چار پھیرے طواف کرنیکے بعد جماع کیا تو عمرہ فاسد نہ ہوگا) اور دم لازم آئیگا اور قبل اس کے کیا تو عمرہ فاسد ہوگا لیکن اس کو بھی پورا کرے اور دم بھی دے اور پھر عمرہ کی قضا بھی کرے اور اگر حلق کے بعد طوافِ زیارت کے قبل یا طواف کے بعد اور حلق سے قبل جماع کیا تو دم دے اگر قارن نے طوافِ عمرہ اور وقوفِ عرفہ کے قبل جماع کیا تو حج و عمرہ دونوں فاسد ہو گئے اور دمِ قران ساقط ہو گیا۔ مگر دو دم جنایت کے اس کے ذمہ واجب ہونگے۔

عہ ایک صاع ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے۔

(۹) بے وضو طواف کرنا۔ اگر طوافِ زیارت بے وضو کیا تو دم دے اور اگر طوافِ قدوم یا طوافِ وداع یا طواف نفل بے وضو کیا تو صدقہ دے اور ان سب صورتوں میں اگر وضو کر کے طواف کا اعادہ کرے گا تو کفارہ ساقط ہو جائے گا۔

(۱۰) حالتِ حیض یا نفاس یا جنابت میں طواف کرنا۔ اگر طوافِ زیارت کیا ہے تو بدنہ دے اور اگر طوافِ قدوم یا طوافِ وداع یا طوافِ نفل کیا ہے تو دم دے اور ان صورتوں میں طہارت کے ساتھ اعادہ کر لینے سے کفارہ ساقط ہو جائیگا اور طوافِ زیارت کا اعادہ کرنا ضروری ہے اور اگر طوافِ عمرہ بے وضو کرے یا جنابت یا حیض کی حالت میں کرے تو اعادہ کرے یا دم دے۔

(۱۱) طواف نہ کرنا۔ اگر طوافِ زیارت چھوڑ دیا تو حج ادا نہ ہوگا اور اُس پر لازم ہے کہ طوافِ زیارت کرے اور اگر ایام نحر گذر گئے ہوں تو بسبب تاخیر طوافِ زیارت کے دم دے اور اگر طواف وداع چھوڑ دیا۔ اور اب اُس کو ادا بھی نہیں کر سکتا تو دم دے اور اگر طوافِ قدوم چھوٹ گیا تو کچھ لازم نہیں۔

(۱۲) سعی یا وقوفِ مزدلفہ یا رمی جمار کل ایام یا ایک یوم کا یا ترتیب افعالِ حج کا چھوٹ جانا } ان سب صورتوں میں دم لازم آئیگا مگر جب عذر سے وقوفِ مزدلفہ یا سعی چھوٹے گی تو کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور جو ایک دن کی پوری رمی ترک نہ کی بلکہ ایک کنکری یا دو کنکری ترک کی ہے

توہر کنکری کے لئے صدقہ ہوگا۔ اگر قبل رمی کے حلق کیا یا قارن اور متمتع نے قبل ذبح کے حلق کیا یا قبل رمی کے ذبح کیا تو دم واجب ہے۔ اور قبل رمی وحلق کے طواف کیا تو اس کے ذمہ کفارہ واجب نہیں۔ البتہ خلاف ہونے کے سبب کراہت لازم آئے گی۔

قاعدہ۔ اکثر کا چھوڑنا کُل کے چھوڑنے کے حکم میں ہے مثلاً چار پھیرے طواف کے اگر چھوڑے تو اس کا حکم وہی ہے جو تمام طواف کے ترک کا حکم ہے۔

(۱۳) بغیر احرام باندھے میقات سے آگے بڑھ جانا۔ دم لازم آئیگا مگر جب میقات پر واپس آکر وہاں سے باندھے یا حالتِ احرام میں لوٹ آئے تو دم ساقط ہو جائے گا۔

قاعدہ:۔ سب صورتوں میں مفرد و متمتع پر ایک دم اور قارن پر دو دم ہیں مگر اس تیرھویں جنایت میں قارن پر بھی ایک ہی دم ہے۔

قاعدہ:۔ سنت کے ترک سے دم واجب نہیں ہوتا۔

(۱۴) عرفات سے قبل از غروب آفتاب لوٹنا۔ دم لازم ہوگا۔

(۱۵) حلق یا قصر زمین حِل میں کرنا۔ دم لازم ہوگا۔

(۱۶) اقل طواف یا اقل سعی ترک کرنا۔ طوافِ زیارت میں اقل کے ترک سے دم واجب ہوگا اور اس کا اتمام واجب اور طوافِ وداع میں اقل کے ترک سے ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ واجب ہوگا اور طوافِ قدوم میں کچھ واجب نہ ہوگا کہ وہ سنت ہے اور سعی میں اقل

کے ترک سے ہر پھیرے کے بدلے صدقہ واجب ہوگا۔

(۱۷) حِل میں یا حرم میں قصداً یا سہواً جنگلی جانور کا شکار کرنا یا شکاری کو اس کا بتانا یا اشارہ کرنا } دو مرد ثقہ سے اسکی قیمت جو شکار کے وقت اس جگہ پر یا اُس کے متصل بستی میں ہو دریافت کر کے اس قیمت کی قربانی خرید کر مکہ میں ذبح کرنی چاہیئے اور اگر قربانی کی قیمت تک نہ پہنچے تو نصف نصف صاع گیہوں کا ایک ایک مسکین کو صدقہ دے یا اتنے روزے رکھ لے اور اگر نصف صاع گیہوں سے بھی کم ہو تو چاہیئے کہ اُسی قدر صدقہ کرے یا ایک روزہ رکھ لے اور قیمت اگر قربانی سے زائد ہو کر بچ جائے تو اسکو بھی ایسا ہی کرے۔

فائدہ۔ اس میں اُن جانوروں کا قتل مستثنیٰ ہے جن کا قتل حالتِ احرام میں جائز ہے۔

مقاماتِ اجابتِ دُعا

(۱) مطاف یعنی بیت اللہ کے گرد دائرہ۔ (۲) ملتزم یعنی حجرِ اسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان کا حصہ (۳) میزابِ رحمت کے نیچے (۴) بیت اللہ کے اندر (۵) چاہِ زمزم کے پاس (۶) مقامِ ابراہیمؑ کے پاس (۷و۸) صفا و مروہ پہاڑ پر (۹) مابین صفا و مروہ خصوصاً میلین اخضرین کے درمیان (۱۰و۱۱) عرفات و مزدلفہ (۱۲) منیٰ خصوصاً مسجد خیف کے اندر (۱۳) جمرات کے پاس (۱۴) جس جگہ سب سے پہلے خانہ کعبہ دکھلائی دے۔

(۱۵) حطیم کے اندر (۱۶) حجر اسود کے پاس (۱۷) رکن یمانی کے پاس (۱۸) مستجار کے پاس یعنی رکن یمانی اور خانہ کعبہ کے اس بند دروازہ کے درمیان جو موجودہ دروازہ کی پشت پر تھا (۱۹) باب کعبہ کے سامنے قائدہ۔ ان مواقع میں عاجزی اور انکساری خشوع اور خضوع کے ساتھ دعا و ذکر میں مشغول رہے اور رونے کی کوشش کرے۔ اگر حقیقی رونا میسر نہ ہو تو رونے کی صورت بنالے۔ ان موقعوں میں جو دعائیں حدیث سے ثابت ہیں، جن کا ذکر اوپر آچکا انکو پڑھے اگر وہ یاد نہ ہوں تو جو دعا یاد ہو اسکو پڑھے۔ یا درود و استغفار اور کلمہ سوم پڑھتا رہے اور دھیان اور خیال کو حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھے۔

مکہ مکرمہ کے مقاماتِ مقدسہ کا بیان

اس مقدس سرزمین کا ہر گوشہ اور ہر ذرہ مقدس اور قابلِ احترام ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض مخصوص مقامات کا حال اور فضیلت اختصار کے ساتھ بیان کر دیا جائے۔

مقامِ ابراہیم۔ اُن مقاماتِ مقدسہ میں سے ایک مقام ابراہیم ہے مقام ابراہیم اُس پتھر کا نام ہے جس پر حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہوئے تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اس پتھر پر کیوں کھڑے ہوئے تھے۔ اس بارے میں چند اقوال ذیل میں درج ہیں۔

(۱) سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ اس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت

ے یہ سب حالات کتاب الجامع اللطیف سے ماخوذ ہیں ۱۲۔

ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ فرمائی۔

(۲) حضرت ابن مسعود رض و ابن عباس رض نے فرمایا ہے کہ ایکمرتبہ حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ سے ملنے کیلئے حجاز میں تشریف لائے وہ گھر میں موجود نہ تھے۔ ان کی بیوی نے ٹھہرانا چاہا لیکن آپ نے انکار فرمایا پھر انھوں نے عرض کیا کہ تھوڑی ہی دیر ٹھہر جائیے تاکہ میں آپ کا سر دھو ڈالوں۔ آپ نے قبول فرمایا وہ ایک پتھر لائیں اور آپ نے سواری پر کھڑے کھڑے پتھر پر پاؤں رکھ لیا۔ انھوں نے ایک طرف سے سر دھو کر پتھر کو دوسری جانب رکھنے کے لئے اٹھایا تو دیکھا کہ پتھر پر آپ کے قدم کا پورا نشان موجود ہے۔ دوسرا پاؤں بھی آپ کا پتھر کے اندر پیوست کیا اور خداوند تعالےٰ نے اس پتھر کو باعظمت نشانیوں میں سے قرار دیا۔

(۳) ازرقی کا بیان ہے کہ آپ اس پتھر پر حج کی اذان یا ندا بلند کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ اعلانِ حج کے بعد آپ نے اس پتھر کو بابِ کعبہ کی سمت رکھکر اپنا قبلہ بنالیا۔ اور اسکی جانب نماز پڑھتے رہے اس پتھر میں آپ کے پاؤں کی سات انگلیوں کے نشانات موجود ہیں۔

(۴) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مقام ابراہیم اسوقت جس جگہ رکھا ہوا ہے وہ وہی جگہ ہے جہاں اس کو حضرت ابراہیمؑ نے رکھا تھا ایام جاہلیت میں کفارِ قریش نے اس خیال سے کہ پانی کی رو مقامِ ابراہیم کو بہا کر نہ لیجائے بیت الحرام سے وابستہ کردیا تھا عہدِ نبویؐ اور عہدِ ابی بکرؓ

میں وہ وہیں رہا حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ میں اس کو پھر اسکی اصلی جگہ پر رکھوا دیا۔ اور آج تک وہیں ہے۔

(۵) علامہ ابنِ خلیل فرماتے ہیں کہ مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے جو دو بڑے پتھر فرش میں لگے ہوئے ہیں، اور جن پر لوگ نماز پڑھتے ہیں وہ بھی خاص شرف و فضل رکھتے ہیں اور اُن پر بعض صحابہ نے نماز پڑھی ہے۔

علامہ ابنِ خلیل فرماتے ہیں کہ مقامِ ابراہیمؑ کو ہاتھوں سے چھونا اور بوسہ دینا مسنون نہیں ہے، ہمکو صرف اسکے قریب نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابن زبیرؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے لوگوں کو مقامِ ابراہیم کا مس کرتے دیکھا تو فرمایا کہ ہم کو چھونے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ صرف اس کے قریب نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حجرِ اسود:۔ انھیں محترم نشانیوں میں سے ایک حجرِ اسود بھی ہے۔

حجرِ اسود ایک بابرکت پتھر ہے جو بابِ کعبہ کے متصل بیت اللہ کے گوشہ میں لگا ہوا ہے اور اُس کے چاروں طرف چاندی کا خول ہے۔

حجرِ اسود زمین پر گویا یمین اللہ (خدا کا ہاتھ) ہے جو شخص اس کو بوسہ دیگا وہ اس کی شہادت دیگا اور وہ جنت کا ایک پتھر ہے۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرِ اسود کے سامنے کھڑے ہوئے، دونوں مبارک لبوں کو اس پر رکھا اور دیر تک روتے رہے اور پیچھے پھر کر مجھے روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا عمرؓ! یہاں بے اختیار آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔

قاضی عیاض رح نے کتاب الشفا میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو شخص رکنِ اسود (حجرِ اسود) کے پاس دعا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ
اسکی دعا کو قبول فرمائیگا۔ حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ
کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رکن (حجرِ اسود) اور مقامِ (ابراہیم ع) جنت کے
یاقوت ہیں اگر اللہ تعالےٰ انکے نور کو بجھا نہ دیتا تو مشرق و مغرب کے
مابین انکی روشنی سے جگمگا اٹھتے (پھر آپ نے فرمایا کہ) خدا نے بعض
بعض پتھروں کو بعض پر اسی طرح فضیلت دی ہے جس طرح بعض
مقامات۔ ایام اور شہروں کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔ اسی روایت
میں بعض کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر بنی آدم کے گناہ ان دونوں چیزوں سے
مس نہ کرتے تو انکی روشنی سے ما بین مشرق و مغرب جگمگا اٹھتے۔

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ
جب حجرِ اسود جنت سے نازل ہوا وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ بنی آدم
کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا ہے۔

قاضی عزیز الدین کا بیان ہے کہ میں نے اپنے پہلے حج میں ۰۰۰ھ
میں حجرِ اسود کو دیکھا اُس کے اوپر ایک سفید دھبہ تھا اس کے بعد یہ
سفیدی کم ہوتے ہوتے بالکل جاتی رہی۔

ابنِ خلیل رح کہتے ہیں کہ میں نے حجرِ اسود میں تین جگہ سفیدی دیکھی
تھی جو بتدریج فنا ہو گئی۔

کسی شخص نے کیا خوب کہا ہے کہ انسان کے گناہوں سے پتھر

تک سیاہ ہو جاتے ہیں تو قلوب کیا چیز ہیں قلب میں تو گناہوں کی سیاہی جلد اثر کرتی ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنے قلب کو صاف رکھنے کی کوشش کرے۔ اور گناہوں سے اُس کو تاریک و سیاہ نہ بنائے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ حجرِ اسود زمین پر یمین اللہ (خدا کا ہاتھ) ہے پس جس شخص نے آپ کی بیعت کو نہ پایا اور حجرِ اسود کا مسح کر لیا گویا اس نے اللہ اور اُس کے رسول سے بیعت کر لی۔

خطابی کہتے ہیں کہ حجرِ اسود کا یمین اللہ ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ جو شخص اس کا مسح کریگا خداوند تعالےٰ سے اسکا معاہدہ ہو جائیگا۔ قاعدہ یہ ہے کہ بادشاہ جب کسی ایسے شخص سے معاہدہ کرتا ہے جس سے موالات اور دوستی مقصود ہوتی ہے۔ تو وہ اس سے ہاتھ ملاکر مودت کا ثبوت دیتا ہے مطلب یہ ہے کہ حجرِ اسود کو چھونا گویا خُدا سے مصافحہ کرنا ہے۔

طبریؒ کہتے ہیں کہ جب کوئی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تو وہ بادشاہ کی وفاداری کا عہد کر کے حلف اُٹھاتا ہے۔ حجرِ اسود گویا بادشاہ کیلئے حلفِ وفاداری اور مودت کا رتبہ رکھتا ہے اور اس کے مس کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہم خدا سے مودت اور وفاداری کا عہد کرتے ہیں اور حلف اُٹھاتے ہیں۔

حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ ایکمرتبہ آپ نے حجرِ اسود کو چُوم کر فرمایا کہ (اے حجرِ اسود) خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کسی کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا مگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

اتباع میں ایسا کرتا ہوں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو نہ چومتے تو میں بھی کبھی نہ چومتا۔ اسکے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ تمہارے لئے رسول کی پیروی کرنی اچھی تھی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کا یہ قول سُن کر حضرت علیؓ نے فرمایا۔ امیر المومنین! حجرِ اسود نفع و نقصان پہنچاتا ہے میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے دن حجرِ اسود کو بارگاہِ خداوندی میں لایا جائیگا اور وہ ان لوگوں کے حق میں شہادت دیگا جنھوں نے اس کو بوسہ دیا ہے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کا یہ جواب سنکر فرمایا کہ ابوالحسن (علیؓ) جن لوگوں میں آپ کی برگزیدہ ذات نہ ہو اُنکو لطفِ عیش حاصل نہیں۔

حضرت عمرؓ کے فرمانے کا یہ منشا تھا کہ عرب میں پہلے بُت پرستی کا رواج عام تھا اور قلوب میں پتھروں کی تعظیم کا جذبہ موجود تھا۔ اس بنا پر آپکو یہ خطرہ ہوا کہ مبادا آپؐ کے اس فعل سے بعض جاہل اور ناواقف یہ سمجھ لیں کہ ایام جاہلیت کی طرح اسلام میں بھی پتھروں کی عظمت اور بڑائی ہے۔ اس خطرہ کی بنا پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی پتھر فی نفسہٖ قابلِ احترام نہیں اور حجرِ اسود کو بھی جو کچھ فضیلت اور برتری حاصل ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیلِ ارشاد اور اتباع کی وجہ سے ہے۔ حضرت عمرؓ کی نظر ایک جانب تھی اسلئے حضرت علیؓ نے دوسری جانب متوجہ کیا تاکہ دین میں افراط و تفریط نہ ہو۔

رُکنِ یمانی ۔ انھیں متبرک نشانیوں میں سے ایک رکنِ یمانی بھی ہے اور وہ بیت اللہ کا وہ گوشہ ہے جو یمن کی سمت واقع ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب میں رکنِ یمانی کی طرف سے گذرتا ہوں تو مجھ کو ایک فرشتہ کی آواز آمین آمین کہتے سنائی دیتی ہے پس جب تم رکنِ یمانی کے پاس سے گذرو تو یہ کہو:۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً	اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھی خوبی دے
وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا	اور آخرت میں بھی خوبی دے اور ہمکو آگ کے
عَذَابَ النَّارِ ۔	عذاب سے بچا۔ (بقرہ رکوع ۲۵)

حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رکنِ یمانی کے قریب جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اور رکنِ اسود جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

ملتزم :۔ اور انھیں محترم نشانیوں میں سے ایک ملتزم بھی ہے اور ملتزم بیت اللہ کی اس دیوار کا نام ہے کہ جو حجرِ اسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان بابِ کعبہ کے نیچے واقع ہے اس دیوار کا نام ملتزم اسلیئے رکھا ہے کہ لوگ اس سے لپٹ لپٹ کر دعائیں مانگتے ہیں۔ اور یہ مقام بھی ان متبرک مقامات میں سے ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اس ملتزم میں جو دعا مانگی جائیگی وہ قبول ہوگی حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو سننے کے بعد

میں نے جو دعا مانگی وہ قبول ہوئی۔ اور یہی بیان ان تمام لوگوں کا ہے جو اس حدیث کے راوی ہیں۔

ارزقی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں حضرت آدمؑ نے مکّہ میں تشریف لاکر اول بیت اللہ کا طواف کیا پھر دو رکعت کعبہ کی طرف منھ کر کے پڑھی۔ اس کے بعد ملتزم پر پہنچ کر یہ دعا کی:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سَرِیْرَتِیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَمَا عِنْدِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ۔ اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَنْ یُّصِیْبَنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَالرِّضٰی بِمَا قَضَیْتَ۔

اے اللہ تو میرے ظاہر و باطن سے واقف ہے، میرے عذر کو قبول کر میرے دل میں اور میرے پاس جو کچھ بھی ہے تو اس سے بھی آگاہ ہے تو میرے گناہوں کو بخشدے تو میری حاجت کو بھی جانتا ہے۔ پس میرے سوال کو پورا کر۔ اے اللہ میں تجھ سے ایسے ایمان کا طالب ہوں جو میرے قلب میں جاگزین ہو اور یقین صادق کا خواستگار ہوں تاکہ مجھکو اس امر کا کامل اطمینان حاصل ہو جائے کہ جو مجھکو پہنچتا ہے وہی ہے جو تو نے میری تقدیر میں لکھدیا ہے اور جو فیصلہ تو نے میری نسبت کیا ہے میں اس پر ہر طرح راضی ہوں۔

حضرت آدمؑ دعا سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ وحی الٰہی نازل ہوئی اور رب بزرگ و برتر کا یہ پیام پہنچا "آدم میں نے تیری دعاؤں کو قبول کیا اور تیری اولاد میں سے جو شخص تیرے ان الفاظ میں مجھ سے دعا کریگا میں اسکے رنج و غم کو دور

کر دونگا۔ اسکی گم شدہ شے کا بدل دونگا۔ اسکے قلب سے فقر کو نکال کر غنا کو دل میں بھر دوں گا۔ تجارت پیشہ شخص کی تجارت میں برکت دونگا وہ دنیا سے بے پرواہ ہوگا۔ اور دنیا اُسکے قدموں پر ہوگی۔

کعبہ کے اندر داخل ہونیکا بیان

احادیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور وہاں نماز پڑھی چنانچہ حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو صحن کعبہ میں پہنچکر آپؐ نے کعبہ کے کنجی بردار حضرت عثمان بن طلحہؓ کو کنجیاں لانے اور کعبہ کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ وہ کنجیاں لائے اور دروازہ کھول دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت اسامہ بن زیدؓ اور حضرت بلالؓ اور حضرت عثمانؓ بن طلحہ بھی کعبہ کے اندر گئے، جب سب لوگ اندر داخل ہو گئے تو حضرت عثمانؓ نے اندر سے دروازہ بند کر دیا اور تھوڑی دیر بعد آپؐ ساتھیوں کے باہر نکل آئے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلالؓ سے دریافت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر کیا کیا۔ حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر کے چھ ستونوں میں سے دو کو دائیں جانب چھوڑا اور ایک بائیں سمت اور تین ستونوں کو پشت کی طرف اور درمیان میں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔

ایک اور روایت میں حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ کے اندر تشریف لیجاتے تو دروازہ کے اندر داخل ہو کر سیدھے

آگے جاتے تھے یعنی چہرہ مبارک آپ کا سامنے ہوتا تھا اور پشت دروازہ کی طرف یہاں تک کہ جب سامنے کی دیوار میں اور آپ میں صرف تین گز کا فاصلہ رہ جاتا تو آپ کھڑے ہو جاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

ازرقی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ شام سے حضرت امیر معاویہ رضؓ مکہ میں تشریف لائے اور کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا تو حضرت ابن عمر رضؓ کو طلب فرما کر دریافت کیا۔ "ابو عبدالرحمٰن! وہ جگہ تو بتلاؤ جہاں کعبہ کے اندر آنحضرت صلعم نے نماز پڑھی"۔ ابن عمر رضؓ نے فرمایا "کعبہ کے اندر کے اگلے ستونوں کے درمیان (دروازہ کے مقابل والی) دیوار اور اپنے درمیان دو یا تین گز کا فاصلہ چھوڑ کر۔

مذکورہ بالا روایتوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور دروازہ کے مقابل والی دیوار سے دو یا تین گز پیچھے ہٹ کر دو ستونوں کے درمیان آپ نے نماز پڑھی۔

حافظ ابو الفضل عراقی لکھتے ہیں کہ زائرین کو چاہیئے کہ وہ کعبہ کے اندر داخل ہو کر نماز پڑھیں تو دیوار کے اور اپنے درمیان تین گز کا فاصلہ چھوڑ کر پڑھیں تاکہ تین گز والی روایت کے بموجب آپ کی نماز کی جگہ نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہو اور دو گز والی روایت کے بموجب زائر کا سر سجدہ میں آپ کے قدم مبارک کی جگہ رہے اور یہ بہتر ہے۔

کعبہ کے اندر داخل ہونا ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحب ہے اور علماء نے کعبہ کے اندر داخل ہونے کے حسب ذیل آداب مقرر کئے ہیں:۔

(۱) غسل یا وضو کر کے کعبہ کے اندر داخل ہو۔ (۲) جوتہ اور موزوں کو پاؤں سے نکال دے۔ (۳) کعبہ کے اندر داخل ہو کر چھت کی طرف یا اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ (۴) کعبہ کے اندر کسی سے بات نہ کرے البتہ اگر کسی امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کی ضرورت پیش آجائے تو اجازت ہے۔ (۵) کعبہ کے اندر خضوع وخشوع کو ضروری سمجھے اور ممکن ہو تو آنکھوں سے آنسو بہائے۔ (۶) کسی سے کسی چیز کو نہ مانگے یعنی اپنی حاجت کو کسی پر پیش نکرے۔

اس سلسلہ میں ایک واقعہ تاریخ میں مذکور ہے کہ خلیفہ ہشام بن عبد الملک کعبہ میں داخل ہوا تو اُس نے سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کو اپنے قریب بلاکر کہا "جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے طلب کرو"۔ سالم بن عبداللہ نے جواب دیا "مجھکو خدا سے شرم آتی ہے کہ اُسکے گھر میں مَیں کسی دوسرے سے سوال کروں"

کعبہ کے اندر داخل ہونیکی احادیث میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے چنانچہ

۱۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بیت اللہ کے اندر داخل ہوا اور نماز پڑھی۔ اُس کے گناہ معاف ہو گئے اور نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی گئیں۔

۲۔ حضرت حسن البصریؒ کے مکتوب میں یہ حدیث درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو شخص بیت اللہ کے اندر داخل ہوا۔ وہ خدا کی رحمت، خدا کی حفاظت اور خدا کے گہوارۂ امن میں داخل ہو گیا اور جو کعبہ کے اندر داخل ہو کر باہر نکلا وہ بخشا گیا۔ مجاہدؒ نے اس روایت میں یہ الفاظ زائد بیان کئے ہیں کہ کعبہ کے اندر داخل ہو کر جو شخص نکلا وہ بقیہ زندگی میں

معصوم رہیگا یعنی اُسکو اسلام کی حالت میں موت نصیب ہوگی۔

۳۔ حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک کعبہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھنا مسجد حرام میں چار رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

۴۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ "کعبہ کے اندر نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

طواف کعبہ کے فضائل

کعبہ کے طواف اور طواف کرنیوالوں کی فضیلت میں کثرت سے آیات، احادیث اور آثار پائے جاتے ہیں جن میں سے چند کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

خداوند تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے:۔

آیات:۔ (۱) وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ۔

ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے عہد لیا تھا کہ دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لئے پاک رکھو۔

(۲) وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ۔

اور جب ہمنے خانہ کعبہ کو ابراہیمؑ کا ٹھکانا بنادیا تو ہدایت کی کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو اہلِ طواف کے لئے پاک کر۔

ان آیات میں تطہیر کے مختلف معنی مفسرین نے بتائے ہیں بعض کہتے ہیں کہ آفات و شکوک سے بیت اللہ کو پاک رکھا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ کعبہ کو بتوں سے پاک رکھا جائے اور کوئی بُت کعبہ کے گرد نصب نہ کیا جائے بعض کا بیان ہے طہارت سے مُراد امن ہے یعنی بیت اللہ کو امن کی جگہ بناؤ۔

احادیث | ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے بیت اللہ کا طواف سات مرتبہ کیا (یعنی سات پھیرے کیے) اور مقام (ابراہیمؑ) کے پیچھے نماز پڑھی اور آب زمزم پیا اُس کے تمام گناہوں کو خواہ وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں بخشدیا گیا۔

۲۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان جب بیت اللہ کے طواف کے ارادہ سے (گھر سے) باہر نکلتا ہے خدا کی رحمت میں داخل ہو جاتا ہے اور پھر خدا کی رحمت میں داخل ہو کر وہ جو قدم اُٹھاتا ہے اور زمین پر رکھتا ہے، خداوند تعالیٰ اُس کے ہر قدم پر پانچسو نیکیاں (اُس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتا ہے اور پانچسو بُرائیوں (گناہوں) کو معاف کر دیتا ہے اور پانچسو درجے اُسکے بلند فرما دیتا ہے۔ پھر جب وہ طواف سے فارغ ہو کر مقام (ابراہیمؑ) کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھتا ہے وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے گویا اس کی ماں نے آج اسکو جنا ہے اور اولادِ اسمٰعیلؑ میں سے دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب (اسکے نامۂ اعمال میں) لکھا جاتا ہے (اور کعبہ کے) رکن پر ایک فرشتہ اسکا استقبال کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تو جو کچھ کر چکا ہے وہ معاف کر دیا گیا اب آئندہ (اچھا) کام شروع کر اور اسکے خاندان میں سے ستر آدمیوں کی شفاعت کی جائے گی۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "کعبہ کے گرداگرد ستر ہزار فرشتے رہتے ہیں جو طواف کرنیوالوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

۴۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیت اللہ کا

طواف کرنا خدا تعالیٰ کی رحمت میں شامل ہوتا ہے۔

۵۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے پچاس مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا گویا وہ آج ہی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔

۶۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "آسمانی آبادی میں خدا کے نزدیک بہتر وہ ہیں جو اس کے عرش کا طواف کرتے ہیں اور زمین پر بسنے والوں میں سب سے بہتر لوگ خدا کے نزدیک وہ ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں"

۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "اگر فرشتے کسی سے مصافحہ کرتے ہیں تو غازی سے جو راہِ خدا میں جہاد کرتا ہے۔ والدین کیساتھ اچھا سلوک کرنیوالوں سے اور بیت اللہ الحرام کا طواف کرنیوالے سے مصافحہ کرتے ہیں۔

آثار :۔ ۱۔ حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی مکہ تشریف لاتے تو مکہ میں سب سے بہتر کام طواف بیت اللہ کو خیال فرماتے"۔

۲۔ حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ "جس شخص نے طواف کیا اور پھر مقام (ابراہیمؑ) میں دو رکعت نماز پڑھی (تو اس کا یہ عمل) سابقہ بُرے کاموں کا کفارہ ہوگیا۔

۳۔ امام غزالیؒ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ "روزانہ آفتاب غروب ہونے سے پہلے ابدال میں سے ایک شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اور روزانہ رات گذرنے کے بعد آفتاب طلوع ہونے سے پہلے اوتاد میں سے ایک شخص کعبہ کا طواف کرتا ہے جس روز لوگوں کے طواف کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا

بیت اللہ کو زمین سے اُٹھا لیا جائے گا۔

۴۔ محمد بن فضیل رحؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابنِ طارقؒ کو طواف کرتے دیکھا وہ جوتہ پہنے ہوئے تھے اور جب ہجوم میں سے گذرتے تھے تو لوگ اُن کیلئے راستہ چھوڑ دیتے تھے۔ لوگوں نے انکے طواف کا اندازہ لگایا تو ظاہر ہوا کہ وہ رات دن میں بقدر دس فرسخ کے روزانہ طواف کرتے ہیں۔

بیتُ اللہ کی طرف دیکھنے کا ثواب

بیت اللہ کی طرف دیکھنا بھی موجبِ اجرِ عظیم ہے چنانچہ اسکے متعلق چند حدیثیں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ حضرت حسن بصریؒ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قبلہ کے سامنے محض خدا اور اُسکے رسول کی خوشنودی اور بیت اللہ کی تعظیم کے خیال سے ایک ساعت بیٹھے اس کو اسکا اتنا اجر ملیگا گویا اُس نے حج و عمرہ کیا یا کاروان سرائے قائم کی۔ اور خداوند تعالیٰ کی نظر سب سے پہلے اہلِ حرم پر پڑتی ہے۔ پس جس شخص کو وہ حرم کے اندر نماز پڑھتے دیکھتا ہے اسکو بخش دیتا ہے جسکو قیام کی حالت میں دیکھتا ہے اسکے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور جسکو قبلہ کی طرف مُنھ کئے بیٹھا دیکھتا ہے اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

۲۔ حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالےٰ رات دن میں بیت اللہ پر ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ساٹھ رحمتیں طواف کرنیوالوں پر چالیس نماز پڑھنے

والوں پر اور بیس کعبہ کو دیکھنے والوں پر۔"

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جس شخص نے محض خوشنودیٔ خدا اور تقویتِ ایمان کے لئے بیت اللہ کی طرف دیکھا اسکے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کردئے جائیں گے اور قیامت کے دن اسکا حشر ایمانداروں میں ہوگا۔

ان مقامات کا بیان جہاں حضورؐ نے نماز پڑھی

کعبہ کے اطراف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن جن مقامات پر نماز پڑھی ہے ان میں سے ان چند مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا ثبوت مستند ذرائع سے ملتا ہے۔

۱۔ مقامِ ابراہیم کے پیچھے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں دیگر ارکانِ حج سے فارغ ہوکر مقامِ ابراہیم پر پہنچے اور یہ آیت تلاوت فرمائی:۔ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى پھر آپؐ نے مقامِ ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان رکھ کر دو رکعت نماز پڑھی۔

۲۔ حجرِ اسود کے مقابل مطاف کے کنارہ کے قریب جیسا کہ نسائی میں مطلب بن وداعہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ رکنِ شامی کے قریب اس زمین پر جو حجر سے ملی ہوئی ہے (حدیث) عبداللہ بن السائب در سنن ابو داؤد۔

۴۔ بابِ کعبہ کے قریب (تاریخ ازرقی)

۵۔ اس رکن کے مقابل جو مغربی سمت میں حطیم سے ملا ہوا ہے کسی قدر مغربی سمت میں کہ مسجد حرام کا باب العمرہ پشت پر تھا۔ (مسند احمد و سنن ابو داؤد)

۶۔ کعبہ کے سامنے۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ سے باہر تشریف لائے تو کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا "یہ تمہارا قبلہ ہے"۔

۷۔ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان (اس مقام کا ذکر ابن اسحٰق نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

۸۔ حطیم میں۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور حضورؐ کی گردن میں کپڑا ڈال کر کھینچنا شروع کیا جس سے آپؐ کا دم گھٹنے لگا۔ معاً حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے اور عقبہ کے شانوں کو پکڑ کر دھکیل دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکے ہاتھوں سے بچایا اور فرمایا "کیا تم ایک ایسے شخص کو مار ڈالنا چاہتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ "میرا رب اللہ ہے"۔

محب طبریؒ کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ حضورؐ نے میزاب کے نیچے نماز پڑھی ہو۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہو کہ "اخیار کی جگہ پر نماز پڑھو اور ابرار کی شراب پیو"۔ پوچھا گیا اخیار کے نماز پڑھنے کی کونسی جگہ ہے اور ابرار کی شراب کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ میزاب کے نیچے کی جگہ اور آب زمزم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخیار کے سردار ہیں۔

حطیم کے فضائل

ا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، کہ میں بیت اللہ کے

اندر داخل ہو کر نماز پڑھنے کو بہت پسند کرتی تھی (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو حطیم کے اندر داخل کر کے فرمایا "تم بیت اللہ کے اندر داخل ہونا چاہتی ہو تو اس میں داخل ہو کر نماز پڑھو یہ حصہ بھی بیت اللہ میں داخل ہے"

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حجر یا حطیم کا سارا حصہ بیت اللہ میں شامل ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت بھی کیا تھا کہ کیا حطیم بیت اللہ میں سے ہے۔ آپ نے فرمایا "ہاں" لیکن یہ صحیح ہے کہ حطیم کا صرف چھ یا سات گز کا حصہ بیت اللہ میں شامل ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رض سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مخاطب کر کے فرمایا کہ "اگر عہدِ جاہلیت قریب نہ ہوتا تو میں حطیم میں سے چھ گز کا وہ ٹکڑا جس کو سرمایہ کم ہو جانے کی وجہ سے قریش نے چھوڑ دیا تھا بیت اللہ میں شامل کر دیتا۔"

ایک اور حدیث میں چھ گز زمین کے بجائے سات گز کے ٹکڑے کا ذکر ہے۔ بہر نوع احادیث سے ثابت ہے کہ حطیم کا چھ یا سات گز کا حصہ بیت اللہ کا جزو ہے۔"

۲- روایت ہے کہ حضرت عثمان رض بن عفان ایک روز کہیں سے تشریف لائے اور اپنے دوستوں سے فرمایا۔ "کیا تم مجھ سے یہ دریافت نہ کرو گے کہ میں اس وقت کہاں سے آرہا ہوں" لوگوں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ "میں جنت کے دروازہ پر کھڑا تھا" بعد میں معلوم ہوا کہ آپ میزاب کے نیچے کھڑے

خداوند تعالےٰ سے دعا کرتے رہے تھے۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میزاب کے نیچے دعا کرے گا اس کی دعا قبول ہو جائے گی۔

۴۔ بعض صالحین سے منقول ہے کہ جو شخص میزاب کے نیچے دو رکعت نماز پڑھ کر سجدے میں جائے اور سَو مرتبہ کسی کام کے لئے دعا کرے۔ خداوند تعالیٰ اُس کی دعا قبول فرمائے گا۔

حجر یا حطیم نہایت مقدس جگہ ہے جس میں حضرت اسمٰعیل اور انکی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کی قبریں ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انتقال کے وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر ایک سو سینتیس سال کی تھی۔

حطیم ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے جسکا عرض و طول کعبہ کی اس دیوار سے جس میں میزاب لگا ہوا ہے سامنے والی دیوار حطیم تک پندرہ گز اور دونوں دروازوں کے درمیان سترہ گز ہے حطیم گویا کعبہ کا ایک صحن ہے جس کے اندر پتھر کا فرش ہے اور قوس نما ایک دیوار جو نصف دائرہ کی شکل میں ہے، اسکو احاطہ کئے ہوئے ہے۔

حطیم کے اندر جتنا حصہ بیت اللہ کا شامل ہے یعنی چھ یا سات گز وہ بیت اللہ ہی کا حکم رکھتا ہے اور اسکے اندر نماز پڑھنا بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنے کے برابر ہے۔

مکہ معظمہ کے فضائل

مکہ معظمہ کے فضائل میں بہت سی آیتیں اور احادیث و آثار پائے جاتے ہیں جن میں سے چند یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

آیات۔ خداوند تعالےٰ نے اپنے کلامِ پاک میں فرمایا ہے :-

۱- رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا۔ اے رب اس شہر (مکہ) کو امن کی جگہ بنا۔ (سورۂ بقر رکوع ۱۵)

علامہ نسفیؒ نے لکھا ہے کہ آمن سے مُراد اس آیت میں امن والی جگہ ہے یا اس شخص کا مامون ہونا ہے جو وہاں رہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے اللہ اس شہر یا اس جگہ کو با امن شہر اور با امن جگہ بنا۔

۲- رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا اے اللہ اس شہر کو جائے امن بنا۔ (سورۂ ابراہیم)

۳- وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً۔ اور اللہ نے مثال سُنائی کہ ایک گاؤں (یعنی مکہ) امن چین میں تھا۔

علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ خدا نے مکہ کو دوسرے شہروں کے لئے مثال بنایا۔ یعنی باوجود اس امر کے کہ اس شہر میں بیت اللہ تھا اور مسجد حرام کی عمارت لیکن جب اسکے باشندوں نے خدا کی نافرمانی کی تو ان کو قحط کے عذاب میں مبتلا کیا گیا جب اس شہر کے ساتھ یہ سلوک روا رکھا گیا تو دوسرے شہروں کا تو ذکر کیا ہے۔

۴- اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا۔ مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب کو پُوجوں جس نے اُس کو حُرمت دی ہے۔

مفسّرین کا بیان ہے کہ اس آیت میں خداوند تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر حکم دیتا ہے کہ اے محمدؐ تم اس طرح کہو کہ مجھ کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اُس اللہ کو اپنی عبادت اور توحید کے لئے مخصوص

کر لوں جو اس شہر (یعنی مکہ مشرفہ) کا رب ہے۔

آیت میں مکہ کا رب ہونا بیان کیا گیا ہے حالانکہ خدا ساری کائنات کا رب ہے۔ اس تخصیص کی وجہ صرف یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک مکہ سب سے بہتر اور پسندیدہ شہر ہے اسلئے کہ اس میں بیت اللہ ہے اور پھر وہ وحیٔ الٰہی کے نزول کی جگہ ہے۔

احادیث ۱۔ حضرت رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ زمین پر سب سے بہتر اور خدا کے نزدیک محبوب ترین شہر مکّہ ہے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مکّہ میں وفات پائے اُس نے گویا آسمانِ دنیا میں وفات پائی۔

۳۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مکہ میں جو شخص ایک روز بیمار رہے اُسکے بدلہ میں اتنا عمل صالح اسکے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے گویا اُس نے مکہ کے سوا کسی دوسرے شہر میں ساٹھ سال عبادت کی ہے۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "مکّہ میں قیام کرنا موجبِ سعادت ہے، اور مکّے سے نکلنا موجب شقاوت ہے"

دوسرے شہروں سے مکہ کیوں بہتر ہے علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مکہ مدینہ شرف و عظمت کے اعتبار سے دنیا کے تمام مقامات سے بہتر ہیں۔ اور ان کے بعد بیت المقدس کا درجہ ہے پھر جمہور علماء و ائمہ کا خیال یہ ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے اسلئے کہ انبیاء و رسل میں سے تمام مشہور و مقتدر اشخاص مکہ مکرمہ میں پیدا

ہوئے یا یہاں آکر انھوں نے تبلیغ و ہدایت کا کام شروع کیا۔ منجملہ انکے حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ اور حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان دونوں پیغمبروں کے لئے خداوند تعالےٰ نے بہترین شہر (مکہ) کو انتخاب کیا اور پھر اس شہر کو اپنی مخلوق کیلئے عبادت و نسک کی جگہ قرار دیا اور حکم دیا کہ مسلمان دور و دراز مقامات سے مکہ میں آئیں خضوع و خشوع سے اپنے آپکو ذلیل و خوار سمجھ کر ننگے سر ننگے پاؤں اور دنیاوی لباس اور زیب و زینت سے بیگانہ ہوکر دو چادروں میں لپٹے ہوئے احرام کی حالت میں داخل ہوں۔

احرام کیا ہے عاشقانِ رب بیت اللہ کا خالص لباس دیوانگی کی برہنگی اور یہ لباس صرف اسلیئے وضع کیا گیا ہے تاکہ دنیاوی بادشاہوں اور خداوند بزرگ و برتر کے درباروں کی شان انتہائی فرق پیدا ہو جائے۔ دنیا کے بادشاہوں کے درباروں میں لوگ لباس فاخرہ زیب تن کر کے جاتے ہیں اور معمولی لباس دربار کی توہین سمجھا جاتا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے اپنے دربار میں داخل ہونیکا لباس بے مایہ فقیروں، دنیا و مافیہا سے بیگانہ دیوانوں کا سا لباس مقرر کیا ہے۔ پھر دنیا کے بادشاہوں کی خدمت میں جو چیز ہدیہ میں پیش کی جائے اگر وہ ایسی نایاب اور قیمتی ہو جو انکے خزانہ میں موجود نہ ہو تو اس ہدیہ کی غیر معمولی قدر ہوتی ہے لیکن خدا کے خزانوں میں سب کچھ موجود ہے وہاں کیا پیش کیا جا سکتا ہے۔ ہاں صرف ایک چیز اور وہ چیز ایسی ہے جو اسکے خزانوں میں موجود نہیں۔ وہ کیا ہے فقر اور بے مائگی اسلیئے عاشقانِ ربّ البیت فقیر بنکر آتے ہیں اور اپنی فقیرانہ صورت کو

ذریعۂ رحمت خداوندی بناتے ہیں۔

ابو سلمہ رضؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن عدی رضؓ نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ پر سوار مقام حزورہ میں کھڑے دیکھا آپ فرما رہے تھے کہ خدا کی قسم! اے زمینِ مکہ تو خدا کی زمین میں سب سے بہتر اور خدا کے نزدیک محبوب ترین جگہ ہے اور اگر مجھ کو یہاں سے نکالا نہ جاتا تو میں یہاں سے نہ نکلتا۔

حرم اور مسجدِ حرام کی حرمت و فضیلت

حرم مکہ جسکا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں آیا ہے۔

اَوَلَمۡ نُمَكِّنۡ لَّهُمۡ حَرَمًا اٰمِنًا۔ کیا ہم نے انکو امن کے مکان میں جگہ نہیں دی

حرم وہ علاقہ ہے جو مکہ کے چاروں طرف سے محیط ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اس محدود علاقہ کو بھی فضیلت میں مکہ کے برابر ہی قرار دیا ہے۔ اب رہا یہ کہ اس محدود علاقہ ہی کو حرم کیوں قرار دیا گیا اسکے متعلق چند اقوال ہیں۔

۱۔ بعض کا بیان ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے زمین پر آئے تو باشندگانِ زمین سے ان کے دل میں خوف پیدا ہوا اسوقت زمین پر فقط جن اور شیاطین کی آبادی تھی۔ خداوند تعالےٰ نے انکی حفاظت و نگہبانی کے لئے فرشتوں کو بھیجا۔ پھر فرشتے ان مقامات پر کھڑے ہو گئے جہاں آج کل حدودِ حرم کے نشان لگے ہوئے ہیں۔ پس اس سارے علاقہ کو جو فرشتوں اور آدم علیہ السلام کے درمیان تھا حرم بنا دیا گیا۔

۲۔ بعض کہتے ہیں کہ کعبہ کی تعمیر کے بعد جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حجرِ اسود کو کعبہ میں نصب کیا تو اس کی چمک سے دائیں بائیں اور شرق و غرب میں روشنی ہو گئی۔ خداوند تعالیٰ نے اس سارے علاقہ کو جہاں تک حجرِ اسود کی روشنی پہنچی تھی حرم قرار دے دیا۔

۳۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے جس وقت بیت اللہ کو آدم علیہ السلام کی طرف اتارا ہے اسوقت وہ سُرخ یاقوت کا تھا۔ اس سے شعلے نکل رہے تھے اور اس میں شرقی و غربی سمتوں میں دو دروازے تھے۔ اسکی روشنی سے شرق و غرب روشن ہو گئے۔ ساکنانِ ارض نے اس چمک کو دیکھا تو گھبرا گئے اور فضائے آسمانی میں چاروں طرف دیکھنے لگے۔ جب اُنھوں نے روشنی کا مرکز مکہ کو پایا اُدھر روانہ ہوئے۔ خداوند تعالیٰ نے فرشتوں کو روانہ کیا اور وہ حدودِ حرم پر کھڑے ہو گئے اور انکو آگے بڑھنے سے روک دیا اور اسی وقت سے اس علاقہ کا نام حرم ہو گیا۔

حرم کے فضائل و آداب

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام حرم میں پیدل اور ننگے پاؤں داخل ہوتے تھے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ "قوم ثمود نے جب اپنے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے تو اُن پر چیخ کی صورت میں عذابِ الٰہی نازل ہوا اور چیخ سے سارے لوگ مر گئے۔ صرف ایک شخص بچا وہ اسوقت حرم کے اندر تھا۔ حرم نے اسکو عذابِ الٰہی سے محفوظ رکھا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ

وہ کون تھا۔ آپ نے فرمایا۔" اسکا نام ابو رغال تھا جو قبیلہ ثقیف کا جد امجد تھا
پھر جب وہ حرم سے باہر نکلا تو اسکا بھی وہی حشر ہوا جو اسکی قوم کا ہوا تھا۔

شیخ ابو عمرو الزجاجیؒ مشہور شیخ صوفیہ سے منقول ہے کہ وہ چالیس سال تک مکہ میں اقامت پذیر رہے لیکن اس عرصہ میں ایک مرتبہ بھی انھوں نے حرم کے اندر بول و براز نہیں کیا۔

حرم کے آداب و خصائص بے شمار ہیں جن میں سے چند ضروری درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حرم کے اندر بغیر احرام کے داخل نہ ہو۔ اب رہا یہ سوال کہ واجب ہے یا مستحب۔ اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ ہمارے حنفی مذہب میں حرم میں داخل ہونے کے لئے احرام واجب ہے۔

۲۔ حرم کے اندر کسی جانور کا شکار کرنا تمام لوگوں کیلئے ممنوع ہے خواہ وہ حرم کے باشندے ہوں یا غیر حرم کے اور خواہ وہ محرم ہوں یا غیر محرم۔

۳۔ حرم کے درخت اور گھاس کا کاٹنا بھی ممنوع ہے۔

۴۔ غیر مسلم کا حرم کے اندر داخل ہونا ممنوع ہے۔ خواہ وہ حرم میں اقامت کی غرض سے داخل ہو خواہ حرم کے اندر سے راستہ طے کر کے باہر جانا چاہتا

۵۔ حرم کے اندر کسی کی گری پڑی چیز کا سوائے اس کے مالک کے کسی دوسرے کو اٹھانا ممنوع ہے۔

۶۔ حرم کے اندر مشرک کی نعش کو دفن کرنا حرام ہے۔ اگر کسی نے دفن کردیا تو جب تک اسکے گل سڑ جانے کا یقین نہ ہو قبر سے اسکا نکال لینا اور

حرم سے باہر لے جانا ضروری ہے۔

۷۔ حرم کے پتھروں اور مٹی کا حرم کے باہر لیجانا ممنوع ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کا تھوڑی یا زیادہ مقدار میں لیجانا دونوں طرح ممنوع ہے ہمارے (حنفی) مذہب میں اتنی تھوڑی مقدار ممنوع نہیں جس سے حرم کی کسی چیز کو نقصان نہ پہنچے یعنی معمولی مقدار میں تبرکاً لے جانا جائز ہے۔

۸۔ اگر کسی شخص نے مکہ یا کعبہ جانے کا ارادہ کر لیا ہو تو اسکو حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جانا ضروری ہے۔ برخلاف دوسری مساجد کے کہ وہاں جانے کی نذر ماننے سے جانا ضروری نہیں ہے۔ البتہ مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ جانے کی نذر میں بعض علماء کے نزدیک نذر پوری کرنا اور وہاں جانا بھی ضروری ہے۔

۹۔ حرم میں ہر قسم کی عبادت کا ثواب دوگنا ملتا ہے۔ اور اسی طرح بعض علماء کے نزدیک گناہوں کا بارِ گناہ کرنیوالے کی گردن پر دوگنا ہوتا ہے۔

۱۰۔ حرم میں مقیم شخص کو حرم کے اندر ہی سے حج کا احرام باندھنا چاہیئے حرم کے باہر سے احرام باندھنا اس کے لئے ممنوع ہے۔

۱۱۔ اسلامی دنیا کی کسی ایک جماعت پر فرض ہے کہ وہ فریضۂ حج کو ہر سال ادا کرے یعنی کوئی سال ایسا نہ گذرے کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت حج کے لئے کعبہ میں حاضر نہ ہو۔

۱۲۔ اگر حرم کے باشندوں کی کوئی جماعت باغی ہو جائے تو علماء کے نزدیک حرم کے اندر اس سے مقاتلہ ممنوع ہے البتہ اسپر دباؤ ڈالکر اطاعت میں لایا جا سکتا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کفار حرم کے اندر پناہ گزیں

ہوجائیں تو ان سے بھی مقاتلہ ناجائز ہے لیکن اکثر علماء کی رائے ہے کہ خداوند تعالےٰ کے حق کو پیشِ نظر رکھکر کفار اور باغیوں سے مقاتلہ جائز ہے۔

۱۳۔ حرم کے پتھروں اور ڈھیلوں سے استنجا کرنا حرمت کے خلاف ہے اسلئے بہتر یہ ہے کہ حرم کے پتھر استنجا میں استعمال نہ کرے۔

۱۴۔ بلا ضرورت حرم میں اسلحہ باندھنا خلافِ ادب ہے۔

۱۵۔ طوافِ وداع کے بعد مکہ میں تین روز سے زیادہ ٹھہرنا خلافِ ادب ہے۔

۱۶۔ طاعون اور دجال مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہ ہونگے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے بعض علماء کا بیان ہے کہ طاعون سے مراد عالمگیر طاعون ہے۔

اہلِ مکہ کے فضل و احترام کا بیان

اہلِ مکہ کے فضائل میں بیشمار احادیث پائی جاتی ہیں جن میں سے چند حدیثیں ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت ابنِ عباس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مکہ کا مقبرہ[۱] بہترین مقبرہ ہے۔

۲۔ حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے مقبرہ میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ خداوند تعالیٰ اس مقام سے ستر ہزار لوگوں کو اٹھائیگا جو بے حساب جنت میں داخل ہونگے اور انکے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہونگے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپکا یہ ارشاد مبارک سُنکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے فرمایا۔ غرباء اس سے مراد غریب الوطن ہیں جو

۱۔ یعنی قبرستان جسے جنت المعلیٰ کہتے ہیں۔

وہ حرم میں مدفون ہیں اسلیئے وہ اہلِ حرم میں شمار کیئے جائیں گے۔

۳۔ حضرت سرورِ کائنات صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے خداوند تعالےٰ سے اہلِ بقیع (قبرستان بقیع[1] کے مدفون) کے انجام کی نسبت دریافت فرمایا خداوند تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلعم تم نے مجھ سے اپنے ہمسایوں کیلیئے دریافت کیا میرے ہمسایوں کی نسبت نہ پوچھا (کہ ان کا انجام کیا ہوگا) مطلب یہ ہے کہ قبرستان مدینہ کے مدفون کے لئے جب جنت ہے تو اہل مکہ کے لئے کچھ اس سے زیادہ ہی ہوگا وہ تو خدا کے ہمسایہ ہیں۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے عتاب رض بن اسید کو (مکہ کا) حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا "تم جانتے ہو کہ میں کن لوگوں پر تم کو (حاکم بنا کر) بھیج رہا ہوں میں اہل اللہ پر تم کو حاکم بنا کر بھیج رہا ہوں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

چاہِ زمزم کا بیان

چاہِ زمزم حضرت اسمٰعیل ع کی طرف منسوب ہے اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت اسمٰعیل ع اور اُنکی والدہ حضرت ہاجرہ ع کو شام سے لیکر مکہ آئے اسوقت حضرت اسمٰعیل ع کی عمر بہت چھوٹی تھی یعنی وہ دودھ پیتے بچے تھے حضرت ابراہیم ع نے دونو کو ایک بڑے درخت کے نیچے لاکر اُتار دیا پانی کی ایک مشک اور کھجوروں کی ایک تھیلی جو وہ اپنے ہمراہ لائے تھے اُنکے پاس رکھ دی اس زمانہ میں نہ تو مکہ کی زمین پر کوئی آدمی بستا تھا اور نہ وہاں پانی تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ ع اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

---

[1] یہ مدینہ میں قبرستان ہے۔

کو اس جگہ چھوڑ کر شام کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت ہاجرہؑ نے ان کو جاتے دیکھا تو کہا "ابراہیمؑ ہم کو ایسی وادی میں جہاں کوئی انیس اور ہمدرد نہیں۔ چھوڑ کر کہاں چلے؟" حضرت ہاجرہؑ نے کئی مرتبہ یہ الفاظ کہے لیکن حضرت ابراہیمؑ نے ان کی طرف توجہ نہ کی۔ حضرت ہاجرہؑ اُٹھیں اور انکے پیچھے روانہ ہوئیں اور پوچھا "ابراہیمؑ کیا خداوند تعالےٰ نے تمکو اسکا حکم دیا ہے؟" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا "ہاں میرا یہ فعل خدا کے حکم سے ہے" حضرت ہاجرہؑ نے کہا "تب تو خداوند تعالیٰ ہم کو ضائع نہ کریگا" یہ کہکر حضرت ہاجرہؑ واپس چلی آئیں اور حضرت ابراہیمؑ شام کی طرف روانہ ہو گئے تھوڑی دور پہنچکر جب حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ انکی بیوی ہاجرہؑ اور بچہ اسمٰعیلؑ نظروں سے غائب ہو گئے تو وہ کھڑے ہو گئے کعبہ کی جانب رُخ کیا اور دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ ط

اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں۔ اے ہمارے رب یہ میں نے اسلئے کیا تاکہ وہ نماز کو قائم رکھیں تو ایسا کر کہ لوگوں میں سے بعض کے دل انکی طرف مائل ہوں اور انھیں میووں سے روزی دے شاید وہ شکر کریں۔

اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ شام کو تشریف لے گئے۔ حضرت ہاجرہؑ

حضرت ابراہیمؑ کے چلے جانے کے بعد درخت کے نیچے رہنے لگیں۔ خود کھجوریں کھاتیں اور پانی پیتیں اور بچہ کو دودھ پلاتیں۔ یہاں تک کہ پانی ختم ہوگیا اور پیاس سے انکی اور انکے بچہؑ کی بری حالت ہوگئی۔ جب بچہ پیاس سے تڑپنے لگا اور بل کھانے لگا تو حضرت ہاجرہؓ نے بچہؑ کے سامنے سے ٹل جانا مناسب سمجھا تاکہ اُسکی بیچینی اور اضطراب یا دم توڑنے کی حالت کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکیں۔ چنانچہ وہ قریب کی پہاڑی پر چلی گئیں جسکا نام صفا تھا اور پہاڑ پر چڑھ کر ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا۔ پھر وادی میں اتریں اور تیزی سے وادی کو طے کر کے مروہ پہاڑ پر پہنچیں اور ہر طرف نظر دوڑا کر دیکھا لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ اسی طرح صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ آئی گئیں۔ ان کا یہ فعل خدا کو پسند آیا اور حج کے ارکان میں سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ضروری قرار دیا گیا۔

آخری مرتبہ جب وہ مروہ پہاڑ پر کھڑی چاروں طرف دیکھ رہی تھیں وادی میں کوئی شخص نہ تھا کہ یکایک آواز سُنائی دی اور آپ نے کہا "میں نے آواز کو سن لیا ہے اگر کوئی مددگار ہو تو مدد کو آئے"۔ معاً آپ نے ایک فرشتہ (حضرت جبرئیل) کو چاہِ زمزم کے مقام پر دیکھا کہ اُس نے زمین پر پیر مارے اور زمین سے پانی اُبلنے لگا۔ یہ دیکھکر حضرت ہاجرہؓ پانی کی طرف دوڑیں اور اس خوف سے کہ پانی بہہ کر ضائع نہ ہو جائے چشمہ کے چاروں طرف مٹی لگا دی پھر دونوں ہاتھوں کا چلّو بنا کر ان سے مشک میں پانی بھر لیا۔ آپ ادھر چلّو سے پانی اُٹھاتی تھیں اور ادھر چشمہ سے پانی برابر نکل رہا تھا۔

جب مشک بھر چکیں تو اپنے بچے کو پانی پلایا اور خود بھی پیا۔ حضرت جبرئیل نے آپکو مخاطب کر کے فرمایا ہاجرہؑ ہلاکت کا خوف مت کرو۔ اس مقام پر خدا کا گھر ہے جس کو یہ لڑکا (اسمٰعیلؑ) اور اسکا باپ (حضرت ابراہیمؑ) اپنے ہاتھوں سے تعمیر کرینگے اور خدا اس بچہ کے اہل کو ضائع نہ کریگا۔

اسکے بعد حضرت ہاجرہؑ نے زمزم کے قریب مستقل سکونت اختیار کر لی یہاں تک کہ قبیلہ جرہم کا قافلہ شام جاتا ہوا ادھر سے گذرا اور دیکھا کہ جبلِ ابو قبیس کے اطراف میں پرندے پرواز کر رہے ہیں۔ ان پرندوں کو دیکھکر قبیلہ کے لوگوں نے کہا کہ یہاں قریب ہی پانی ہوگا۔ کیونکہ یہ پرندے پانی کے قریب ہی پرواز کرتے ہیں۔ اس زمانے میں سب کو معلوم تھا کہ یہ جگہ پانی سے خالی ہے اسلئے سب کو تعجب ہوا۔ آخر انھوں نے ایک آدمی کو تحقیق کے لئے روانہ کیا۔ اور وہ تلاش کرتے کرتے پانی پر پہنچ گیا اور قافلہ کو جاکر خبر دی۔ قافلہ وہاں سے چل کر زمزم کے پاس آیا اور حضرت ہاجرہؑ سے جو زمزم کے قریب مسکن گزیں تھیں عرض کیا کہ "کیا آپ ہمکو یہاں قیام کی اجازت دے سکتی ہیں؟" حضرت ہاجرہؑ نے فرمایا "ہاں تم یہاں ٹھیر سکتے ہو لیکن اس چشمہ پر ملکیت کا کوئی حق تمکو حاصل نہ ہوگا۔" قافلہ نے اِس بات کو قبول کیا اور وہاں قیام اختیار کیا۔ کچھ دنوں بعد ان لوگوں نے اپنے اہل وعیال کو بھی بلا لیا اور مکان بنا لئے۔ مکہ معظمہ کی یہی پہلی آبادی تھی۔

کچھ عرصہ بعد حضرت اسمٰعیلؑ جوان ہو گئے اور عربی زبان سیکھ لی۔ آپکی مادری زبان عبرانی تھی اور قافلہ کے لوگوں کی زبان عربی۔ چونکہ حضرت اسمٰعیلؑ

انھیں لوگوں میں رہتے تھے اسلئے عربی زبان وہ جلد سیکھ گئے۔

حضرت اسمٰعیلؑ کے جوان ہو جانے پر قبیلہ کے لوگوں نے اپنی ایک لڑکی کی شادی اُن سے کر دی۔ بیٹے کی شادی کے بعد حضرت ہاجرہؑ نے نوّے سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور مقامِ حجر میں دفن کی گئیں۔

چاہِ زمزم عرصہ تک اسی حالت میں رہا۔ یہاں تک کہ قبیلۂ جرہم جب مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر جانے لگا تو اُس نے قریش کے مشہور بتوں "الیساف" اور "نائلہ" کے درمیان زمزم کو بند کر دیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ پانی کی رَو یا سیل نے زمزم کو بند کر کے اُسکا نام و نشان مٹا دیا۔ عرصہ تک یہی حالت رہی آخر عبدالمطلب نے تحقیق کر کے زمزم کی جگہ کو معلوم کیا اور دوبارہ اسکو کھود کر تعمیر کیا۔ عبدالمطلب نے اپنی عمر میں دو بڑے کام کئے تھے ایک تو اصحابِ فیل کو تباہ کرنا اور دوسرا چاہِ زمزم کو کھودنا۔

آبِ زمزم کی برکت و فضیلت

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف (سات پھیرے) کرے اور مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے اور زمزم کا پانی پیئے اُس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں خواہ کتنے ہی ہوں۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ چاہِ زمزم پر تشریف لائے لوگوں نے ڈول میں بھر کر پانی آپؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؐ نے ڈول سے پانی پیا۔ پھر ڈول کے بچے ہوئے پانی میں سے کلی فرمائی اور اسکے بعد پانی کو کنویں کے اندر ڈال دیا۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ کنویں سے کھینچ کر عباسؓ بن عبدالمطلب نے آپ کی خدمت میں پانی پیش کیا تھا۔

۳- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمزم پانی ہر غرض کے لئے ہے یعنی جس مطلب سے اسکو پیا جائے وہ حاصل ہو جاتا ہے۔

۴- آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو کوئی تحفہ یا ہدیہ دینا چاہے تو اسکو چاہیئے کہ وہ زمزم کا پانی پلائے۔

۵- یمن کے مشہور عالم ابوبکر عمر الشیبی کو استسقاء ہو گیا تھا۔ جب مرض نے شدت اختیار کی اور تکلیف بڑھ گئی تو وہ طبیب کے پاس گئے طبیب نے اُن کو دیکھکر منہ پھیر لیا اور اپنے دوستوں سے کہا کہ "یہ شخص تین دن سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔" آپ یہ سنکر بہت دل گرفتہ ہوئے اور معاً قلب میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شفا کی نیت سے زمزم کا پانی استعمال کیا جائے۔ چنانچہ آپ چاہِ زمزم پر پہونچے اور خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ پانی پیتے ہی پیٹ میں انقطاع شروع ہوا اور خوب دست آئے۔ دست شروع ہوتے ہی آپ نے اور پانی پیا یہاں تک کہ تمام مواد صاف ہو گیا اور بالکل شفا ہو گئی۔

۶- قاضی جمال بن عبداللہ ظہیر مشہور شافعی عالم اپنی کتاب جواہر مکنونہ میں لکھتے ہیں کہ چاہِ زمزم کے قریب دعا قبول ہوتی ہے یعنی چاہِ زمزم اُن مقامات میں سے ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔

آبِ زمزم کے خواص

علماء نے آبِ زمزم کے یہ خواص لکھے ہیں:-

(۱) بخار کو دفع کر دیتا ہے۔ حدیث میں بھی آیا ہے کہ آبِ زمزم بخار کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

(۲) دردِ سر کیلئے نافع ہے اور فوراً درد کو دور کرتا ہے۔

(۳) آبِ زمزم دنیا بھر کے پانیوں سے زیادہ سُبک اور زیادہ وزنی ہے۔

(۴) آبِ زمزم کو دیکھنے سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔

(۵) فاکہی سے منقول ہے کہ مکہ کا ایک سن رسیدہ شخص بلادِ روم میں پکڑا گیا اور قیدی بنا لیا گیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کیا تو ہرمہ جبرئیل سے واقف ہے۔ قیدی نے کہا ہاں۔ بادشاہ نے پوچھا کیا تو برہ کو جانتا ہے۔ قیدی نے کہا ہاں آج کل اُسے زمزم کہتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو شخص زمزم کے پانی کے تین چلو سر پر ڈال لیگا وہ کبھی ذلیل نہ ہوگا (اس کی تائید آنحضرت صلعم کے قول سے بھی ہو جاتی ہے)

(۶) شیخ وصی مغربی نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی وجہ سے پانی نقصان یا تکلیف پہنچاتا ہو وہ پانی کو مخاطب کر کے یہ الفاظ کہے: "اے پانی زمزم کا پانی تجھے سلام کہتا ہے۔ پھر وہ پانی ضرر نہ پہنچائے گا۔

(۷) قلب کو قوت دیتا ہے اور اضطراب و خوف کو دور کرتا ہے چنانچہ حافظ زین العابدین عراقی لکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کو آبِ زمزم سے دھونے میں غالباً یہی مصلحت تھی کہ آپکا دل فرشتوں اور غیر محسوس اشیاء و اشخاص کو دیکھ کر مرعوب نہ ہو۔

آبِ زمزم پینے کے آداب

علماء کہتے ہیں کہ جو شخص زمزم کو پینے کا ارادہ کرے اسکو چاہیئے کہ وہ پانی کے برتن کو داہنے ہاتھ میں لے اور یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ بَلَغَنِیْ مِنْ نَبِیِّکَ ۔ اے اللہ تیرے نبی صلعم سے مجھکو یہ بات پہنچی ہے

أَنَّهُ قَالَ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ اَللّٰهُمَّ اَشْرِبُهُ لِكَذَا۔ کہ زمزم کا پانی ہر اُس غرض کیلئے ہے جس کیلئے اسکو پیا جائے اے اللہ میں اسکو اس غرض سے پیتا ہوں

اتنا پڑھکر اپنی غرض کو بیان کرے اور پھر تین سانس میں پانی کو پیئے اور تینوں سانس کے بعد بسم اللہ کہے اور جب پانی پی چکے تو خدا کی حمد بیان کرے۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ جب کوئی زمزم کا پانی پیئے تو یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اے اللہ میں تجھ سے علم نافع رزق واسع اور ہر مرض سے شفا کا طالب ہوں۔

مشہور محدث حاکمؒ کہتے ہیں کہ اس دعا میں یہ الفاظ بھی شامل کر لئے جائیں تو بہتر ہے:۔

وَقَلْبًا خَاشِعًا وَّذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اور قلب خاشع اور اچھی اولاد عطا فرما۔

مکہ مکرمہ کی مساجد کا بیان

مکہ مکرمہ کے اندر اور اطراف میں بیشمار مساجد ہیں جنکا مورخین نے ذکر کیا ہے ان میں سے اکثر مساجد کا اب نام و نشان نہیں بعض مشہور مساجد کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

مسجد خیف: منیٰ میں یہ مسجد مشہور ہے۔ اسکی عظمت و فضیلت میں کثرت سے احادیث اور آثار وارد ہیں۔ رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسجد خیف میں ستر انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے جن میں سے ایک حضرت موسیٰؑ ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلعم نے ارشاد فرمایا کہ مسجد خیف میں ستر انبیاءؑ کی قبریں ہیں۔ مسجد خیف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ نماز پڑھی

تھی اسکی نسبت ازرقی نے لکھا ہے کہ منارہ مسجد کے سامنے جو پتھر نصب ہیں اس مقام پر آنحضرت صلعم نے نماز پڑھی تھی۔ منارہ سے مراد وہ چھوٹا منارہ ہے جو وسطِ مسجد میں قبہ کی دیوار سے ملا ہوا ہے اور قبہ کے اندر جو محراب ہے، وہ وہی جگہ ہے جسکو پتھروں کی جگہ کہا جاتا ہے اور آنحضرت ؐ نے اس جگہ نماز پڑھی ہے۔

مسجد التّصیب:۔ مسجد خیف کے اوپر پہاڑی کی ایک گھاٹی میں یہ واقع ہے۔ ازرقی کا بیان ہے کہ اس مسجد کے اندر ایک غار ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان ہے چنانچہ ابن جبیر رضؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم ؐ اس غار میں سایہ کی غرض سے تشریف فرما ہوئے تو سر مبارک پتھر سے مس ہوا۔ چنانچہ پتھر نرم ہو گیا اور آپ کے سرِ مبارک کے دَور کے موافق اس میں نشان ہو گیا۔

اس غار کو غارِ مرسلات بھی کہا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابنِ مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ منٰی کے ایک غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ سورۂ والمرسلات نازل ہوئی۔ حضور اقدس ؐ اسکی تلاوت فرما رہے تھے اور میں آپ کے الفاظ کی تکرار کر رہا تھا اور آپ کا دہنِ مبارک ان الفاظ سے حلاوت حاصل کر رہا تھا کہ اچانک ایک سانپ نے ہم پر حملہ کرنا چاہا، حضور اقدس ؐ نے ارشاد فرمایا "اسکو مار ڈالو" ہم نے اس کا تعاقب کیا لیکن وہ بھاگ گیا۔ اس پر نبی کریم ؐ نے ارشاد فرمایا "وہ تمھاری شر سے محفوظ رہا جیسا کہ تم اس کی شر سے محفوظ رہے"۔

مسجد نحر:۔ یہ مسجد بھی منٰی کے اندر جمرۂ اولٰی اور جمرۂ وسطٰی کے درمیان عرفات کے

راستہ پر واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی اور پھر اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا۔

مسجد بیعت :۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کی موجودگی میں انصار سے بیعت لی تھی۔ یہ مسجد عقبیٰ کے قریب مکہ مکرمہ کی جانب ہے۔

مسجد جعرانہ :۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں فتح مکّہ کے بعد طائف سے واپسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ مقامِ احرام کی نسبت واقدیؒ اور ارزقیؒ کا بیان ہے کہ وہ وُہ جگہ ہے جو وادی کی پُشت پر علاوہ قصوی کے قریب ہے، جہاں ایک پتھر بھی نصب ہے، مورخ جندیؒ نے یوسفؒ بن مالک سے روایت کیا ہے کہ مقام جعرانہ سے تین سو نبیوں نے احرام باندھا ہے۔ ارزقیؒ کہتے ہیں کہ جعرانہ کے اطراف میں کسی جگہ نہایت شیریں پانی ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر نیزہ نصب فرمایا تھا جس سے یہ پانی جاری ہوا۔

مسجد فتح :۔ یہ مسجد وادی نہر کے قریب واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر نماز پڑھی تھی۔

مسجد تنعیم :۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

مکہ مکرّمہ اور حرم کے پہاڑوں کا بیان

مکہ مکرمہ اور حرم محترم میں متعدد پہاڑ ہیں جن کا اجمالی حال بیان

کیا جاتا ہے۔

جبل ابو قبیس:۔ یہ مشہور پہاڑ ہے۔ وہب بن منبہؓ سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر جبل ابو قبیس کے اس غار میں ہے جسکو "غار کنز" کہتے ہیں۔ طوفان کے زمانے میں حضرت نوح علیہ السلام نے قبر سے نعش کو نکال لیا تھا اور تابوت میں رکھکر اپنی کشتی پر لے گئے تھے، پھر جب طوفان فرو ہو گیا تو آپ نے دوبارہ نعش کو غار میں دفن کر دیا۔ واللہ اعلم۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر مسجد خیف میں ہے اور بعض کا خیال ہے کہ آپ کی قبر بیت المقدس میں ہے اور بعض ہندوستان میں بتلاتے ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ نے حافظ ذہبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت حواؑ اور حضرت شیثؑ کی قبریں جبل ابو قبیس ہی میں ہیں۔

جبلِ ابو قبیس کے فضائل

(۱) ایام جاہلیت میں جبلِ ابو قبیس کو "امین" کہا جاتا تھا اسلئے کہ طوفان کے زمانہ میں حجرِ اسود کو اس میں امانت کے طور پر رکھا گیا تھا۔

(۲) حضرت ابن عباسؓ اور حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ جبلِ ابو قبیس دنیا میں سب سے پہلا پہاڑ ہے جو زمین کے اوپر نظر آیا۔

(۳) فاکہی کا بیان ہے کہ جبل ابو قبیس میں جو دعا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے۔

(۴) معجزۂ شق القمر اسی پہاڑ پر ہوا تھا۔

(۵) بعض علماء سے منقول ہے کہ جبل ابو قبیس مکہ مکرمہ کے تمام پہاڑوں سے افضل ہے اسلئے کہ بیت اللہ سے قریب تر پہاڑ یہی ہے۔

جبلِ خندمہ:۔ مشہور بلند پہاڑ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس پہاڑ کے اندر ستر نبیوں کی قبریں ہیں۔

جبلِ حرا:۔ مشہور پہاڑ ہے جس کا دوسرا نام جبلِ نور ہے۔ اس پہاڑ کے غار میں جو بلندی پر واقع ہے۔ نبی کریم ؐ نے مدتوں عبادت کی ہے۔ حضور اکرم ؐ ہر سال ایک مہینہ کیلئے تشریف لاتے اور اس غار میں عبادت کیا کرتے تھے، اور یہیں آپکو رسالت اور نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔

جبلِ ثور:۔ یہ پہاڑ زیر مکہ دو یا تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بلندی تقریباً ایک میل ہے۔ یہی وہ پہاڑ ہے جس میں آنحضرت ؐ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ہجرت کے وقت مشرکین مکہ کے خوف سے پناہ لی تھی اور جسکا ذکر اس آیت میں ہے:۔ "ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ" جبلِ ثور کے غار میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ تشریف فرما ہوئے تو مکڑی نے اُسکے مُنھ پر جالا تن دیا تھا اور کفارِ مکہ جالا دیکھ کر واپس چلے گئے تھے۔ اُس غار میں دو دروازے ہیں، پہلے ایک دروازہ کشادہ اور دوسرا تنگ تھا، پھر اس تنگ دروازے کو بھی کشادہ کردیا گیا تاکہ اندر داخل ہونے اور باہر آنے میں دشواری نہ ہو۔

جبلِ ثبیر:۔ یہ پہاڑ منٰی میں واقع ہے بعض علماء سے منقول ہے کہ اس پہاڑ پر دعا قبول ہوتی ہے

مکہ مکرمہ کے مقابر کا بیان

مکہ مکرمہ میں چند قبرستان ہیں جو قابلِ زیارت ہیں۔

مقبرۃ المعلاّ:۔ آجکل اس گورستان کو جنت المعلیٰ کہتے ہیں۔ اسمیں ساداتِ صحابہ۔ تابعین اور اکابر علماء و صالحین کے مزارات ہیں۔ اگرچہ آجکل صحیح طور پر یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ کن کن صحابہ کی

قبریں ہیں۔ اور کس کس جگہ واقع ہیں۔ پھر بھی اس مبارک خطہ کی زیارت موجبِ سعادت ہے۔ اس گورستان کا بہترین حصہ وہ ہے جسمیں اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی کی قبر مبارک بتلائی جاتی ہے۔

مقبرۂ علیا:۔ مکہ مکرمہ کا قدیم قبرستان ہے اسمیں ایام جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں امیہ بن عبد شمس اور آل سفیان بن عبد الاسد کے مردے دفن ہوتے تھے۔ اسی قبرستان میں حضرت عبد اللہ بن عمر رض کی قبر مبارک ہے، جو ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ آپ نے ۷۴ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں حضرت عبد اللہ بن خالد رض کے مکان میں انتقال فرمایا اور ان ہی کی خاندانی قبروں کے پاس آپ کو دفن کیا گیا۔

مقبرۂ مہاجرین:۔ یہ قبرستان بھی بہت پرانا ہے اور جبلِ مفلح کے قریب واقع ہے حضرت جندع بن ابی ضمرۃ ابن ابی العاص رض جب مکہ مکرمہ میں سخت بیمار ہوگئے اور آپکو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ہجرت کی سعادت حاصل کئے بغیر دنیا سے رخصت نہ ہو جاؤں تو آپ نے اسی حالت میں مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی اور اس مقام پر پہنچکر انتقال فرمایا اور یہیں دفن ہوئے اسی واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِرًا الخ اسی بنا پر اس قبرستان کا نام مقبرۂ مہاجرین رکھدیا گیا۔ انصار کی ایک جماعت بھی اس قبرستان میں آرام فرما ہے۔

مقبرۃ الشبیکہ:۔ یہ بھی ایک پرانا قبرستان ہے جو محلہ شبیکہ میں مدرسہ صولتیہ [ع] ...

[ع] حضرت مولانا محمد رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رح نے کلکتہ کی مخیر خاتون صولت النساء بیگم مرحومہ کی امداد سے ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں اس درسگاہ کی بنیاد رکھی جو اسوقت سے برابر چشمۂ رشد و ہدایت سے تشنگانِ علوم کو سیراب کر رہا ہے۔ یہ حضرت بانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلوصِ نیت اور کارکنان مدرسہ کی کوششوں کے ثمرات ہیں۔ آج مدرسہ کی شاندار عمارت ہے، بہترین دار الاقامت ہے اور عمدہ کتب خانہ جس میں اہل علم اور صاحبِ فضل و کمال اصحاب کا مجمع رہتا ہے۔ آپ بھی ان نفوسِ قدسیہ سے مستفید ہوں اور اس علمی یادگار کی سرپرستی فرمائیں اسلئے کہ مدرسہ کی بقا اور ترقی آپکی اعانت اور ہمدردی پہ موقوف ہے۔

کے قریب باغ ہے اس قبرستان میں عموماً وہ اہلِ خیر اور غربا مدفون ہیں جن کی کوئی خاص جگہ مقرر نہ تھی۔

زیارۃ مدینہ منورہ عہ

اگر خدا توفیق اور وسعت دے تو حج بیت اللہ کے ساتھ سید الانبیاء و المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی آرامگاہ کی زیارت سے بھی بہرہ اندوز ہو کہ مومن کیلئے یہ وہ سعادت ہے جس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں۔ اور یہ وہ نعمتِ عظمیٰ ہے کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں خوش نصیب ہیں وہ آنکھیں جو اس منبعِ نور و ہدایت سے منور ہوں اور کم نصیب ہے وہ شخص جو وہاں پہنچکر بھی اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم رہا ہو۔

اسمیں علماء کا اختلاف ہے کہ پہلے حج بیت اللہ سے فارغ ہو یا زیارتِ دربارِ رسالت سے۔ راجح قول یہی ہے کہ اگر حج فرض ہو اور مدینہ منورہ راستہ میں نہ پڑتا ہو تو پہلے فریضۂ خداوندی سے فارغ ہو اور گناہوں کی آلودگیوں سے پاک و صاف ہو کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو لیکن اگر مدینہ منورہ راستہ میں پڑتا ہو تو بغیر زیارت کئے گذر جانا خلافِ ادب ہے۔

فضائلِ زیارتِ روضۂ مطہرہ

حق سبحانہٗ تعالےٰ کا ارشاد ہے:-

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

اور وہ لوگ جب ظلم کریں اپنے نفسوں پر اور آپکی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے طلبِ مغفرت کریں اور رسول بھی اُن کیلئے دعاءِ مغفرت مانگے تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان

عہ یہ سب حالات شاہ عبد الحق صاحب محدث کی کتاب جذب القلوب سے اخذ کئے گئے۔

اس آیتہ شریفہ میں اُمتِ محمدیہ کو اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ وہ دربارِ نبویؐ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں اور نبی کریمؐ کے ذریعہ طلبِ مغفرت کریں تو حق تعالیٰ ضرور انکے ساتھ رافت و رحمت کا معاملہ فرمائیں گے۔

یہ بات نبی کریمؐ کی حیات دنیوی کیساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہمیشہ کیلئے ہے اسلیئے کہ حضور اقدسؐ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اور زائرین کے کلام کو سنتے ہیں۔ انکے سلام کا جواب دیتے ہیں اور اُن کیلیئے دعا و استغفار فرماتے ہیں۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس شخص نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی اُس نے گویا حالتِ حیات میں میری زیارت کی۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ کی وفات کے تین دن بعد ایک بدوی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے حق تعالیٰ سے سُنا وہ ہمنے آپ سے سُنکر یاد کیا اور جو کچھ آپ نے حق تعالیٰ سے یاد کیا وہ ہمنے آپ سے سیکھا۔ اسی میں سے یہ آیت ہے۔
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ میں نے اپنے پر ظلم کیا ہے اور اب آپکی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔

قبر مبارک سے آواز آئی:۔ قَدْ غُفِرَ لَكَ۔

امام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم میں لکھتے ہیں کہ "نبیہ بلکہ ہر مومن جب اسکی قبر پر کوئی مسلمان سلام کرتا ہے تو صاحبِ قبر اس کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے"۔

جب عامۂ مومنین کا یہ حال ہے تو اس سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ حضور اقدسؐ بدرجۂ اولیٰ اپنے پاس آنیوالے کو پہچانتے اور اسکے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ — کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے مگر حق تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹاتے ہیں تا کہ اسکے سلام کا جواب دوں۔

پس معلوم ہوا کہ نبی کریم ضرائر کو پہچانتے ہیں اور اسکا سلام سنتے ہیں اور اسکے سلام کا جواب دیتے ہیں اور یہ وہ سعادت ہے جو تمام دنیا کی دولت صرف کرنے پر بھی حاصل ہو جائے تو ارزاں ہے۔

سلام کا جواب کس طرح دیا جاتا ہے؟ اسکے متعلق حضور اقدسؐ کے دو ارشاد ہیں:

۱۔ جو شخص میری قبر کے نزدیک مجھ پر درود سلام بھیجے میں خود اسکا جواب دیتا ہوں اور جو شخص دور کی جگہ سے مجھ پر درود سلام بھیجے فرشتے اسکو مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

۲۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو میری قبر کے پاس مجھ پر سلام بھیجے مگر حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو مقرر کیا ہے جو سلام مجھ تک پہنچاتا ہے اس بندہ کا یہ فعل اس کی دنیا اور آخرت کے اجر کیلئے کافی ہے اور میں قیامت کے دن اس کیلئے گواہ اور سفارشی ہوں گا۔

پہلے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدسؐ خود بہ نفسِ نفیس سلام کو سنتے ہیں اور اسکا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ دوسرے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال و جواب فرشتے کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اگرچہ بظاہر دونوں ارشاد متضاد معلوم ہوتے ہیں مگر درحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ شاہوں کے درباریں دربان

بھی ہوتے ہیں۔ پھر حضور اقدس ؐ تو شہنشاہِ عالم ہیں آپ ؐ کے دربار میں بھی ضرور فرشتے بطور دربان کے متعین ہونگے اور عامہ مسلمین کی معروضات ان فرشتوں کے ذریعہ خدمت اقدس میں پیش ہوتی ہونگی اور وہ مقبول و مقرب بندے جن پر خاص نظر لطف و کرم ہوتی ان سے سلام و کلام بلا واسطہ دربان کے ہوتا ہوگا۔ جیسا کہ بعض اولیاء کرام کے حالات میں لکھا ہے جب انھوں نے روضۂ اطہر پر سلام پڑھا تو اندر سے سلام کا جواب آیا۔ خوش نصیب ہیں وہ نفوس قدسیہ جو اس نعمت سے سرفراز ہیں۔ مجھ جیسے روسیاہ کیلئے تو یہی سعادت کیا کچھ کم ہے کہ اس مقدس بارگاہ میں حاضری کی اجازت مرحمت ہو جائے۔

احادیث

جن سے زیارت کی ترغیب اور تاکید معلوم ہوتی ہے:۔

(۱) نبی کریم ؐ نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت لازم ہو گئی۔"

(۲) نبی کریم ؐ نے ارشاد فرمایا "جو شخص میری زیارت کیلئے آئے اور میری زیارت کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد سفر نہ ہو تو اس کیلئے حق عز و جل پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔"

(۳) نبی کریم ؐ نے ارشاد فرمایا "جو شخص حج کیلئے مکہ آیا پھر میری زیارت کیلئے میری مسجد میں آیا اس کیلئے دو مقبول حج لکھے جاتے ہیں۔" ایک دوسری روایت میں ہے "جو شخص ثواب کی امید میں مدینہ میری زیارت کیلئے آئے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔"

(۴) نبی کریم ؐ نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی۔

اُس نے گویا حالتِ حیات میں میری زیارت کی۔ اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے قیامت کے دن میری شفاعت لازم ہوگئی۔ اور میری اُمت میں سے جو شخص باوجود وسعت کے میری زیارت نہ کرے اس کے لئے کوئی معذرت نہیں۔"

(ھ) نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ اُس نے گویا حالتِ حیات میں میری زیارت کی اور جس شخص نے میری زیارت نہ کی اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔"

ایک دوسری روایت میں ہے "جس شخص نے بیت اللہ کا حج کیا۔ اور میری زیارت نہ کی اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔"

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حضور اقدسؐ نے ترکِ زیارت پر اسقدر بلیغ تنبیہ فرمائی ہے کہ اگر انسان غور کرے تو اسکا انجام بہت ہی سخت ہے اسلیئے کہ حضور اقدسؐ نے ترکِ زیارت کو جفا اور ظلم سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور سید الانبیاء پر ظلم کرنا کمال درجہ کی شقاوت اور بے دینی ہے۔ العیاذ باللہ۔

حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝

یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اُسکے رسول کو۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں جگہ ان پر لعنت مسلط کرتا ہے اور آخرت میں اُن کیلئے نہایت سخت عذاب مقرر کر رکھا ہے۔

یہ چند احادیث ہیں۔ اس مضمون کی احادیث بکثرت ہیں جن سے روضۂ اطہر کی زیارت کی ترغیب اور تاکید کثرت سے ثابت ہوتی ہے۔ اسی لئے بعض ائمہ نے زیارت روضۂ اطہر کو واجب کہا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زیارت روضۂ اطہر مستحب ہے۔ اور ایسا

مستحب جس سے بڑھکر کوئی مستحب نہیں۔ اگرچہ واجب نہیں مگر واجب کے قریب تو ضرور ہے۔
امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں جو شخص حج بیت اللہ کرے اس کے لئے
مستحب ہے، کہ وہ روضۂ اطہر کی بھی زیارت کرے۔

آداب زیارت

(۱) سب سے اہم اور سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اپنی نیت اور ارادہ کو درست کرے اسلئے کہ اعمال کے ثمرات نیت پر مرتب ہوتے ہیں جسقدر نیت میں خلوص ہوگا اُسی قدر اس مبارک سفر کے انوارات اور برکات سے محظوظ ہوگا۔ اس سفر کا مقصد اعلیٰ یہ ہے کہ بارگاہِ رسالت سے ظاہری قرب کے ساتھ ساتھ روحانی قرب اور تعلق بھی پیدا ہوجائے جو تقربِ خداوندی کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے۔

(۲) اس مبارک راستے کو بڑے جوش و خروش اور کمالِ ذوق و شوق کے ساتھ ذاکر و شاغل شادان و فرحاں طے کرے، ہر لمحہ عبادات اور طاعتِ خداوندی میں مشغول رہے اپنی بداعمالیوں پر نادم و شرمسار رہے توبہ اور استغفار میں مصروف رہے، نہایت تواضع عاجزی اور فروتنی کے ساتھ وقت گذارے۔ فضول بات اور فضول کام سے پرہیز کرے۔

(۳) اپنا بیشتر وقت خشوع و خضوع عاجزی و انکساری ذوق و شوق کے ساتھ صلوٰۃ و سلام میں گذارے کہ یہ اس زمانہ کی بہترین عبادت ہے، حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو مقرر فرمایا ہے کہ وہ مدینہ منورہ جانیوالوں کا درود و سلام نبی صلعم کی خدمت میں پیش کریں، یہ فرشتے بارگاہِ نبویؐ میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں کہ فلاں ابن فلاں جو آپکی زیارت کیلئے آرہا ہے اُس نے درود و سلام کا یہ تحفہ خدمت اقدسؐ میں پیش کیا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا

سعادت ہو سکتی ہے کہ اسکے پہنچنے سے پہلے اسکا نام حضور پُر نور کی مجلس میں پہنچ جائے اور اس مقدس بارگاہ میں اسکا تذکرہ آجائے۔

پھر جسقدر مدینۂ منورہ قریب ہوتا جائے اسی قدر ذوق و شوق اور خشوع و خضوع میں ترقی ہوتی جائے حتیٰ کہ جب علاماتِ شہر قریب ہوں تو محبت و فرحت اور سرور و انبساط سے بے خود و دیوانہ بن جائے۔

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک　　آتشِ شوق تیز تر گردد

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب زیارت کا قصد کرنیوالا مدینۂ منوّرہ کے قریب پہنچتا ہے تو فرشتے ہدایائے رحمت لیکر اسکی پیشوائی کو آتے ہیں۔ پس زائر کو چاہیے کہ اسوقت غافل نہ رہے اور دل کو خدا اور اُسکے رسول کی عظمت و جلال سے معمور رکھے اور ہر وقت توبہ و استغفار اور درود و سلام میں مشغول رہے۔

(۴) راستہ میں عہدِ رسالت کی جو یادگار معلوم ہو جائے اُسکی زیارت کرے اور اس میں نوافل پڑھے کہ یہ بھی محبت کی علامت ہے۔

وَمِن مَذْهَبِي حُبُّ الدِّيَارِ لِأَهْلِهَا　　وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَذَاهِبُ

(۵) جب مسجد ذوالحلیفہ پر پہنچے جو بیر علی پر واقع ہے۔ اگر سہولت ہو تو غسل کرے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور دو رکعت شکرانہ ادا کرے کہ خداوند کریم نے یہ دن نصیب کیا۔

(۶) جب شہر مدینۂ منورہ کی آبادی نظر آئے تو سواری سے اُتر جائے اور نہایت ادب کے ساتھ نیچی نگاہیں کئے ہوئے درود شریف پڑھتا ہوا پاپیادہ چلے کہ جس راہ میں آنکھوں کے بل چلنا بھی بے ادبی سے خالی نہیں۔ اس راستہ

کو غفلت اور لاپرواہی کے ساتھ طے کرنا سخت محرومی ہے۔ ہر ہر قدم پر اسکا دھیان رکھے کہ یہ وہ مقدس زمین ہے جس پر حبیب ربّ العالمین اور صحابۂ کرام اور اولیائے عظام کے قدم پڑے ہیں۔ امام مالکؒ کبھی مدینۂ منورہ میں سواری پر سوار نہیں ہوئے اور فرماتے تھے مجھے شرم معلوم ہوتی ہے کہ جس سرزمین پر حضور اقدسؐ کے قدم مبارک پڑے ہوں اسکو اپنی سواری سے روندوں۔

(۷) جب شہر مدینہ میں داخل ہو تو اول درود شریف پڑھے۔ اور پھر یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِکَ فَاجْعَلْہُ لِیْ وِقَایَۃً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ۔	یا اللہ یہ تیرے رسول کا حرم ہے تُو اسکو میرے لئے دوزخ سے حفاظت اور برے حساب سے پناہ کا ذریعہ بنا۔
اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَارْزُقْنِیْ فِیْ زِیَارَۃِ نَبِیِّکَ مَا رَزَقْتَہٗ اَوْلِیَاءَکَ وَاَھْلَ طَاعَتِکَ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَاخَیْرَ مَسْئُوْلٍ۔	یا اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولدے اور اپنے نبیؐ کی زیارت میں وہ عطا کر جو تو اپنے خاص بندوں اور فرماں برداروں کو عطا کرتا ہے اور میری مغفرت کر اور مجھ پر رحم فرما۔ اے وہ ذات جو ہر سوال کئے ہوئے سے بہتر ہے۔

زیارت کا طریقہ

اگر سامان وغیرہ کی جانب سے بے فکری ہو تو شہر میں داخل ہو کر سب سے پہلے مسجد نبویؐ میں حاضر ہو اور حاضری سے قبل حسب توفیق صدقہ دیکر ثواب روح اقدس سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائے مسجد میں باب جبرئیلؑ سے داخل ہونا افضل ہے اول داہنا پیر مسجد میں رکھے اور یہ دعا پڑھے:- بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّ

اِغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور نہایت ادب و احترام اور
خشوع و خضوع کے ساتھ نیچی نگاہ کئے ہوئے اس مقدس مقام کی عظمت و
ہیبت اور جلالتِ شان کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے سیدھا روضۂ جنت عہ میں
جائے اور منبر کو داہنی جانب کر کے محرابِ نبوی کے قریب دو رکعت تحیۃ المسجد
ادا کرے (بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو) اور اپنے گناہوں سے توبہ اور استغفار کرے اور
اس مقدس مقام کے مناسب ادب و احترام کی توفیق طلب کرے، پھر اس نعمتِ
عظمیٰ کے حصول پر سجدۂ شکر ادا کرے۔ اور اسی طرح ادب و احترام کے ساتھ آہستہ
آہستہ نیچی نگاہ کئے ہوئے روضۂ اطہر پر قبلہ کی جانب سے حاضر ہو اور جالیوں
سے دو تین ہاتھ فاصلہ پر قبر مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور حضور انور
صلی اللہ علیہ وسلم کو لحدِ مبارک میں لیٹا ہوا تصور کر کے نہایت ادب کے ساتھ
نرم آواز سے عرض کرے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ
اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَشْهَدُ اَنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَ
اَدَّیْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ فَجَزَاكَ اللّٰهُ

عہ روضۂ جنت مسجد نبوی کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو قبر مبارک اور منبر کے درمیان ہے، اسلئے کہ حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میری قبر اور منبر کے درمیان روضہ ہے ریاض جنت سے ۱۲ منہ

خَیْرًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازِیْ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِهٖ - اَللّٰهُمَّ اَعْطِ لِسَیِّدِنَا عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدِ اِلْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ط وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ اِنَّكَ سُبْحَانَكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ - ان الفاظ میں زیادتی بھی کر سکتا ہے لیکن اختصار اولی ہے - اور حضور اقدس ؐ کے وسیلہ سے دعا مانگے اور شفاعت کا طلبگار ہو - عرض کرے :- یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِیْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ اگر کسی کا سلام پہنچانا ہو تو اس طرح عرض کرے :- اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ یَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ (آپکا بڑا کام ہوگا اگر مجھ سیاہ کار[1] کا بھی سلام درِ اقدس تک پہنچا دیں) پھر بقدر ایک ہاتھ کے داہنی طرف ہٹے اور امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق ؓ خلیفہ اول پر اس طرح سلام عرض کرے -

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِیَهٗ فِی الْغَارِ رَفِیْقَهٗ فِی الْاَسْفَارِ اَمِیْنَهٗ عَلَی الْاَسْرَارِ اَبَابَكْرِنِ الصِّدِّیْقِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَیْرًا -

پھر بقدر ایک ہاتھ اور ہٹ کر امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق ؓ خلیفہ ثانی پر اس طرح سلام عرض کرے -

---

[1] یعنی مولانا احتشام الحسن صاحب مدظلہ العالی مصنف کتاب ہذا کا اور احقر انیس احمد غفرلہٗ ناشر کتاب ہذا کا صلوٰۃ و سلام بھی بارگاہِ رسالت میں پہونچا کر ممنون فرماویں -

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِىْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ مَرْضِيًّا حَيًّا وَّمَيِّتًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا ۔ پھر ذرا آگے بڑھکر عرض کرے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ جَزَاكُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَا كُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَدْعُوْلَنَا رَبَّنَا اَنْ يُّحْيِيَنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ ۔

پھر آگے بڑھ کر مواجہ شریف میں اپنے لئے اپنے والدین اور اعزہ اور احباب بلکہ تمام مسلمانوں کیلئے دعا مانگے اور طلب مغفرت کرے ۔ اور مجھ گنہگار کو بھی اپنی دعوات صالحہ میں فراموش نہ فرمائیں ؎

چو یا حبیب نشینی و بادہ پیمائی ۔۔۔ تو نیز یاد آر حریفان بادہ پیمارا

پھر روضۂ جنت میں آکر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت نفل ادا کرے اور دعا اور درود اور توبہ و استغفار میں مشغول رہے اور جسقدر خداوند کریم توفیق دے یہاں کے قیام کو غنیمت سمجھے ۔

مدینہ منورہ میں قیام کے آداب

ہر چند کہ حضور اقدس ؐ کی ذات گرامی رحمۃ اللعالمین ہے سراپا لطف و کرم ہے لیکن پھر بھی یہ بڑی سرکار کا بڑا دربار ہے جسقدر بڑا دربار ہے اسی قدر نہایت ادب و احترام کا مستحق ہے کہ اس بارگاہِ عالی کے راندہ کو پھر کہیں پناہ نہیں اسلئے جہانتک ممکن ہو جگہ کی بزرگی اور عظمت کے مناسب ادب و احترام

میں کمی نہ کرے۔ کمی تو بہر حال ہوگی بس لازم ہے کہ ہر وقت نادم و شرمسار رہے۔

حافظا علم و ادب ورزکہ در حضرتِ شاہ ہر کرا نیست ادب لائق قربت نبود

چند آداب لکھے جاتے ہیں انکو ملحوظ خاطر رکھئے:۔

۱۔ یہاں کے قیام کو جسقدر بھی بیسر ہو غنیمت سمجھے اور روضۂ اطہر کی حاضری اور مسجدِ نبوی کی حضوری کو نعمتِ عظمیٰ جانے اور اپنے اوقات کو درود وسلام اور توبہ و استغفار اور تلاوتِ قرآن پاک میں مشغول رکھے۔ فضول کاموں میں پھنسکر اس نعمتِ جلیلہ کی ناقدری نہ کرے۔ اگر ممکن ہو تو ایک دو شب مسجدِ نبویؐ میں عبادت اور ذکر و فکر اور درود وسلام میں بسر کر لے اور اس رات کو شبِ قدر سے کم نہ سمجھے۔ ع

آں شب قدرے کہ گویند اہلِ خلوت امشب است

۲۔ حجرۂ مبارک اور قبۂ مبارک کی جانب کمال عظمت و محبت اور خشوع و خضوع کے ساتھ نظر رکھے کہ یہ بھی عبادت ہے، اور زیادتیٔ ایمان کا ذریعہ ہے۔

۳۔ مسجدِ نبوی کے خدام اور اغوات کے ساتھ نہایت تعظیم و تکریم کا برتاؤ رکھے اور انکی سختی کو بطیب خاطر برداشت کرے انکی خاطر و مدارات میں کوتاہی نہ کرے اس لئے کہ یہ اس بارگاہ عالی کے دربان اور کفش بردار ہیں۔ ع

با سیبانِ کوچۂ لیلیٰ است این

۴۔ مدینہ منورہ کے عام باشندوں کیساتھ بھی عظمت و محبت کا برتاؤ رکھے انکی ظاہری کوتاہیوں کو نظر انداز کرے کہ انکی بزرگی کیلئے یہ شرف کیا کچھ کم ہے کہ وہ جوارِ رسولؐ میں ہیں اور ہر وقت جمالِ جہاں آرا سے لطف اندوز۔

۵۔ یہاں کی کسی چیز کو حقارت اور نفرت کی نظر سے نہ دیکھے۔ اور کسی بات پر اچھی یا بری تنقید نہ کرے۔ اسلئے کہ کوچۂ محبوب کی ہر ادا جان افروز ہوتی ہے۔

۶۔ مدینہ منورہ کے قیام میں تمام فرض نمازوں کو اہتمام کیساتھ مسجدِ نبوی میں جماعت سے ادا کرے اور سویرے سے پہنچکر صف اوّل میں شرکت کی کوشش کرے اور کم از کم ایک قرآن مجید مسجد نبوی میں بیٹھکر ختم کرے۔ اور جتنی مرتبہ بھی مسجدِ نبوی میں حاضر ہو۔ روضۂ اطہر پر ضرور حاضر ہوکر صلوٰۃ و سلام عرض کرے۔ اور روضۂ اطہر کے سامنے سے بغیر سلام پڑھے ہرگز نہ گذرے۔

۷۔ اہلِ بقیع اور شہداءِ احد کی بھی زیارت کرے اور مسجد قبا اور دیگر مآثر نبوی کی زیارت سے بھی ضرور مشرف ہو۔

مدینہ منوّرہ کی عظمت و فضیلت کا بیان

اس جگہ کی عظمت و بزرگی کا کس طرح اندازہ ہوسکتا ہے جسکو ربّ العٰلمین نے اپنے حبیب کیلئے مسکن و ماوٰی بنایا ہو۔ جس مکان کا مکین بلا شک و شبہ اشرف مخلوقات ہو وہ مکان بھی یقیناً اشرفِ اماکن اور مقدس ترین مکان ہوگا۔ اس شہر کا کیا پوچھنا جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہو اور رشد و ہدایت کی روشنی اسی مرکز سے پھیلی ہو اور آفتابِ اسلام کی شعاعیں اسی گہوارہ سے نکلی ہوں۔ دینِ اسلام نے اول سے لیکر آخر تک یہیں نشو و نما پایا اور عروج و کمال کو پہنچا۔ اسلام کی ابتدا اسی مقدس شہر سے ہوئی اور پھر منتہا پر اسلام یہیں سمٹ کر آجائیگا۔

اس شہر محترم کو اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ خدا صہ

لہ یہاں مسجد نبوی میں روزانہ تبلیغی اجتماعات ہوتے ہیں اور جماعتیں گشت کیلئے روانہ ہوتی ہیں ان میں بھی ضرور شرکت کرے۔

کائنات سید الموجودات محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر اس مقدس سرزمین میں ودیعت رکھا ہوا ہے۔ اور آپکے دس ہزار صحابہؓ اس جگہ زیر زمین آرام فرما ہیں۔ پھر اُن اولیاء اور علماء و مشائخؒ کا تو ذکر ہی کیا ہے جو لاکھوں کی تعداد میں ان تیرہ سو سال میں اس مقدس زمین میں پیوند خاک ہوئے۔

اگر یہ سچ ہے اور یقیناً سچ ہے (اسلئے کہ مخبر صادقؐ کی اطلاع ہے) کہ ہر انسان کی پیدائش اس مٹی سے ہوتی ہے جہاں وہ دفن ہو تو ماننا پڑیگا کہ خاک پاک فضیلت اور برتری میں اپنا ہمسر نہیں رکھتی۔ اسی لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو جسد اطہر سے ملحق ہے عرش تک سے افضل ہے اور اسمیں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ قبر اطہر کعبہ محترم سے افضل و اعلیٰ ہے۔

اس مقدس شہر کی فضیلت میں چند احادیث درج کی جاتی ہیں:-

۱۔ رسول خداؐ کا ارشاد ہے "مدینہ انسان کی خباثت کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو" بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ "مدینہ پاک جگہ ہے اور گناہوں کی کدورت کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسا کہ بھٹی چاندی کے میل کو صاف کر دیتی ہے"

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے "میں ایکبار حضور اقدسؐ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے باہر گیا جب "حرہ سقیا" میں جہاں حضرت سعد بن وقاصؓ رہتے تھے پہنچے۔ حضور اقدسؐ نے وضو کیلئے پانی مانگا اور وضو فرما کر قبلہ رو کھڑے ہوئے اور یہ دعا مانگی "یا اللہ ابراہیمؑ تیرے بندے اور دوست تھے انھوں نے تجھ سے مکہ والوں کیلئے خیر و برکت کی دعا مانگی۔ میں بھی تیرا بندہ اور رسول ہوں

میں تجھ سے مدینہ والوں کیلئے خیر و برکت کی دعا مانگتا ہوں۔ خدایا تو مدینہ والوں کو مکہ والوں سے دوگنی خیر و برکت عطا فرما۔

۳۔ نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا "مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے اور یہی میری آرامگاہ ہے یہیں سے میں قیامت کے روز اٹھایا جاؤنگا میری امت پر حق ہے کہ میرے پڑوس کی حفاظت اور نگہبانی کرے۔ جب تک وہ کبیرہ گناہوں سے بچتے رہیں۔ جو شخص میرے پڑوس کی عزت و حرمت کو قائم رکھیگا میں قیامت کے روز اس کیلئے گواہ اور سفارشی بنوں گا اور جو شخص انکی عزت و حرمت کا خیال نہ رکھیگا اسکو حق تعالیٰ دوزخ سے سیراب کریگا"

ایک دوسری روایت میں ہے "جو شخص اہل مدینہ کو ظلماً ڈرائے دھمکائے حق تعالیٰ اسکو ڈرائے اور اس شخص پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت و پھٹکار"

مسجدِ نبوی کا بیان

حضور اقدسؐ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ رونق افروز ہوئے تو ناقہ مبارک کی مہار کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ وہ از خود مسجد نبویؐ کی جگہ بیٹھ گئی۔ حضور اقدسؐ نے ارشاد فرمایا۔ انشاء اللہ یہی ہماری قیامگاہ ہے۔ یہ جگہ دو یتیموں کی ملک تھی۔ آپؐ نے ان سے خرید فرمائی۔ اور پھر خود بہ نفسِ نفیس مع صحابہ کرام کے مسجد کو تعمیر فرمایا۔ کچی تعمیر تھی اور کھجور کی شاخوں کی چھت۔ قدِ آدم سے ذرا اونچی اور مشرق کی جانب ازواج مطہرات کے حجرے تعمیر فرمائے۔ یہ بھی کچے تھے اور چھوٹے چھوٹے۔ ان حجروں سے ملا ہوا حضرت فاطمہ زہراؓ کا حجرہ تھا۔

اس دارِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد حضور اقدس ص کو حضرت عائشہ صدیقہ رض کے حجرۂ شریفہ میں ودیعت رکھا اور وہیں حضور اقدس ص کے برابر آپکے دونوں ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر فاروق رض آرام فرما ہیں۔ بعد میں ان سب حجروں کو مسجدِ نبوی ص میں شامل کر کے پختہ عمارت بنائی گئی اور روضۂ مطہرہ کو بھی مسجد نبوی ص کے اندر داخل کیا گیا۔

مسجدِ نبوی ص کی فضیلت اور بزرگی کا بیان

۱۔ رسولِ خدا ص کا ارشاد ہے "میری اس مسجد میں ایک نماز اسکے سوا مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجدِ حرام کے کیونکہ میں آخر انبیا ہوں اور میری مسجد آخر مساجد ہے"۔ ایک دوسری حدیث میں ہے، "مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ کے برابر ہے اور میری مسجد میں ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ اور بیت المقدس میں ایک نماز پانچسو نمازوں کے برابر ہے"۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسجدِ نبوی ص میں ایک نماز پڑھنا اجر و ثواب کے اعتبار سے ایکہزار نمازوں کے برابر ہے۔ اور یہ فضیلت اور برتری صرف اس حصۂ مسجد کو نہیں جو حضور اقدس ص کے زمانہ میں مسجد تھا بلکہ پوری مسجد میں ہے، اسلئے کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر یہ مسجد کوہ صغا تک بڑھادی جائے تب بھی وہ زیادہ کردہ حصہ میری ہی مسجد میں شمار ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رض اور حضرت عثمان رض نے زمانۂ نبوی کی مسجد میں کچھ حصہ زیادہ کیا اور اس زیادہ کردہ حصہ میں نماز ادا فرمائی[1]۔

۲۔ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا "جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں

---

[1] اس سال ۱۳۷۰ھ میں حکومتِ سعودیہ نے مسجد نبوی کے صحن اور برآمدوں میں بہت کچھ اضافہ کیا ہے۔

تواتر پڑھے کہ درمیان میں کوئی نماز فوت نہ ہو۔ اس شخص کیلئے نار جہنم اور عذاب آخرت اور نفاق سے براءۃ لکھدی جاتی ہے۔

۳۔ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا "جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے میری مسجد میں نماز پڑھنے کے ارادہ سے چلے اسکے نامۂ اعمال میں پورے حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

۴۔ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا "جو شخص میری مسجد میں اچھی بات سیکھنے یا سکھانے کیلئے آئے وہ شخص رتبہ میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنیوالے کے برابر ہے، اور جو شخص اس مقصد سے نہ آئے بلکہ اسکی غرض محض لوگوں سے ملاقات اور بات چیت ہو تو وہ اس شخص کے مثل ہے جسکا محبوب شے دوسرے کے ہاتھوں میں ہو۔"

۵۔ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا "میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغیچہ ہے جنت کے باغات سے اور میرا منبر میری حوض کے کنارہ پر ہے۔

امام مالکؒ سے منقول ہے کہ حجرہ شریفہ اور منبر شریف کا درمیانی حصہ درحقیقت جنت کا ایک باغ ہے۔ قیامت کے دن اس حصہ کو جنت الفردوس میں منتقل کر دیا جائیگا اور باقی دنیا کی طرح نیست و نابود نہ کیا جائے گا۔

علامہ ابو حمزہؒ فرماتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کو جنت کا ایک پتھر (حجر اسود) بطور اعزاز کے عطا فرمایا۔ اسی طرح اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ زیادتی عز و شرف ایک باغیچہ جنت الفردوس کا عطا فرمایا جو قیامت میں پھر اپنی جگہ لوٹ جائیگا یہی حدیث کے حقیقی معنی ہیں اور یہی اکثر علماء کے نزدیک راجح ہیں اور بعض دیگر علماء نے اس حدیث کو حقیقی معنوں سے پھیر کر مختلف تاویلیں فرمائی ہیں۔ واللہ اعلم۔

مدینہ منورہ کی مساجد کا بیان

نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں صرف چند مساجد تھیں بعد میں جن مقامات پر
حضور اقدس ﷺ سے نماز پڑھنا ثابت ہوا وہاں تبرکاً بطور یادگار مسجد بنا دی گئی
جنکی تعداد سیکڑوں تک پہنچتی ہے اور مورخین نے شرح و بسط کیساتھ انکا تذکرہ
کیا ہے مگر اب اکثر مساجد کا وجود تاریخ کے اوراق پر رہ گیا ہے سطح زمین پر انکا
نام و نشان نہیں بعض مساجد کا تذکرہ کیا جاتا ہے ان میں سے جن مساجد کا
پتہ چل جائے انکی زیارت کیجئے اور وہاں نوافل ادا کیجئے۔

مسجد قبا:۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے
ہوئے تو مدینہ منورہ پہنچنے سے قبل دو یا تین روز قبا میں قیام فرمایا جو قبیلہ بنی عمرو
بن عوف کی مختصر آبادی تھی۔ یہاں آپ نے مسجد کی بنا کا ارادہ ظاہر کیا۔
یہاں کے باشندوں نے بھی اسکی خواہش ظاہر کی۔ حضور اقدس ﷺ نے سمت قبلہ
کی تعیین کیلئے ایک خط کھینچا اور صحابۂ کرام کو پتھر جمع کرنیکا حکم دیا اور خود
بھی انکے ساتھ شریک ہوئے۔ پھر اپنے دست مبارک سے ایک پتھر نیو میں رکھا۔
اور حاضرین کو حکم فرمایا کہ ہر ایک اپنے ہاتھ سے ترتیب وار ایک ایک پتھر رکھے۔
یہ اس مقدس مسجد کی ابتدا تھی اور یہ اسلام میں پہلی مسجد ہے جس کی بنیاد ڈالی
گئی۔ اسی کے متعلق یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی
مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ بیشک وہ مسجد جسکی بنیاد پہلے ہی دن
سے تقویٰ اور پرہیزگاری پر رکھی گئی زیادہ مستحق ہے اس بات کی کہ آپ اسمیں نماز کیلئے
کھڑے ہوں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آیۃ میں مسجد نبوی ﷺ کا تذکرہ ہے اور اقوال

کی احادیث سے تائید بھی ہوتی ہے حق یہ ہے کہ آیتہ کریمہ کا مفہوم ان دونوں مساجد کو شامل ہے۔ اسلئے کہ ان دونوں کی بنا پہلے ہی دن سے خلوص اور تقوے پر رکھی گئی۔ واللہ اعلم

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدسؐ سوار یا پیادہ مسجدِ قبا کو تشریف لیجاتے اور وہاں دو رکعت نفل ادا فرماتے اور بعض روایات میں ہے کہ حضور اقدسؐ ہر ہفتہ کے روز مسجدِ قبا تشریف لیجاتے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اتباع سنت میں ہمیشہ مسجد قبا تشریف لیجاتے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ ایک مرتبہ مسجد قبا کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے تو وہاں کسی کو نہ پایا۔ آپ نے فرمایا "خدائے پاک کی قسم جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس مسجد کی بنا کے وقت صحابۂ کرام کیساتھ پتھر ڈھو رہے تھے۔ واللہ اگر یہ مسجد دنیا کے کسی گوشہ میں ہوتی تو ہم اسکی زیارت کیلئے سفر کرتے۔ اور اپنی سواریوں کو تھکاتے۔ پھر آپ نے کھجور کی چند شاخوں سے جھاڑو بنا کر مسجد کی صفائی شروع کی۔ رفقاء نے عرض کیا "امیر المومنین کیا ہم اس خدمت کو انجام نہیں دیسکتے" آپ نے فرمایا تم ہرگز اس سعادت کیلئے کافی نہیں ہو۔

حضرت زید بن اسلمؓ فرماتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مسجد قبا کو ہم سے قریب بنایا۔ اگر یہ مسجد دنیا کے کسی گوشہ میں ہوتی تو ہمیں وہاں سفر کرکے جانا پڑتا۔

حضرت سعد بن وقاصؓ فرماتے ہیں "دو رکعت نفل مسجد قبا میں ادا کرنا مجھے دو مرتبہ بیت المقدس کی زیارت سے محبوب ہے۔ اگر تم لوگ اسکے حقیقی بھید سے واقف

ہوجاؤ تو بہت کچھ مشقت اسکی زیارت کیلیئے برداشت کرو۔"

حضور اقدس ؐ کا ارشاد ہے "مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ کے ثواب کے برابر ہے۔"

مسجد کے متصل حضرت سعد بن خثیمہ رضؓ کا گھر ہے جہاں حضور اقدس ؐ نے آرام فرمایا، وضو کیا اور نماز پڑھی۔ بیر اریس بھی یہیں واقع ہے جسکا تذکرہ آگے کنوؤں کے بیان میں آئیگا۔

مسجدِ جمعہ :۔ اسکو مسجد وادی اور مسجد عاتکہ بھی کہتے ہیں۔ یہ قبیلہ بنی سالم بن عوف کی مسجد ہے۔ حضورِ اقدس ؐ جمعہ کے روز قبا سے روانہ ہوئے اور جب قبیلہ بنی سالم بن عوف میں پہنچے تو جمعہ کی نماز کا وقت ہوگیا۔ حضور اقدس ؐ نے اس جگہ نمازِ جمعہ ادا فرمائی۔ یہ پہلا جمعہ تھا جو اسلام میں ادا کیا گیا۔

مسجدِ فضیخ :۔ اسکو مسجد شمس بھی کہتے ہیں۔ مسجد قبا کے قریب پورب کی طرف اونچی زمین پر بغیر چھت کا احاطہ ہے۔ بنی نضیر کے محاصرہ کے وقت حضور اقدس ؐ کا خیمہ مبارک اسکے قریب نصب کیا گیا تھا۔ اسوقت حضور اقدس ؐ نے اس جگہ پر چھ روز تک نماز ادا فرمائی۔

مسجدِ بنی قریظہ :۔ یہ مسجد باغات کے منتہا پر حرہ شرقیہ کے قریب مسجد شمس کے شرق میں واقع ہے۔ بنی قریظہ کے محاصرہ کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ فروکش ہوئے اور نماز بھی ادا فرمائی۔

مسجد مشربہ ام ابراہیم :۔ مسجد بنی قریظہ سے شمال جانب حرہ شرقیہ کے قریب نخلستان کے درمیان ایک چاردیواری ہے یہ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ والدہ ماجدہ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باغ تھا۔

جسمیں انکا قیام رہتا تھا حضرت ابراہیمؓ بھی یہاں پیدا ہوئے حضور اقدسؐ انکو دیکھنے کیلئے یہاں تشریف لیجاتے تھے اور اس جگہ نماز بھی ادا فرمائی ہے۔

مسجدِ بنی ظفر:۔ جنت البقیع سے پورب کی طرف واقع ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایکمرتبہ صحابہؓ کے ہمراہ قبیلہ بنی ظفر میں تشریف لے گئے اور نماز ادا فرما کر ایک پتھر پر جلوہ افروز ہوئے اور ایک شخص کو قرآن پاک کی تلاوت کا حکم فرمایا جب قاری آیتہ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا پر پہنچا تو حضور اقدسؐ رونے لگے اور عرض کیا "خداوندا میں ان لوگوں پر گواہ ہوں جو میرے سامنے موجود ہیں اور جن لوگوں کو میں نے نہیں دیکھا ان پر کس طرح گواہ بنوں۔"

مسجدِ اجابہ:۔ بقیع سے شمال کی جانب بلندی پر واقع ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلعم عالیہ کی جانب تشریف لیجارہے تھے آپؐ کا گذر اسطرف ہوا تو یہاں دو رکعت نفل ادا فرمائی۔ آپؐ کے اتباع میں حاضرین نے بھی نماز پڑھی۔ پھر حضور اقدسؐ نے بہت دیر تک دعا مانگی۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو ارشاد فرمایا "میں نے پروردگار عالم سے تین دعائیں کیں۔ اول یہ کہ میری اُمت کو عمومی قحط میں ہلاک نہ فرمائے۔ دوسرے یہ کہ عذاب غرق اُن پر مسلط نہ فرمائے تیسرے یہ کہ میری اُمت آپس میں قتال نہ کرے۔ حق تعالیٰ نے پہلی دو دعاؤں کو قبول فرمایا۔ اور تیسری پر فرمایا۔ تیری اُمت کی ہلاکت باہم خونریزی سے ہوگی۔"

مسجدِ بنا فلم:۔ اسکو مسجد حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں مزار سیدنا امیر حمزہؓ کو جاتے ہوئے راستہ میں پڑتی ہے حضرت عبدالرحمٰن

بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی ؐ کے ایک گوشہ میں پڑا ہوا تھا کہ میں نے حضور اقدس ؐ کو باہر تشریف لیجاتے ہوئے دیکھا۔ میں اٹھکر پیچھے پیچھے ہو لیا۔ حضور اقدس ؐ ایک باغ میں تشریف لے گئے وضو کیا اور دو رکعت پڑھی اور ایک طویل سجدہ کیا۔ حتیٰ کہ میں اس خیال سے کہ حضور اقدس ؐ دار فنا سے رخصت ہو چکے رونے لگا۔ پھر بہت دیر بعد حضور اقدس ؐ نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا اور مجھ سے رونے کا سبب دریافت فرمایا۔ میں نے اپنے رونے کا سبب ظاہر کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور ربّ العزت کا یہ پیام لائے "جو شخص تجھ پر درود بھیجے میں اسپر رحمت نازل کرونگا اور جو شخص تجھ پر سلام بھیجے میں اسپر سلامتی بھیجونگا" پروردگار کی اس نعمت پر میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔

مصلی العید :- باب مصری کے قریب واقع ہے حضور اقدس ؐ نے اس جگہ عیدین کی نماز اور استسقاء کی نماز ادا فرمائی۔ اور نجاشی کی نماز جنازہ بھی یہاں پڑھی ہے۔

مسجد فتح :- یہ مسجد اور جو مساجد اسکے قریب ہیں سب مسجد فتح کہلاتی ہیں لیکن درحقیقت مسجد فتح وہ مسجد ہے جو کوہ سلع سے پچھم کی جانب بلندی پر ہے اور مشرق و شمال کی جانب اسکی سیڑھیاں ہیں۔ اسکو مسجد احزاب اور مسجد اعلیٰ بھی کہتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کی لڑائی کے موقع پر مسجد فتح میں تین روز متواتر (دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ) دعا مانگی۔ چہارشنبہ کو اجابت دعا کی بشارت ہوئی جس سے سرور و فرحت کے آثار چہرہ مبارک پر ظاہر ہو رہے تھے۔

حضرت معاذ بن سعد رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے مسجد فتح اور ان مساجد میں جو اسکے متصل ہیں نماز ادا فرمائی۔ پہلی مسجد جو جانب قبلہ میں مسجد فتح کے متصل ہے مسجد حضرت سلمان فارسی رضؓ کہلاتی ہے اور جو مسجد اسکے پیچھے ہے اسکو مسجد حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کہتے ہیں اور جو پہاڑ کی جڑ میں قبلہ کی جانب سب سے چھوٹی مسجد ہے اسکو مسجد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کہتے ہیں، غالباً ان حضرات نے غزوۂ خندق کے موقعہ پر ان مواقع میں قیام کیا ہوگا۔ اور حضور اقدس ﷺ نے تبرکاً ہر جگہ نماز پڑھی ہوگی جس کی یادگار میں یہ مساجد تعمیر کی گئیں۔

مسجد بنی حرام: مسجد فتح کو جاتے ہوئے تقریباً نصف راستہ پر جبل سلع کی گھاٹی میں واقع ہے۔ یہاں ایک غار بھی ہے۔ ایام غزوۂ خندق میں حضور اقدس ﷺ نے اسکو رونق بخشی اور بعض راتیں بھی اسمیں بسر فرمائیں۔

مسجد قبلتین: مسجد فتح سے پچھم کی جانب تقریباً نصف میل کے فاصلہ پر وادی عقیق اور بیر رومہ کے قریب واقع ہے، یہ بنی سلمہ کی مسجد تھی حضور اقدس ﷺ اسمیں نماز ظہر ادا فرما رہے تھے کہ حضرت جبرئیلؑ نے تحویل قبلہ کی بشارت سنائی۔ حضور اقدس ﷺ نے نماز ہی میں بیت المقدس سے بیت اللہ کی جانب رخ کر لیا۔ اور آخری دو رکعت بیت اللہ کی جانب منھ کر کے ادا فرمائی۔ اسی لئے اسکو "مسجد قبلتین" کہتے ہیں۔ دیگر بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مسجد قبا میں پیش آیا۔ واللہ اعلم

مسجد ذباب: اسکو مسجد رایہ بھی کہتے ہیں۔ شام کے راستہ پر ایک بلند جگہ پر واقع ہے۔ غزوۂ تبوک سے واپسی پر اس جگہ حضور اقدس ﷺ کا خیمہ مبارک نصب کیا گیا تھا۔ اور حضور اقدس ﷺ نے اس جگہ نماز بھی پڑھی ہے۔

مسجدِ فسیح: مشہدِ امیر حمزہؓ سے شمال کی جانب جبلِ احد کی جڑ میں واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قِیۡلَ لَکُمۡ تَفَسَّحُوۡا فِی الۡمَجٰلِسِ اسی جگہ نازل ہوئی اور جنگِ اُحد کے دن حضور اقدسؐ نے نمازِ ظہر و عصر اسی جگہ ادا فرمائی۔

کنوؤں کا بیان

جن کنوؤں کو حضور اقدسؐ نے مشرف فرمایا ان کی تعداد بہت ہے جنمیں سے سات کا اسوقت بھی پتہ چلتا ہے باقی معدوم ہوگئے۔

بیرِ اریس: مسجد قباء کے قریب واقع ہے۔ پہلے اسکا پانی شور تھا حضور اقدسؐ نے اپنا لعابِ مبارک اسمیں ڈالا جس کی وجہ سے پانی شیریں ہوگیا۔ حضور اقدسؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ ایکمرتبہ اسکی من پر کنوئیں پر پیر لٹکائے بیٹھے تھے اور ایک انگوٹھی حضور اقدسؐ کے زیبِ دستِ مبارک تھی۔ یہی انگوٹھی پھر حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہی پھر حضرت عمرؓ کے پاس رہی۔ پھر حضرت عثمانؓ کے پاس گئی۔ حضرت عثمانؓ کے پاس سے اس کنوئیں میں گر گئی۔ ہر چند تلاش کیا گیا مگر ہر سعی رایگاں گئی۔ اور اسی وقت سے نظامِ سلطنت میں خلل واقع ہوگیا۔

بیرِ غرس: مسجد قبا سے شمال کی جانب تقریباً نصف میل ہے نبی کریمؐ نے اس کنوئیں پر وضو فرمایا اور بچا ہوا پانی اس میں ڈال دیا۔ ایک مرتبہ اپنا لعابِ دہن اور کچھ شہد بھی اس میں ڈالا ہے۔ حضور اکرمؐ ہمیشہ اس کے پانی کو استعمال فرماتے تھے۔ اور حضرت علیؓ کو حکم فرمایا تھا کہ مجھے غسل اسی پانی کے ساتھ دیا جائے۔ چنانچہ جسدِ اطہر کو اسی کے پانی سے غسل دیا گیا۔

بیر رومہ: مسجد قبلتین سے شمال کی جانب وادیٔ عقیق میں واقع ہے، پانی نہایت لطیف اور شیریں ہے۔ مدینہ منورہ میں شیریں پانی کی کمی تھی اور اس کنوئیں کا مالک پانی فروخت کرتا تھا حضور اقدس ؐ کے ارشاد پر حضرت عثمان غنی رضؓ نے ۳۵ ہزار درہم میں اسکو خرید کر وقف فرمایا۔

بیر بُضاعۃ:۔ باب شامی کے قریب ایک باغ میں واقع ہے حضور اقدس ؐ نے اس کنوئیں سے ایک ڈول پانی کھچوا کر وضو فرمایا اور بچا ہوا پانی معہ لعاب دہن کے اسمیں ڈالا۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضؓ فرماتی ہیں جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہم اسکو تین روز بیر بُضاعۃ کے پانی سے نہلاتے وہ اسکی برکت سے صحت یاب ہو جاتا۔

بیر حار: مسجد نبوی کے شمال کی جانب قلعہ کی دیوار کے قریب ہے۔ حضور اقدس ؐ اکثر اوقات وہاں تشریف لے جاتے اور اُس کے درختوں کے سایہ میں آرام فرماتے اور اس کا پانی نوش فرماتے تھے۔

بیر بُصّہ: جنت البقیع کے قریب شہر پناہ کے نیچے واقع ہے حضرت ابو سعید خدری رضؓ فرماتے ہیں ایکمرتبہ جمعہ کے روز نبی کریم ؐ ہمارے یہاں تشریف لائے اور سر مبارک دھونے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ میں آپکے ہمراہ بیر بُصّہ پر گیا۔ حضور اقدس ؐ نے سر مبارک دھویا اور دھوون بیر بُصّہ میں ڈال دیا۔

بیر عہن:۔ عوالی مدینہ میں ایک باغ میں واقع ہے حضور اقدس ؐ یہاں تشریف لائے اور وضو کر کے نماز ادا فرمائی۔

مزاراتِ مدینہ منورہ

قاضی عیاض ؒ امام مالک ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ دس ہزار صحابہ کرام رضؓ اس سرزمین میں رونق افروز

ہیں اور اسی قدر سادات اور تابعین غیر سادات ہیں لیکن اس کثیر تعداد میں
وہ بہت کم ہیں جنکا اصلی مرقد صحیح طور پر معلوم ہو۔ البتہ قرائن سے یہ معلوم
پڑتا ہے کہ انمیں سے بیشتر حضرات جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ اسلئے کہ
وہی قدیمی قبرستان ہے جسکے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔

جنت البقیع :- یہ مدینہ منورہ کا قدیمی قبرستان ہے جسمیں نبی اکرمؐ اکثر
تشریف لیجاتے تھے اور یہاں والوں کیلئے دعائے مغفرت کرتے تھے۔ اور
فرمایا اس قبرستان سے ستر ہزار افراد بے حساب جنت میں جائینگے جنکے چہرے
چودھویں رات کے چاند سے زیادہ چمکدار ہونگے۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا ہے
"جو شخص مدینہ میں انتقال کرے اور بقیع میں دفن ہو۔ میں روزِ حشر اس کا
سفارشی اور گواہ ہونگا۔" ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس چھوٹے سے خطۂ
زمین میں ہزاروں صحابۂ کرامؓ اور ہزارہا تابعین اور تبع تابعین اور لاکھوں
اولیاء کرام اور علماء عظام آرام فرما ہیں جنکی صحیح تعداد اور مدفن کا علم علیم و خبیر کو
ہے البتہ چند مزارات کی جگہ مشہور و معروف ہے، ان مزارات پر حاضر ہو کر سلام عرض
کرے اور فاتحہ پڑھے۔

شہداء احد :- جبل احد کے قریب ایک احاطہ کھنچا ہوا ہے جسمیں اُن صحابہ کرامؓ
کے مزارات ہیں جو جنگِ احد میں شہید ہوئے۔ حضور اقدسؐ ہر شروع سال میں
یہاں تشریف لاتے اور فرماتے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ
عُقْبَی الدَّارِ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں جو شخص شہداء احد پر
گذرے اور انپر سلام بھیجے تو وہ قیامت تک اسپر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ اس احاطہ

کے قریب ہی سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔

جبل احد:۔ اس پہاڑ کی بھی زیارت کرے اسلئے کہ حضور اقدس ﷺ یہاں تشریف لاتے اور قیام فرماتے اور اسکو محبوب رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ احد ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ "احد جنت کا پہاڑ ہے۔ جب تم اسپر جاؤ تو اسکے درختوں کا پھل کھایا کرو۔" اگر کوئی پھل نہ ملے تو تبرکاً وہاں کی تھوڑی سی گھاس ہی کھالے۔

واپسی

جیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ۔۔۔ بوئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

جب واپسی کا قصد ہو تو بصد حسرت و یاس غمگین و اندوہ گیں اول مسجد نبوی میں حاضر ہو اور حضور اقدس ﷺ کی نماز کی جگہ دو رکعت ادا کرے اور دعا مانگے پھر روضۂ اطہر پر حاضر ہو اور صلوٰۃ و سلام کے بعد اپنے لئے اور اپنے اعزہ و احباب کیلئے دعا مانگے اور حج و زیارت کی قبولیت کا خواہاں ہو اور یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ بِنَبِیِّکَ وَمَسْجِدِہٖ وَحَرَمِہٖ وَیَسِّرْ لِی الْعَوْدَ اِلَیْہِ وَالْعُکُوْفَ لَدَیْہِ وَارْزُقْنِی الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ	یا اللہ ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور اس عمل کی توفیق مانگتے ہیں جو تجھے محبوب اور پسند ہو یا اللہ تو اسکو اپنے نبی ﷺ اور نبی کریم ﷺ کی مسجد اور حرم کا آخری دیدار مت کیجو اور میرے لئے یہاں کی واپسی اور یہاں کے قیام کو سہل فرما دیجئے اور عطا کر مجھکو دارین کی عفو اور

اَلدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَرُدَّنَا اِلٰی اَهْلِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ ۔ عافیت اور اہل و عیال تک سلامتی کیساتھ پہنچا کہ ہم تیری نعمتوں سے بھرپور ہوں

اور اس ظاہری مفارقت اور جدائی پر خوب روئے کہ یہ قبولیت دعا اور مقبولیت زیارت کی علامت ہے، اور اہل محبت کا شیوہ ہے اگر رونا نہ آئے تو بہ تکلف روئے اور اپنی حالتِ زار پر نفرین کرے کہ مجھ سے زیادہ سنگدل کون ہوگا کہ اس بابِ عالی کو چھوڑ رہا ہوں اور پھر بھی بیقرار نہیں ہوں روانگی سے قبل اہل مدینہ پر دل کھولکر خیرات کرے اور حسبِ توفیق اپنے اہل و عیال اور اعزہ و احباب کیلئے یہاں کے تبرکات خریدے۔ خود یہاں کی پیداوار اور مصنوعات کو ترجیح دے اور کچھ کھجوریں بھی ساتھ لے کہ یہ یہاں کا بہترین تحفہ ہے۔ اور سب سے بڑھکر تحفہ جو ہمیشہ کام آئے اور دارین کی سرخروئی اور شادابی کا باعث ہو یہ ہے کہ اپنی باقی زندگی کو خدا اور رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری اور رضا و خوشنودی کے مطابق گذارنے کا پختہ عہد کرے اور دین کی باتوں کو دنیا میں پھیلانے اور حضور اقدس ﷺ کے طریقِ زندگی کو رواج دینے میں پوری جد و جہد اور سعی کرے کہ اسی پر مسلمانوں کی دارین کی فلاح و بہبود کا دارومدار ہے۔ اور اسی سے حضور اقدس ﷺ کی روحِ مبارک کو تازگی اور بشاشت ہے، حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے "جو شخص میری ایک سنت کو اسکے مردہ ہونیکے بعد زندہ کرے اُس نے گویا مجھے زندہ کیا" اور یہی اُمتِ محمدیہ ﷺ کا منصبِ اصلی اور طغرۂ امتیازی ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط یعنی تم بہترین اُمت ہو تمکو

لوگوں کے نفع کیلئے بھیجا ہے تم بھلی باتوں کو لوگوں میں پھیلاتے ہو اور بری باتوں سے
انکو روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی وہ اصولِ زندگی ہے جسکو اختیار کر کے
ہمارے اسلاف بامِ ترقی پر پہنچے اور آج ہم اسکو چھوڑنے کی وجہ سے ذلیل و خوار ہیں

خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس دورِ پُرفتن میں سیّدی و مولائی
حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس اہم فریضہ کی
جانب توجہ فرمائی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کیلئے وہی طرز اختیار کیا جو سید الکونین
خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے عرب کی جاہل قوم کی اصلاح
کیلئے اختیار فرمایا تھا۔ اور اس طرزِ تبلیغ اور دعوتِ حق کے سلسلہ کو ایک ناخواندہ
جاہل قوم میں شروع کیا جسکے ثمرات اور برکات حیرت انگیز ہیں۔ اگر مسلمان اپنی
تمام متحدہ مساعی کو اس جانب متوجہ کریں تو یقین ہے کہ چند ہی روز میں پھر اس
عروج و کمال تک پہنچ جائیں جہاں ہمارے اسلاف گامزن تھے۔

اب میں اس مختصر تحریر کو ختم کرتا ہوں اور عفوِ تقصیرات کا خواستگار ہوں۔
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔ بِطُفَیْلِ حَبِیْبِکَ
وَنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ
اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا شَفَاعَتَهٗ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِهٖ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ۔

امیدوارِ رحمتِ خداوندی ..... محمد احتشام الحسن کان اللہ لہٗ
بستی حضرت نظام الدین اولیاء دہلی
یکم ذی قعدہ ۱۳۵۹ھ

(لیتھو صفی مطبع برقی پریس دہلی)

ناشر کی آخری گذارش

مبارک ہیں وہ ہستیاں جنھوں نے خدا کے گھر کی زیارت کی جنھوں نے خدا کے گھر کی بہار لوٹی یا وہ حضرات جو مدت دراز سے حاضری کا ارادہ فرما رہے تھے اور اب جانے والے ہیں ان کے لئے حضرت مولانا بلالی صاحب علی آبادی کی چند نظموں کا مجموعہ ہدیۂ ناظرین کیا جا رہا ہے جنھیں اگر تنہائیوں میں پڑھ پڑھ کر شوق و محبت پیدا کیا جاوے تو بیحد نافع ہو، آخر میں احقر ناکارہ کی درخواست ہے کہ حرمین شریفین کے مقاماتِ مقدسہ پر اپنی دعاؤں میں ضرور یاد فرماویں۔

بندہ انیس احمد غفرلہٗ

دیکھنے والے

گنبدِ نور دیکھنے والے ... جلوۂ طور دیکھنے والے

فرشِ خاکی پہ عرش کا جلوہ ... بیتِ معمور دیکھنے والے

مسکرا اٹھے خاک کے ذرے ... اتنا مسرور دیکھنے والے

لگ نہ جائے نظر تعالی اللہ ... چشم بد دور دیکھنے والے

کتنی آنکھیں وہاں تھیں اشک فشاں ... درِ منثور دیکھنے والے

جلوۂ بے پناہ کے اندر ... حسبِ مقدور دیکھنے والے

تیرے دامن میں ہیں گلِ مقصود — وہ بھی بھرپور دیکھنے والے
کچھ وہاں کے اصول بھی تو بتا — کیا ہے دستور دیکھنے والے
مجھ کو بھی اپنے ساتھ لیتا چل — میں ہوں مجبور دیکھنے والے
بن گیا زخم شدتِ غم سے — ایک ناسور دیکھنے والے
کب بلالی کو وہ بلائیں گے — جلوۂ پُرنور دیکھنے والے

حاجی کی شان

تیری حاجی ادا نرالی ہے — رحمت ذات لایزالی ہے
نور میں کیا نہا کے آیا ہے — چہرہ روشن جبیں ہلالی ہے
کیسی دولت کما کے لایا ہے — جس کو دیکھو وہی سوالی ہے
مجھ کو بھی کچھ ثواب دیتا جا — تو نے دولت بڑی کمالی ہے
قصۂ بام و در سُناتا جا — کیسا روضہ ہے کیسی جالی ہے
اللہ اللہ یہ جذب کا عالم — جس نے دیکھا نظر جمالی ہے
کب بلائیں گے اپنے روضے پر — ہند میں غمزدہ بلالی ہے

مسافرِ حرم

بسی ہے دماغوں میں بوئے مدینہ — نگاہوں کو ہے جستجوئے مدینہ
قدم اُٹھتے جاتے ہیں کعبے کی جانب — مگر دل کی منزل ہے سوئے مدینہ
ادب گاہ روح الامیں اللہ اللہ — ہے یا عرش کی آبروئے مدینہ

بلا سے اگر جان جائے تو جائے — نہ جائے مگر آرزوئے مدینہ
چمن میں صبا آج اترا رہی ہے — نگر سے کے آئی ہے بوئے مدینہ
بھلا ان کے رُتبے کا کیا پوچھنا ہو — حبیبِ خُدا خوبروئے مدینہ
بجھائیگا کیا تشنگی میری کوثر — مجھے چاہیئے آب جوئے مدینہ
فرشتے ہیں نازاں مری میکشی پر — کہ رکھتا ہوں جام و سبوئے مدینہ
حقیقت کھلے تیری جنت کی رضواں — ذرا لا اِدھر روبروئے مدینہ
نبی کی محبت ہے جن کے دلوں میں — کریں کیوں نہ وہ گفتگوئے مدینہ
مبارک ہو سوئے حرم جانے والے — وہ گلزارِ طیبہ وہ کوئے مدینہ
بلالی نمازِ محبت یہی ہے — نظر بر حرم دل بسوئے مدینہ

ترانہ

لبیک کے نغمے کانوں میں آنے لگے پیہم کیا کہنا
ساحل سے عدن کے ہوتے ہوئے آپہنچے یلملم کیا کہنا
رحمت کی برابر ہے دل پر اک بارشِ پیہم کیا کہنا
اللہ کے گھر کا نظارہ پیتے ہوئے زم زم کیا کہنا
کعبے کے غلاف جنباں پر جس وقت نظر پڑ جاتی ہے
اک وجد سا آہی جاتا ہے پیتے ہوئے زم زم کیا کہنا
کعبے پہ غلاف کعبہ ہے یا زلفِ پیمبرؐ کا سایہ
والشمس کی روشن کرنوں میں واللیل ہے مدغم کیا کہنا

اللہ کا گھر میخانہ بھی آبادی بھی ہے ویرانہ بھی
اللہ کے دیوانوں کے لیۓ ہر شے ہے فراہم کیا کہنا

دیتا ہے سبق یہ بیتِ خدا دنیا میں رہے دنیا سے جدا
رہتی ہے یہاں مولا کی رضا ہر شے پہ مقدم کیا کہنا

اللہ غنی تا حدِ نظر معصوم فرشتوں کا منظر
عرفات سے سوئے مزدلفہ حجاج کا عالم کیا کہنا

اک فوج رواں ہے نورانی اب ہوگی منیٰ میں قربانی
اللہ کے اِن دیوانوں کا یہ عزم مصمم کیا کہنا

محبوبِ خدا سے نسبت ہے کیا خوب ملا کی قسمت ہے
آقا ہیں مرے وہ رہبر ہیں سرکارِ دو عالم کیا کہنا

کعبہ کی طرف

خداوند عالم کا گھر آرہا ہے
وہ دیکھو وہ مکہ نظر آرہا ہے

یہ کار کیوں بے خطر آرہا ہے
نہیں آیا جاتا مگر آرہا ہے

غلافِ سیہ پر نظر پڑ رہی ہے
نظر رحمتوں کا اثر آرہا ہے

جبینِ عقیدت جسے ڈھونڈھتی تھی
مبارک وہی سنگِ در آرہا ہے

نگاہِ محبت کو کعبے کے اندر
خدا جانے کیا کیا نظر آرہا ہے

نظر سوئے میزاب کیوں اٹھ رہی ہے
دلی مدعا اپنا بر آرہا ہے

لیے جیسے ہاتھوں میں پیغامِ رحمت
فلک سے کوئی نامہ بر آرہا ہے

مزہ جب ہے کہ آئے ندا یہ حرم سے — غلامِ شہ بحر و بر آ رہا ہے
بلالی انہیں کی یہ فیاضیاں ہیں — نظر جلوۂ معتبر آ رہا ہے

مدینے کی طرف

زباں پر مرے کس کا نام آگیا ہے — لبوں پر درود و سلام آگیا ہے
وہ کعبہ تھا اے دل مقامِ جنوں تھا — سنبھل اب ادب کا مقام آگیا ہے
جبینِ عقیدت جھکی جا رہی ہے — نظر بابِ خیر الانام آگیا ہے
کھلا ہے کھلا بابِ رحمت کھلا ہے — چلو حاجیو! اذنِ عام آگیا ہے
لئے سینکڑوں حسرتیں اپنے دل میں — حضوری میں آقا غلام آگیا ہے
نہ چھیڑو ہمیں اے عزیزو نہ چھیڑو — تصور میں ماہِ تمام آگیا ہے
کہاں یہ بلالی کہاں بابِ عالی — مقدر ہے در پر غلام آگیا ہے

اللہ اللہ

مری مغفرت کی سبیل اللہ اللہ — قدم بر درِ جبرئیل اللہ اللہ
یہ مسجد یہ روضہ وہ محراب و منبر — یہ ہے مہبطِ جبرئیل اللہ اللہ
کہاں اور کس کی زباں پر نہیں ہے — پیمبر کا ذکرِ جمیل اللہ اللہ
زیارت ہوئی ان کے روضے کی مجھ کو — شفاعت کی ہے یہ دلیل اللہ اللہ
خدا ہوگا اجلاس پر روزِ محشر — نبی ہوں گے میرے وکیل اللہ اللہ
کہاں فرشِ خاکی کہاں عرشِ اعظم — بشر اور راہِ طویل اللہ اللہ

مدینے کے روضے ہیں جلوہ فشاں ہیں ۔ وہ محبوب رب جلیل اللہ اللہ
صراحی و ساغر بکف دورِ ساقی ۔ نبیؐ کی ہے جاری سبیل اللہ اللہ
مدینے کا روضہ مدینے کا چشمہ ۔ وہ جنت تو یہ سلسبیل اللہ اللہ
غلاموں کے رتبے کا کیا پوچھنا ہے ۔ ہے پایاب دریائے نیل اللہ اللہ
مرے دل کے ہر داغ حبِ نبیؐ سے ۔ خجل ہے یہ ماہِ جمیل اللہ اللہ

بلالی یہ فیضِ بلالِ رضؓ نبی ہے
تری نعت ہے بے مثیل اللہ اللہ

اعلانِ شاہی[1]

ہوا اعلان شاہی عرش سے افلاک والوں کو ۔ قمر پہ مہر پر فرش زمیں پر خاک والوں پر
دو عالم جس پہ قرباں وہ پیمبر آنیوالا ہے ۔ مرے گھر آج میرا ماہِ انور آنے والا ہے
ابھی دیکھا جائے میں اجالا آنے والا ہے ۔ فلک پر آج کالی کملی والا آنے والا ہے
سجا دو آسمانوں کو فضا کو نور سے بھر دو ۔ مرے دربار تک آراستہ ہر راستہ کر دو
فلک پر روشنی ہی روشنی ہر سو بکھر جائے ۔ تجلی ہی تجلی ہو جہاں تک بھی نظر جائے

معاینہ جائزہ کرنے آرہا ہے آج جنت میں
منایا جائیگا جشنِ شبِ معراج جنت میں

---

[1] حضرت مولانا بلالی صاحب کے چند اشعار اُن کی ایک کتاب لیلۃ المعراج سے لئے گئے (قیمت ۷۵ نئے پیسے)

حجۃ الوداع

اس کتاب میں تاجدارِ مدینہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج
کو قرآن مجید اور احادیث شریفہ کی روشنی میں تفصیل سے بتلایا گیا ہے۔ ایک
لاکھ چوبیس ہزار عاشقانِ بیت اللہ کا مجمع دین کے لیے محنت و قربانی کے
جذبات کے ساتھ اور محبت و عشق کی کیفیات میں ڈوبا ہوا بیت اللہ شریف
پہنچا۔ آپ نے حج کے طریقوں کو سیکھنے کی بار بار تاکید فرمائی اور پوری زندگی
کی سدھار کے لیے فصیح و بلیغ خطبے دیئے جو ہر زمانے کی اصلاح حال کے لیے ضروری
ہیں منیٰ کے خطبے میں رہتی دنیا تک کے لیے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا پیغام دیا۔
حجرِ اسود، عرفات، مزدلفہ اور منیٰ وغیرہ سب جگہ کس کس عنوان سے کیا کیا
دعائیں مانگیں جو امت کی فلاح اور سرسبزی کے لیے بیحد ضروری ہیں۔ سب کی
تفصیل ہے۔ سنت کے اتباع میں حج کا فریضہ ادا کرنے والوں کے لیے اس کتاب
کا مطالعہ کرنا بیحد ضروری ہے۔ گرد پوش رنگین، خوبصورت ٹائیٹل
صفحات ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) قیمت صرف ۱۲ار

ملنے کا پتہ

منشی انیس احمد ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین اولیاءؒ دہلی

ہمدردان ادارہ سے گذارش

مکرم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہماری اپنی مطبوعات کی فہرست آپ کے پیش نظر ہے، ملاحظہ فرمائیں ہمارے ادارہ کے قیام کا مقصد آپ پر بخوبی روشن ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کی اشاعت میں جو خون پسینہ بہایا اور جو جانفشانی فرمائی، کم ازکم کاغذی اوراق کے ذریعہ ہمکو بھی یہ سعادت کسی درجہ میں نصیب ہو جائے، لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ آپ اپنے اس ادارہ کی مطبوعات کی اشاعت کے ذریعہ ہم سے تعاون فرماکر ہمیں ممنون احسان فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں

معاملات کی صفائی کے متعلق صرف اتنا ہی عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کریں گے کہ آپ ہر طرح مطمئن اور خوش رہیں لیکن "انسانی بھول چوک" جو بشریت کے لئے لازم ہے اگر ہم سے سرزد ہو جائے تو آپ کو صرف اطلاع کرنا کافی ہو گا ــــ تلافی کی ہر ممکن سعی کی جائے گی ــــ انشاء اللہ

آپ کا ادنیٰ خادم

اخترانیس احمد غفرلہٗ

مالک ادارہ اشاعت دینیات، حضرت نظام الدین نئی دہلی ۱۳

نوٹ:۔ ہر فرمائش کے ساتھ کم ازکم چوتھائی رقم پیشگی بھیجیے"

تصانیف رأس المحققین حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

تبلیغی نصاب عکسی

جس میں حسب ذیل چھ کتابیں یکجا جمع کر دی گئی ہیں

حکایاتِ صحابہ جس کے پڑھنے سے مرد عورت اور بچوں کے قلوب میں مذہب کے بلند جذبات اور اسلام کا صحیح ولولہ پیدا ہوتا ہے تبلیغی تحریک کے علاوہ مدارسِ اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہے۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے۔

فضائلِ نماز جس میں نماز پڑھنے کی فضیلت، چھوڑنے پر اخروی عذاب اور دنیوی نقصان، جماعت کا ثواب اور اس کے ترک پر سزائیں اور خشوع کی تدابیر اور ہر مضمون کے مناسب بزرگوں کے قصے درج فرمائے گئے ہیں۔ قیمت: ستر پیسے۔

فضائلِ تبلیغ تبلیغ کی ضرورت اور اہمیت آیات و احادیث کی روشنی میں مفصل بیان کی گئی ہے جس میں اکرام مسلم اور اخلاص نیت وغیرہ کی بھی اہمیت درج ہے، قیمت:۔ تیس پیسے۔

فضائلِ ذکر مصنف مدظلہ نے وہ آیات و احادیث جمع فرمائی ہیں جن میں ذکر کے برکات، کلمہ طیبہ کے فضائل، اور تسبیحاتِ فاطمہ کے ثواب وارد ہوئے ہیں، نیز ان میں صلوٰۃ التسبیح کا مفصل بیان ہے۔ قیمت:۔ ایک روپیہ ساٹھ پیسے۔

فضائلِ قرآن مجید قرآن پاک کی تلاوت کی فضیلتیں اور ترک پر سزائیں قرآن و حدیث سے جمع کی گئی ہیں نیز قرآن پاک کے آداب اور مخصوص سورتوں کے خواص و اعمال بھی درج ہیں۔ قیمت:۔ ساٹھ پیسے۔

فضائلِ رمضان رمضان المبارک، تراویح، سحری، لیلۃ القدر اور اعتکاف

وغیرہ کے فضائل وتاکید اور اہل اللہ کے معمولات کی تفصیل بیان کی گئی ہے قیمت ۵۰/۵

یہ سب کتابیں الگ الگ بھی مل سکتی ہیں

قیمت یکجا مجلد چرمی سات روپے پچاس پیسے۔

مجلد سادہ معہ گرد و پوش -/۶

فضائلِ صدقات عکسی

مصنف مدظلہٗ نے اس کتاب کو سات اہم فصلوں پر مشتمل فرمایا ہے

(۱) خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل۔ (۲) بخل کی خرابیاں۔ (۳) صلہ رحمی کی تاکید۔ (۴) زکوٰۃ کے فضائل۔ (۵) زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر دنیوی و اخروی عذاب۔ (۶) زہد و قناعت کی تاکید و اہمیت۔ (۷) زاہدوں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی سیکڑوں دلچسپ عبرت خیز حکایات،

تبلیغی نصاب کی طرح یہ کتاب بھی مقبول عام و خاص ہے۔ عکسی طباعت کا شائقین کو شدید انتظار تھا، اللہ تعالےٰ نے ہمیں اس کی توفیق مرحمت فرمائی۔ کتابت واضح، ایک ایک لفظ الگ الگ، طباعت خوشنما۔

قیمت مجلد چرمی ۵/۵۰ مجلد سادہ -/۶

اس کتاب کو خریدتے وقت ہمارا پتہ ضرور دیکھ لیں
اس لئے کہ یہ موٹے الفاظ میں صاف چھپی ہوئی ہے

ہمارا پتہ، ادارہ اشاعت دینیات نئی دہلی ہے کتاب خریدتے وقت ہمارا پتہ ضرور دیکھ لیجئے،

فضائل حج عکسی

حج کے فضائل، حج کے آداب، حج کی حکمتیں، حج کی حقیقت، حج نہ کرنے پر دنیوی وبال اور اخروی عذاب، عورتوں کا حج وعمرہ، فضائل عمرہ، فضائل مکہ معظمہ، فضائل مدینہ طیبہ، آداب حرمین شریفین، آداب زیارت نبوی، حج نبوی، حج خلفائے راشدین، عشاق ومحبین کی سترحکایات ہمارے یہاں سے پہلی مرتبہ عکسی چھپ رہی ہے۔ مجلد تین روپے

فضائل درود شریف عکسی اس کتاب میں درود شریف کے بے شمار فضائل و عاشقان رسول کے عشق ومحبت کے سیکڑوں قصے درج کئے گئے ہیں، حضرت شیخ مدظلہ کی . . . تازہ ترین تصنیف قیمت مجلد ۵/

(حضرت شیخ مدظلہ کی دیگر اداروں کی تقیہ مطبوعات)

خصائل نبوی اردو ترجمہ شمائل ترمذی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب وروز کے معمولات اور انکے ضمن میں سیکڑوں حدیثیں جمع کردیئے ہیں قیمت مجلد

اسلامی سیاست (الاعتدال فی مراتب الرجال) حضرت شیخ مدظلہ کا مفصل خط اپنے ایک شاگرد رشید کے نام جسمیں سیکڑوں احادیث اصحابہ کرام واولیا اللہ کے واقعات ہیں جن سے علماء عوام کی باہمی الفت اور امت کے مختلف طبقات میں اختلاف کے باوجود کس طرح آپس میں خوشگوار کیا جائے قیمت :-/۳

حیاۃ الصحابہ رض

اردو عکسی

تالیف

رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رح

ترجمہ:

حضرت مولانا محمد عثمان خاں صاحب فیض آبادی مدظلہ

حضرات صحابہ کرام رض کی دعوتِ اسلام کے لئے محنت وجدوجہد ان کے سرفروشانہ مجاہدات، مخصوص صفات کمالات، پاکیزہ حالات وواقعات، فقر وصبر، زہد وقناعت اور ایمان ویقین سے متعلق احادیث وقصص کا دلکش مجموعہ ہے جس کے پڑھنے سے عہد رسالت وخلافت راشدہ کے چلتے پھرتے عملی نمونے دل ودماغ میں سماجاتے ہیں جنکی درس وتدریس حالات حاضرہ میں بے حد ضروری ہے ترجمہ علمائے حقانی کا پسندیدہ، لفظی ومعنوی خصوصیات کے ساتھ بامحاورہ عام فہم۔ کتابت وکاغذ عمدہ، طباعت عکسی بذریعہ آفسٹ متین سائز ۲۲×۱۸ حصہ اول، دوم، سوم، خوشنما مطبوعہ ریگزین مجلد یکجا۔ ۔۔۔ ۱۰ حصہ چہارم، پنجم، ششم، ہفتم خوشنما مطبوعہ ریگزین مجلد یکجا۔۔ ۔۔۔ ۱۲ حصہ ہشتم، نہم، دہم زیر طبع۔ حیاۃ الصحابہ عربی جلد اول مجلد ۱۵/ عربی جلد دوم بلا جلد ۲۰/ عربی جلد سوم

خواتین کے لئے - نہایت مفید کتب

امّتِ مسلمہ کی مائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی مدظلہٗ فرماتے ہیں:-

"ادارہ اشاعت دینیات نے ان دونوں کتابوں کو شائع کرکے بڑی مفید خدمت انجام دی ہے اور مسلمان گھرانوں کے لئے ان حالات سے فائدہ اٹھانا اور اپنی دینی زندگی بنانا بہت آسان کردیا ہے۔ زبان صاف و سلیس ہے۔ ماخذ مستند اور قابل اعتماد ہیں اللہ تعالیٰ ان کتابوں سے نفع پہنچائے اور انکا فیض عام کرے۔"

آج کے ایمان سوز سماج میں جب کہ بے حیائی، عریانی، بے پردگی، نئے نئے فیشن اور بے شمار بداخلاقی کھیل تماشوں کی کثرت نے عورتوں کی زندگی پر بہت برا اثر ڈالا ہے۔ اور انہیں سے بچوں اور بڑے مردوں کی زندگیاں بگڑتی رہی ہیں خاندان نبوت کی خواتین کے حالات کو عام کرنا وقت کا بہت اہم تقاضا ہے۔

دونوں کتابوں کا کاغذ بہت عمدہ، گرد پوش دیدہ زیب۔

امت مسلمہ کی مائیں ... ... قیمت مجلد ایک روپیہ پچاس پیسے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ... ... قیمت مجلد ایک روپیہ۔

مسلم خواتین کے لئے بیس سبق

زنانہ اسکولوں میں داخل نصاب کئے جانے کے [illegible]

عورتوں کی آزادی اور بے باکی کے اس دور میں [illegible] تعلیم [illegible] کی ہر گھر اور ہر

مدرسہ میں سبقاً سبقاً تعلیم کا ہونا بے حد ضروری ہے جس میں حسب ذیل عنوانات پر قرآن وحدیث کی روشنی میں آسان اردو زبان میں جدید طرز پر تشریح کی گئی ہے۔ پہلا سبق:۔ کلمہ طیبہ۔ دوسرا سبق:۔ نماز۔ تیسرا سبق:۔ زکوٰۃ۔ چوتھا سبق:۔ حج بیت اللہ۔ پانچواں سبق:۔ رمضان کے روزے۔ چھٹا سبق:۔ دین سیکھنا سکھانا۔ ساتواں سبق:۔ بچوں کی تعلیم۔ آٹھواں سبق:۔ اللہ کا ذکر۔ نواں سبق:۔ حقوق العباد۔ دسواں سبق:۔ خدمت خلق۔ گیارھواں سبق:۔ والدین کے حقوق۔ بارھواں سبق:۔ شوہر کے حقوق۔ تیرھواں سبق:۔ پڑوسی کے حقوق۔ چودھواں سبق:۔ اخلاص نیت پندرھواں سبق:۔ زبان کی حفاظت۔ سولھواں سبق:۔ حلال کمائی۔ سترھواں سبق:۔ لباس اور زیور۔ اٹھارھواں سبق:۔ پردہ۔ انیسواں سبق:۔ اصلاح معاشرت۔ بیسواں سبق:۔ نیکیاں پھیلانا۔ دو باتیں:۔ توبہ اور نیک بندوں کے حقوق۔

گرد پوش رنگین قیمت مجلد ایک روپیہ

چھ ۶ باتیں (عکسی)

اسلامی زندگی کی ان چھ باتوں کی تفصیل جن پر عمل پیرا ہونے سے پورے دین پر چلنا آسان ہو سکتا ہے۔ تبلیغی جماعتیں ان چھ باتوں ہی کی خاص طور پر عملاً مشق کرتی ہیں۔ اور دوسروں کو انہیں کی خاص طور پر دعوت دیتی ہیں۔ ہر مبلغ کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ کلمہ طیبہ۔ نماز پنجگانہ، علم و ذکر، اکرام مسلم، اخلاص نیت، اور تفریغ وقت یعنی دنیوی مشاغل سے اپنے وقت کو فارغ کر کے جماعت کی شکل میں باہر نکلنا ان کے فضائل و آداب تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔

چھ باتیں اردو [illegible] پیسے۔ چھ باتیں ہندی رسم الخط میں ۶۰ پیسے۔

"ہمارا پتہ، ادارہ اشاعت دینیات نئی دہلی ۶، کتاب خریدتے وقت ہمارا پتہ ضرور دیکھ لیجیے"

نصائح رسولِ کریم سید عالم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پچاس سے زیادہ نصیحتیں، ہدایتیں اور وصیتیں نورِ ایمان سے مرصع جو زندگی کی اصلاح و تربیت کے لئے بڑی ضروری ہیں۔ قیمت:۔ ۲۵ نئے پیسے۔

پچاس قصے آخرت کے فکر مندوں کے، حضرات صحابہ کرامؓ، تابعین اور اولیاء اللہ کے حالات و واقعات جو قبر، حشر، پل صراط اور دوزخ کے دردناک عذابوں سے متاثر ہو کر اتنا روئے کہ چہرے پر آنسوؤں کی نالیاں بن گئیں اور جنہوں نے ساری ساری رات رو رو کر گذار دی اور ساری زندگی عبادت کرنے کے باوجود بھی دنیا سے روتے ہی گئے۔ اس کتاب میں انہیں پچاس ہستیوں کے فکرِ آخرت کے واقعات ہیں۔ قیمت:۔ ۴۰ پیسے

چار ستارے

ہمارے نبیؐ نے اپنے صحابہؓ کو ستاروں کی مانند فرمایا ہے جن سے صحیح راستہ پہچانا جاتا ہے صحابہ کرامؓ کے بچپن سے وفات تک کے حالات اور انکے دینی کارنامے ہمارے بچوں اور بڑوں کو پڑھائے اور سنائے جائیں تو ہمارے ماحول کے سدھار میں بڑی آسانی ہو جائے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ ۴۰/۔ حضرت عمر فاروقؓ ۶۰/۔ حضرت عثمان غنیؓ ۴۰/ حضرت علی مرتضیٰؓ ۴۰/۔ یہ کتابیں الگ الگ بھی مل سکتی ہیں، قیمت یکجا مجلد مع گرد پوش ۲/-

حضرت بلالؓ ۴۰/۔ حضرت خالد سیف اللہؓ ۴۰/۔ حضرت ابوہریرہؓ ۴۰/-

حضرت انسؓ ۲۵/-

تصانیف مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم
خلیفہ حضرت اقدس مولانا محمد الیاس صاحبؒ
ہائی اسکولوں اور دینی مدرسوں کے لیے مختصر درسی کتاب

ارکانِ اسلام

مسلمان بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم کے لئے آسان زبان میں نہایت جامع کتاب ہے جس میں ہر عمل کے ضروری مسائل بھی ہیں اور فضائل و محاسن بھی، اول اسلام کے بنیادی عقائد، توحید و رسالت، وحی، ملائکہ، قیامت، حشر و نشر و تقدیر وغیرہ کی تشریح اس کے بعد اسلامی اعمال نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور حج وغیرہ کے فضائل اور اسلامی حکمتیں اور احکام مسائل کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں حکیمانہ انداز میں سمجھایا گیا ہے۔ مدارس مکاتب میں جگہ جگہ داخلِ نصاب بھی ہو چکی ہے اور تبلیغی نقل و حرکت میں درس و تدریس کا رواج ہے اپنے یہاں کے اسکولوں میں داخلِ نصاب کرنے کی سعی کیجئے۔

کاغذ عمدہ، کتابت بہترین، گردپوش رنگین، قیمت: مجلد ایک روپیہ ۵ پیسہ

تبلیغ کیا ہے؟

تحریکِ تبلیغ پر حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب نے اپنے شیخ مرشد حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار و تقاضوں کے بعد چند اہم کتابیں لکھی ہیں جن میں تبلیغ کے اغراض و مقاصد اور طریق کار کو بہت آسانی سے ذہن نشین کیا گیا ہے جن کا بار بار مطالعہ ضروری ہے

اسلامی زندگی ایک سچے مسلمان کو کن کن صفات اور کمالات سے آراستہ ہونا چاہیئے اور ان صفات کمالات کے حاصل کرنے کی کیا تدبیریں

ہیں۔ قیمت ۲۵ پیسے

۲۔ **اصلاحِ انقلاب** جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے بے حد مفید کتاب ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے زوال کے اسباب اور پھر ترقی کے لئے مکمل تدابیر اور طریقہ کار کی تفصیل ہے۔ قیمت :- ۳۷ پیسے۔

۳۔ **اصلاحِ معاشرت** ریڈیو، سینما، گراموفون، افسانے، ڈرامے، بے پردگی، بے حیائی جن کی وجہ سے گھرانے تباہ ہو رہے ہیں۔ ان کے زہریلے اثرات اور ان سے بچنے کی تدابیر۔ قیمت :۔ ۲۵ پیسے

۴۔ **پیامِ عمل** حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رح ..... کی طرف سے حضرات علماء کرام کی خدمت میں دینی دعوت کی پیش کش جس کو حضرت رح نے خود سن کر مرتب کرایا ہے ــــ قیمت ۲۵ پیسے۔

۵۔ **مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج** عام مسلمانوں کی ترقی و کامیابی کے لئے تبلیغ کے اغراض و مقاصد کی تشریح و توضیح۔ قیمت :- ۲۵ پیسے

دینِ خالص اس زمانے میں دینِ اسلام کو اپنی اپنی سمجھ اور عقل سے کچھ اس طرح پیش کیا جا رہا ہے کہ امت میں طرح طرح کے فتنے کھڑے ہو رہے ہیں، اس کتاب میں کتاب و سنت کی روشنی میں دینِ اسلام کی خالص بنیادیں واضح کی گئی ہیں۔ قیمت :- ۵۰ پیسے

یہ چھ کتابیں ایک ہی جلد میں "تبلیغ کیا ہے" کے نام سے بھی جمع کر دی گئی ہیں۔ قیمت :- دو روپے پچیس ۲۵ نئے پیسے۔

یہ کتابیں الگ الگ بھی مل سکتی ہیں !!!

ہمارا پتہ، ادارہ اشاعت دینیات نئی دہلی ہے کتابیں منگاتے وقت ہمارا پتہ ضرور دیکھ لیجئے۔

رفیقِ حج

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ کے ارشاد پر اس کتاب کو مرتب فرمایا گیا ہے جس میں حج کے فضائل و مسائل، صحیح حج کی ادائیگی کا طریقہ، عمرہ اور اس کے فضائل اور تمام ضروری مسائل و احکام، بیت اللہ شریف، مکہ معظمہ، مسجد نبوی، مدینہ طیبہ اور ان کے تمام مقاماتِ مقدسہ کے تاریخی حالات حتیٰ کہ پہاڑوں، کنوؤں اور مقابر وغیرہ کی تفصیلات درج کی گئی ہیں، عربی و اردو کی بہت سی ضخیم کتابوں کا نچوڑ ہے۔ حج کو جانے والوں اور ان کے پہنچانے والوں کے پاس کتاب کا رہنا نہایت ضروری ہے۔ بہترین کتابت، عمدہ کاغذ، سہ رنگا عمدہ گرد پوش جس پر بیت اللہ اور مسجد نبوی کا فوٹو بھی ہے۔ آخر میں درد و محبت پیدا کرنے والے نعتیہ اشعار اضافہ کئے گئے ہیں قیمت: مجلد ایک روپیہ ۵۰ پیسے

حجۃ الوداع ہمارے نبی نے آخری حج کے موقع پر حج کے طریقوں کو سیکھنے کی بار بار تاکید فرمائی اور پوری زندگی کو سدھارنے کے لئے مدینہ طیبہ، مکہ معظمہ، منیٰ عرفات وغیرہ میں فصیح و بلیغ خطبے دیئے جو ہر زمانہ کی اصلاحِ حال کے لئے ضروری ہیں، دعاؤں کی قبولیت کی سب جگہوں پر کس کس عنوان سے کیا کیا دعائیں مانگیں جو امت کی فلاح اور سرسبزی کے لئے بے حد ضروری ہیں، مفصل درج ہیں۔ گرد پوش رنگین خوبصورت ٹائٹل۔ قیمت: ۷۵ پیسے

آدابِ معیشت یا آدابِ زندگی روزمرہ کی زندگی کے کام مثلاً کھانا، پینا، پہننا، مہمانی میزبانی کے آداب و احکام، فائدے اور حکمتیں اور بزرگانِ دین کے دلچسپ قصے بھی درج ہیں۔ قیمت: ۵۰ پیسے۔

"ہمارا پتہ، ادارہ اشاعت دینیات نئی دہلی ہے کتاب خریدتے وقت ہمارا پتہ ضرور دیکھ لیجیے"

فضائلِ اسلام اور دعوتِ فکر و عمل جس میں اسلام کی حقانیت و صداقت، اسلام کے فضائل اور محاسن کو کچھ اس انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ عام مسلمانوں میں اسلامی طرزِ زندگی کی اہمیت آجائے اور بے چارہ بھولی بھٹکی اور بھٹکی دنیا میں ایمانی زندگی کی تلاش و جستجو پیدا ہو۔ قیمت:- ۶۵ پیسے

حالاتِ مشائخ کاندھلہ

حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب کاندھلوی رح

جو تبلیغی تحریک کے اس زمانہ میں بانی اول ہیں۔ اُن کے کئی پشت اُوپر کے خاندانی مشائخ، علمائے کرام اور بزرگانِ دین کے حالات صحابۂ کرام کی یاد تازہ کرتے ہیں اس کتاب میں مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی۔ مولانا مظفر حسین صاحب مولانا محمد صاحب، مولانا محمد یحییٰ صاحب اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رح کے مفصل حالات خوشنما مطبوعہ رنگین جلد قیمت:- ۳/۵۰

(مصنف مدظلہ کی دیگر اہم تصانیف)

تجلیاتِ کعبہ	۳/-	صداقتِ اسلام	۵۰/-	دعوتِ حق و صداقت	۵/۴۰
تجلیاتِ مدینہ	۲/۵۰	شاہراہِ ترقی	۵۰/-	افتراقِ ملت	۴/-
عظمتِ اسلام	۱/۵۰	اتفاق و اتحاد	۵۰/-	مکافاتِ عمل	۱۵/-
حقیقی بندگی	۵۰/-	عمومی عون نخیر	۴۰/-	غارِ حرا کا پیام	۱۵/-
اسلامی کتابوں کی اشاعت	۲۵/-	حیاتِ جاودانی	۱۵/-		

تصانیف مختلف مصنفین

اسلام میں پردہ کی حقیقت از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
آج کے اٹھتے ہوئے ہزاروں فتنوں میں سے ایک زبردست فتنہ "بے پردگی" کا بھی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بے حیائی، فواحش اور ناقابل بیان ہزاروں معاصی کے ارتکاب کا دروازہ کھل گیا ہے۔ اس کتاب میں پردہ کی آیات و احادیث کے ذریعہ پردہ کی ضرورت اور اہمیت کو دلائل کے ساتھ سمجھایا ہے۔ قیمت: ۴ نئے پیسے۔

تبلیغی تقریریں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نے پہلی تقریر فریضہ تبلیغ کی اہمیت پر آگرہ میں اور دوسری تقریر مدراس کے ایک تبلیغی اجتماع میں فرمائی حاضرین پر گریہ و زاری کا عالم طاری ہو گیا تھا حسن اتفاق سے یہ تقریر آپ کی زندگی کی آخری تقریر بھی ہے۔ قیمت: ۔ ۴ پیسے۔

فاروق العزیز از مولانا محمد عبید اللہ صاحب عثمانی مصنف کا صاحبزادہ کالج کا ایک نوجوان طالب علم فاروق العزیز، اللہ و رسول کی محبت میں گھر بار چھوڑ کر نکلا اور قسم قسم کی قربانیاں دیتا ہوا، بستی حضرت نظام الدین دہلی پہنچا اور یہیں سپرد خاک ہو گیا۔ اس کے سبق آموز حالات زندگی۔ درد بھرے خطوط اہل اللہ کی بشارتیں اور پر تاثیر بیانات۔ آخر میں تبلیغی چھ نمبروں پر مختصر و مستند و مترجم احادیث کا قیمتی ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے۔ انگریزی داں حضرات، استادوں اور طالب علموں کو تبلیغ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے مفید کتاب۔ مجلد مع خوبصورت گرد پوش قیمت ایک روپیہ ۲۵ پیسے۔

مسنون اور مقبول دعائیں (عکسی) اضافہ شدہ جدید ایڈیشن جس میں دن رات کی ہر ضرورت اور ہر موقع کی ایک سو پچاس سے زیادہ دعائیں ہیں، دعاؤں کی فہرست مناجات حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور خاص خاص دعائیں

جدید اضافہ ہیں۔ قیمت:۔ ۵۰ پیسے

عورتوں کی نماز :۔ از مولانا محمد قریش صاحب، کلکتہ ۲/-

دعوت ذکر اور مراقبہ موت (خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ) ۱۶/-

معین التجوید : از قاری سید رضا حسین خلیفہ حضرت مولانا محمد الیاسؒ ۲۵/-

حضرت جی کی یادگار تقریریں رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی اہم مقامات کی تقریروں کا مستند مجموعہ، اور وفات کے حالات، تعزیتی تاثرات۔ ۵/-

نماز مترجم (جیبی عکسی و رنگین) بطرز تاج کمپنی، بلاکو بنکر ذریعہ آرٹ پیپر پر دو رنگ میں۔ ٹائٹل چمکدار سہ رنگا۔ قیمت:۔ ۲۰ نئے پیسے

قسم دوم ۱۰/-

یٰسین شریف (مترجم)

(جیبی عکسی و رنگین) ٹائٹل سہ رنگا دیدہ زیب۔ قیمت:۔ ۲۰ پیسے

مساجد میں بھی کبھی اسکے ختم کا اہتمام کیا جائے

قاعدے، پارے، قرآن مجید مترجم و بلا ترجمہ

قاعدے — رف ۲ روپے ۵۰ پیسے سیکڑہ گلیز ۳/- سیکڑہ۔

پارے — رف ۷ روپے سیکڑہ۔ گلیز ۹/- سیکڑہ۔ خورد گلیز ۱۰ سیکڑہ

قرآن مجید دہلی، کلکتہ، لاہور، (عکسی غیر عکسی، مترجم غیر مترجم) وغیرہ ہر قسم کا ذخیرہ ہمارے یہاں موجود رہتا ہے جس کی تفصیل کی گنجائش نہیں آپکی ہر فرمائش کی تعمیل کیجائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

"ہمارا پتہ ادارہ اشاعت دینیات نئی دہلی ہے، کتاب خریدتے وقت ہمارا پتہ ضرور دیکھ لیجئے"

طغرے

مساجد میں آویزاں کرنے کے لئے ہم نے آیات واحادیث کے طغرے چھپوانے کا انتظام مرتب کیا ہے جس کے ذریعہ عوام وخواص میں دین کا شوق وجذبہ بیدار ہوگا۔

آفات ومصائب کی پانچ علامات

دو رنگ کارگیزرں پر چھپا ہوا خوشنما طغری قیمت فی عدد ۲۵ پیسے فی درجن -/۲

جماعت خیر	-/۲۵
جماعت دعوت	-/۲۵
نظام تبلیغ	-/۲۵
سب اچھی بات	-/۲۵
چھ باتیں	-/۲۵

تاج کمپنی ومثل تاج کمپنی

قرآن مجید، حمائل شریف مترجم وبلاترجمہ عکسی۔ دہلی، لاہور، کراچی، کلکتہ، بمبئی کے مطبوعہ کا زبردست اسٹاک بحمد اللہ ہمارے یہاں موجود رہتا ہے جسکی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں آرڈر دیکر طلب فرمائیں۔

عربی فارسی، اردو کتب

ہر قسم کی اخلاقی، تعلیمی، تبلیغی اور درسی کتب مطبوعہ دہلی، کانپور، لکھنؤ، کلکتہ اور دیوبند وسہارنپور نیز بیرون ہند کی ضخیم مطبوعات کا ذخیرہ ہمارے یہاں ہر وقت موجود رہتا ہے آپ صرف آرڈر بھیجئے۔ فوراً تعمیل کیجائیگی۔ انشاء اللہ

ہمارا پتہ ادارہ اشاعت دینیات دہلی ۶ کتاب خریدنے وقت ہمارا پتہ ضرور دیکھ لیجئے۔

حیاۃ الصحابہؓ اردو عکسی
چہارم
پنجم
ششم
ہفتم
تالیف: حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دامت برکاتہم
ترجمہ
حضرت مولانا محمد عثمان خاں صاحب فیض آبادی مدظلہٗ
شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ قدس سرہٗ
مؤلف مدظلہ کی شہرۂ آفاق کتاب حیاۃ الصحابہؓ عربی جو ہند و پاک کے علاوہ ممالک اسلامیہ میں بھی قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے۔ اس کی جلد اول کے ترجمہ کے تینوں حصوں کی اشاعت کا عالم یہ ہے کہ ایک ہی سال کے اندر دوسرا ایڈیشن بھی ہاتھوں ہاتھ نکل رہا ہے اب عربی کی جلد دوم کے اردو ترجمہ کو چار برابر حصوں میں شائع کیا جا رہا ہے۔
اردو ترجمہ کی خصوصیت
اس میں بھی مترجم موصوف نے اصل عربی الفاظ کو ترجمہ میں اس طرح سمو لیا ہے کہ مطلب واضح بھی ہو جائے اور ترجمہ بامحاورہ سلیس اور دلکش بھی بن جائے اور حضرات علمائے اہل حق کی نظر میں ترجمہ کی خوبی و پسندیدگی نے تو کتاب کا معیار کافی بلند کر دیا ہے۔
کتاب خریدتے وقت
فاضل مترجم حضرت مولانا محمد عثمان خاں صاحب کا اسم گرامی ضرور دیکھ لیں کیونکہ کتاب کے پہلے تینوں حصوں کا ترجمہ بھی موصوف ہی کا ہے۔ قیمت ہر حصہ ۲/۵۰
کاغذ سفید، کتابت واضح، طباعت عکسی، ٹائیٹل حسین رنگین، ہر حصہ میں تقریباً دو سو (۲۰۰) صفحات
ناشر: احقر انیس احمد غفرلہ ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی ۱۳